

پندرہواں
جلد

۲

تاریخ اسلام

تجزیہ و تحلیل

پروفیسر ڈاکٹر رفیق تھانی
پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد

۱۹۸۰ء

یہ کتاب برقی شکل میں نشر ہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

نام کتاب: تاریخ اسلام (زندگی پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (۲)

مؤلف: مرکز تحقیقات اسلامی

مترجم: معارف اسلام پبلشرز

ناشر: نور مطاف

جلد: دوم

اشاعت: تیسری

تاریخ اشاعت: ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ ق

جملہ حقوق طبع بحق معارف اسلام پبلشرز محفوظ ہیں۔

عرض ناشر:

ادارہ معارف اسلام پبلشرز اپنی اصلی ذمہ داری کو انجام دیتے ہوئے مختلف اسلامی علوم و معارف جیسے تفسیر، فقہ، عقائد، اخلاق اور سیرت معصومین (علیہم السلام) کے بارے میں جانے پہچانے محققین کی قیمتی اور اہم تالیفات کے ترجمے اور طباعت کے کام کو انجام دے رہا ہے۔

یہ کتاب (عہد رسالت ۲) جو قارئین کے سامنے ہے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار (علیہم السلام) کی سیرت اور تاریخ پر لکھی جانے والی کتابوں کے سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے گذشتہ سالوں میں ترجمہ کروا کر طبع کیا گیا تھا۔ اس ترجمہ کے دستیاب نہ ہونے اور معزز قارئین کے مسلسل اصرار کے باوجود اس پر نظر ثانی اور اسے دوبارہ چھپوانے کا موقع نہ مل سکا۔

خداوند عالم کے لطف و کرم سے اس سال کہ جیسے رہبر معظم (دام ظلہ) کی جانب سے رسول اعظم ﷺ کا سال قرار دیا گیا ہے، اس نفیس سلسلے کی دوسری جلد کو، نظر ثانی اور تصحیح کے بعد دوبارہ زیور طبع سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ خداوند متعال کے فضل و کرم، امام زمان (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کی خاص عنایت اور ادارے کے ساتھ تعاون کرنے والے محترم فضاء کے مزید اہتمام و توجہ سے اس سلسلے کی بعد والی جلدوں کو بھی جلد از جلد چھپوا کر مطالعہ کے شائقین کی خدمت میں پیش کر سکیں گے۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

ان شاء اللہ تعالیٰ
معارف اسلام پبلشرز

مقدمہ

سیرت نگاری کی مختصر تاریخ

علم تاریخ، تمام اقوام میں رائج فنون میں سے ایک فن ہے۔ مورخین، تاریخ لکھنے کے لئے سفر کرتے اور دنیا بھر میں گھومتے رہتے ہیں۔ جبکہ عوام اس کی معرفت کے شوقین اور علماء و مفکرین اس کی شناخت کے سلسلے میں اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ مسلمان مورخین نے تاریخ اسلام اور ماضی میں رونما ہونے والے واقعات کو اکٹھا کر کے تاریخ کے صفحات پر قلمبند کیا ہے۔ چونکہ تاریخی حقائق کو شروع ہی سے خفیہ طاقتوں نے اپنے پنجوں میں جکڑ کر جھوٹ اور فریب کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے لہذا تاریخی کتب و اسناد کی انتہائی دقت کے ساتھ چھان بین، معتبر اور غیر معتبر کی شناخت اور تاریخی حقائق کو افسانوی و بے بنیاد مطالب سے جدا کرنا ہر محقق و مصنف کا فریضہ ہے۔

مورخین اسلام نے تاریخی واقعات کو محفوظ کئے جانے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے آغاز ہی سے تاریخ نگاری کا کام شروع کر دیا تھا۔ سب سے پہلے سیرت پیغمبر اکرم ﷺ پر عمرو بن زبیر (متولد ۲۳ھ، متوفی ۶۳ھ) نے کتاب تحریر کی۔ اس کے بعد عاصم بن قتادہ (متوفی

۱۲۰ھ) محمد بن مسلم بن شہاب زہری (متولد ۵۱ھ، متوفی ۱۲۳ھ)، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم انصاری (متوفی ۱۳۵) اور پھر محمد بن اسحاق بن یسار (متولد ۸۵ھ، متوفی ۱۵۲ھ) کہ جن کی کتاب بعد میں ابن ہشام کے کام کی بنیاد قرار پائی۔ پھر ان کے بعد کتاب "المغازی" کہ مصنف واقدی (متولد ۱۵۱ھ، متوفی ۲۰۴ھ) اور ابن سعد (متوفی ۲۳۰) کا نام لیا جاسکتا ہے۔ مذکورہ مورخین کی کتب میں سے اب سیرت ابن اسحاق کا کچھ حصہ، جبکہ واقدی کی "المغازی" سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد ہماری دسترس میں ہیں۔

دوسرے مشہور اسلامی مورخین میں یعقوبی (متوفی ۲۹۲ھ) طبری (متولد ۲۲۳، متوفی ۳۱۰ھ) مسعودی (متولد ۲۸۴، متوفی ۳۳۶ھ) کا نام لیا جاسکتا ہے۔ جن کی کتابیں تاریخ کی قدیمی کتب شمار ہوتی ہیں انہی کتب کی جانب محققین رجوع کرتے پناہ اور اہمیت بطور حوالہ پیش کرتے ہیں۔

ہدف تالیف

تاریخ پیغمبر اکرم ﷺ کے بارے میں اب تک بہت سی کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی جا چکی ہیں اور ہر لکھنے والے نے ایک خاص زاویہ سے پیغمبر اکرم ﷺ کی زندگی کا جائزہ لیا ہے۔

پیغمبر اکرم ﷺ کی سیرت پر قلم اٹھانے والوں کی کاوشیں لائق تحسین ہیں مگر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک ایسی کتاب کی کمی محسوس ہوتی ہے جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ کی زندگی کے اہم واقعات کا تجزیہ بھی کرے۔

چونکہ موجودہ کتابیں درسی کتب کے عنوان سے قابل استفادہ نہیں ہیں لہذا اس کی کوپورا کرنے کے لیے انتہائی سعی و کوشش کی گئی، جس کا نتیجہ موجودہ کتاب ہے، یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلا حصہ "پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی کے آغاز سے جنگ بدر تک" اور دوسرا حصہ "احد سے رحلت رسول خدا ﷺ تک" کے حالات اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کتاب کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مطالب کو جمع کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ ایسے اصلی منابع اور قدیم کتب سے استفادہ کیا جائے جو صدر اسلام سے قریب تر زمانہ میں تالیف کی گئی ہوں۔

۲۔ کتاب میں بیان کئے گئے واقعات کی صحت کے بارے میں مزید اطمینان کے لئے متعدد مصادر سے رجوع کیا گیا ہے۔

۳۔ کتاب میں واقعات نقل کرنے کے علاوہ، واقعات کا تجزیہ اور زمانہ پیغمبر اکرم ﷺ کی جنگوں میں شکست و فتح کے اسباب کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نیز یہود، منافقین اور مشرکین کی اسلام دشمنی کا روایتوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۔ تاریخی واقعات کے ضمن میں شان نزول کی مناسبت سے قرآنی آیات ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۵۔ قمری تاریخوں کے ساتھ شمسی اور عیسوی تاریخوں کو بھی ذکر کیا گیا ہے تاکہ جنگوں اور صدر اسلام کے دیگر اہم واقعات کے دوران موسمی حالات واضح رہیں۔

۶۔ فاصلہ اور دوری بعض جنگوں اور واقعات کا محل وقوع مدینہ سے دوری کیلومیٹر میں معین کی گئی ہے۔

۷۔ افراد اور مختلف مقامات کے نام پر اعراب لگادیئے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کے لئے ان الفاظ کی صحیح تلفظ کے ساتھ

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

ادائیگی ممکن ہو جائے۔

۸۔ کتاب کے مطالب کو اسباق کی شکل میں بیان کیا گیا ہے جبکہ ہر سبق کے بعد کچھ سوالات بھی پیش کئے گئے ہیں۔

۹۔ اس کتاب میں بہت سے نئے مطالب پیش کئے گئے ہیں جسکی وجہ سے یہ کتاب منفرد، انتہائی مفید اور دلچسپ ہو گئی ہے۔

پہلا سبق

غزوہ بنی قینقاع

حضرت فاطمہ زہرا (ع) کا حضرت علی (ع) کے ساتھ عقد

غزوہ سویق

غزوہ بنی سلیم

"قرودہ" میں سرّیہ زید بن حارثہ

غزوہ غطفان

جنگ احد کے مقدمات

جنگ رونما ہونے کے اسباب

پہلا قدم: جنگی بجٹ کی فراہمی

لشکر کی جمع آوری -- سیاسی پناہ گزین

لشکر قریش کی مدینہ روانگی -- عباس کی خبر رسانی

سپاہ قریش راستہ میں

معلومات کی فراہمی

لشکر ٹھہرنے کی خبر

مدینہ میں ہنگامی حالت

فوجی شورامی کی تشکیل

آخری فیصلہ

سوالات

حوالہ جات

غزوہ بنی قینقاع

بدر کی زبردست لڑائی نے علاقہ کے جنگی توازن کو مسلمانوں کے حق میں کر دیا۔ جنگ کے بعد منافقین اور یہودی، مسلمانوں کی فتح مبین سے حسد کرنے لگے اس لئے کہ وہ مسلمانوں کی ترقی سے سخت خائف تھے۔ انھوں نے رسول خدا ﷺ سے کہنے لگے معاہدوں کے برخلاف مسلمانوں اور اسلام کو بدگوئی اور دشنام طرازی کا نشانہ بنایا اور مگر مجھ کے آسبہاتے ہوئے قریش کو مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے بھڑکانے لگے۔ ان کے شعراء ہجویہ نظموں میں کفار کے لیے مسلمان خواتین کے اوصاف بیان کر کے مسلمانوں کی ناموس کی اہانت کرتے تھے۔

رسول خدا نے مذکورہ "مفسدین فی المراض" (زمین پر فساد پھیلانے والوں) کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور وہ لوگ قتل کر دیئے گئے۔^(۱)

پیغمبر اکرم ﷺ بخوبی جانتے تھے کہ یہودی آئندہ انتقامی جنگ میں مدینہ سے باہر کے دشمنوں کے لئے راستہ ہموار اور اسلام کی پیٹھ پر خنجر کا وار کریں گے۔ اس لئے آپ ﷺ اس مشکل سے بچنے کے لئے راستہ ڈھونڈتے رہے اور سیاسی و دفاعی طاقت کو زیادہ سے زیادہ

مضبوط کرنے کی کوشش فرماتے رہے۔

مدینہ کے یہودیوں میں بنی قینقاع کے یہودیوں نے سب سے بڑھ چڑھ کر پیغمبر اکرم ﷺ کے خلاف سرد جنگ چھیڑ رکھی تھی، انہوں نے نازبا اور توہین آمیز نعرے بلند کر کے عملی طور پر عہد و پیمانہ کو لغو کر دیا تھا۔

رسول خدا ﷺ نے حجت تمام کرنے کی غرض سے بنی قینقاع کے بازار میں مجمع سے خطاب کے دوران انہیں نصیحت کی اور اُس اجتماعی معاہدے پر کار بند رہنے کی تاکید فرمائی جو دونوں طرف سے کیا گیا تھا۔ اور فرمایا کہ "قریش کی سرگذشت سے عبرت حاصل کرو اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ جن مصیبتوں نے قریش کو اپنی پلیٹ میں لے لیا تھا وہ تمہیں بھی نہ جکڑ لیں۔"

پیغمبر اکرم ﷺ کی نصیحتیں یہودیوں کے لئے بے اثر ثابت ہوئیں انہوں نے گستاخانہ جواب دیا: "اے محمد ﷺ کیا آپ ﷺ نے ہمیں قریش سمجھ رکھا ہے؟ نا تجربہ کاروں سے جنگ میں کامیابی کے بعد آپ ﷺ مغرور ہو گئے ہیں (معاذ اللہ) خدا کی قسم اگر ہم تمہارے خلاف جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تو آپ ----- کو معلوم ہو جائے گا کہ مرد میدان ہم ہیں یا کوئی اور؟

رسول خدا ﷺ نے ان کی تمام گستاخیوں اور جسارتوں کے باوجود اپنے غصہ کو پی لیا اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا، مسلمانوں نے بھی بردباری سے کام لیا تاکہ دیکھیں آئندہ کیا ہوتا ہے؟

ابھی چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ فتنہ کی آگ بھڑک اُٹھی۔ ایک مسلمان عورت بنی قینقاع کے بازار میں زیورات خریدنے کی غرض سے ایک سُنار کی دُکان کے سامنے بیٹھ گئی، یہودیوں نے اس عورت کے چہرے سے نقاب اتروانا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا

اس یہودی سنار نے چپکے سے اس عورت کی لاعلمی میں اس کے کپڑے کے کنارہ کو اس کی پشت پر باندھ دیا جب وہ عورت کھڑی ہوئی تو اس کا جسم عریان ہو گیا تمام یہودی ہنسنے لگے، عورت نے فریاد شروع کی اور مسلمانوں کو مدد کے لئے پکارا ایک مسلمان نے اس یہودی سنار کو قتل کر ڈالا، یہودیوں نے بھی حملہ کر کے اس مسلمان کو قتل کر دیا۔

بات بڑھ گئی اور مسلمان انتقام لینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے، بنی قینقاع کے یہودی دکانیں بند کر کے اپنے قلعوں میں چھپ گئے۔

رسول ﷺ خدا نے مدینہ میں "ابولبابہ" (۲) کو اپنا جانشین معین فرمایا اور لشکر اسلام کے ہمراہ ۱۵ شوال بروز ہفتہ ۲ھ (ہجرت کے ۲۰ ماہ بعد اور جنگ بدر کے ۳۸ دن بعد) بنی قینقاع کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، یہ محاصرہ پندرہ روز تک جاری رہا یہاں تک کہ یہودیوں نے تنگ آ کر خود کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔

رسول خدا ﷺ نے منافقین کے سربراہ "عبداللہ بن اُبی" کی منت و سماجت کی وجہ سے ان کے قتل سے درگزر فرمایا اور انہیں شام کے مقام "اذراعات" کی جانب ملک بدر کر دیا، ان کے اموال کو مسلمانوں کے لئے مال غنیمت قرار دیا اور خمس نکالنے کے بعد مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ (۳)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

حضرت فاطمہ زہرا (ع) کا حضرت علی (ع) کے ساتھ عقد

اسلام کی عظیم ترین خاتون حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا عقد ہجرت کے دوسرے سال بدر کی لڑائی کے دو ماہ بعد حضرت علی علیہ السلام سے ہوا۔

شادی کی تقریب نہایت سادہ مگر معنوی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوئی

حضرت فاطمہ زہرا (ع) کا مہر ۵۰۰ درہم (۴) تھا جو حضرت علی (ع) نے اپنی زرہ فروخت کر کے پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

آنحضرت ﷺ نے اس میں سے کچھ درہم اپنے اصحاب کو دیئے تاکہ بازار سے حضرت فاطمہ زہرا (ع) کے لیے جہیز کا سامان خرید لائیں۔

مندرجہ ذیل چیزیں جہیز کے عنوان سے خریدی گئیں:

- ۱۔ سات درہم کا ایک پیراہن
- ۲۔ ایک درہم کی سرپراوڑھنے والی چھوٹی چادر
- ۳۔ ایک کالی چادر (قطیفہ)
- ۳۔ ایک عربی چارپائی جو لکڑی اور کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی تھی
- ۵۔ دو توشک جن کا اوپر والا حصہ مصری کتان کا بنا ہوا تھا اور ایک میں اون اور دوسرے میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔
- ۶۔ چار تکیے جن میں سے دو اون اور دو کھجور کی چھال سے بھرے ہوئے تھے۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

۷۔ پردہ

۸۔ چٹائی

۹۔ چکی (ہاتھ سے چلانے والی)

۱۰۔ ایک بڑا طشت

۱۱۔ کھال کی ایک مشک

۱۲۔ ایک لکڑی کا پیالہ (دودھ کے لئے)

۱۳۔ ایک کھال کا برتن (پانی کے لئے)

۱۵_ تابنے کے چند بڑے برتن

۱۶_ مٹی کے چند کوزے

۱۷_ چاندی کا دست بند

پیغمبر اسلام ﷺ کے اصحاب جب بازار سے لوٹے تو انھوں نے سامان آنحضرت ﷺ کے سامنے رکھا آپ ﷺ نے جب اپنی بیٹی کا جہیز دیکھا تو فرمایا: "خدا یا ان لوگوں کی زندگی کو مبارک قرار دے جن کے زیادہ تر ظروف مٹی کے ہیں" (۵)

اس بابرکت شادی کا پہلا ثمرہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہیں آپ ۱۵ رمضان المبارک تین ہجری کو جنگ احد سے پہلے متولد ہوئے (۶)

غزوہ سویق

پانچ ذی الحجہ ۳ھ، ق بمطابق ۵ جون ۶۲۳ء جنگ بدر میں ذلت آمیز شکست کے بعد ابو سفیان نے یہ نذر کی کہ جب تک محمد ﷺ سے جنگ اور بدر کا انتقام نہیں ملے گا اس وقت تک عورتوں کے پاس نہیں جاؤں گا۔ لہذا اس نے قبیلہ قریش کے دو سو، سواروں کو جمع کر کے مدینہ کی جانب کوچ کیا۔

چونکہ دو سو، سواروں کے ذریعہ مدینہ پر حملہ کرنے کی جرات اسمیں نہیں تھی اس لئے شہر سے دور اس نے لشکر کو ٹھہرایا اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر "سلام بن مشکم" کے پاس پہنچا جو کہ نبیؐ کے یہودیوں کا ایک بڑا آدمی تھا۔ اس نے ابو سفیان کو مسلمانوں کی دفاعی کمزوریوں سے آگاہ کیا۔

ابو سفیان لشکر گاہ کی طرف پلٹ آیا اور کچھ سپاہیوں کے ہمراہ حملے کی نیت سے مدینہ کی طرف بڑھا اور "عریض" نامی جگہ پر لوٹ مار کی، دو گھروں، کھجور کے چند درختوں یا کھیتوں میں آگ لگائی اور نخلستان میں کام کرنے والے دو مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ جب دشمنوں کے حملے کی خبر پیغمبر اسلام ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے بغیر کسی تاخیر کے "ابو لبابہ" کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا اور مہاجرین و انصار میں سے دو سو آدمیوں کا لشکر لے کر دشمن کے تعاقب میں نکل پڑے، رسول خدا ﷺ نے "قرقرۃ الکدر" تک دشمن کا پیچھا کیا لیکن دشمن فرار ہو چکا تھا اور بھاگتے ہوئے "سویق" (۷) کے تھیلے "کوگر اباری سے بچنے کے لئے راستہ ہی مینچھینک گیا تھا۔ اس وجہ سے یہ غزوہ 'غزوہ سویق کے نام سے مشہور ہوا۔ (۸)

غزوہ بنی سلیم

۱۵ محرم ۳ ہجری بمطابق ۱۵ جولائی ۶۲۳ء رسول خدا ﷺ کو یہ خبر ملی کہ غطفان و بنی سلیم کے قبائل مکہ اور شام کے درمیان بخاری کے راستے میں (اطراف قرقر الکدر میں) مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ رسول خدا ﷺ دو سو افراد کے ساتھ ان کی طرف بڑھے دشمن نے جب لشکر اسلام کو نزدیک ہوتے ہوئے محسوس کیا تو رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔
 Presented by: <https://jafrilibrary.com/>
 لشکر اسلام نے دشمنوں کے پانچ سو اونٹ غنیمت میں حاصل کئے اور مدینہ کی طرف لوٹ آئے۔ (۹)

"قرۃ" میں سر یہ زید بن حارثہ

یکم جمادی الثانی ۳ھ ق. بمطابق ۲۲ نومبر ۶۲۳ء جنگ بدر اور یثرب میں اسلامی تحریک کے نفوذ کے بعد قریش کا مغربی تجارتی راستہ جو مکہ سے شام کی طرف جاتا تھا مسلمانوں کے زیر نگیں آجانے کی وجہ سے غیر محفوظ ہو گیا تھا۔ قریش نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے اور قافلہ کے تحفظ کے لئے اس راستہ کو چھوڑ کر طویل مشرقی راستہ اپنائیں۔ یہ راستہ نجد کی آبادیوں سے ہو کر، عراق اور عراق سے شام جاتا تھا۔ انھوں نے اس راستہ سے گزرنے کے لئے "راہنما" کا انتظام کیا۔

اس راستے سے پہلا قافلہ "صفوان بن امیہ" اور قریش کے دیگر سرداروں کی سربراہی میں شام گیا۔ رسول خدا ﷺ نے قافلے کی روانگی سے باخبر ہوتے ہی بلاتا خیر ایک سو سواروں پر مشتمل ایک مضبوط لشکر تشکیل دیا اور "زید بن حارثہ" کو اس کا کمانڈر بنا کر حکم دیا کہ اس نئے راستے پر پہلے سے پہنچ کر قریش کے قافلے کا راستہ بند کر دیں۔ جناب زید نجد کی طرف روانہ ہوئے اور اونٹوں کے نشان قدم کے ذریعہ قافلے کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ مقام "قرۃ" پر کارواں کو جالیا۔ قافلے کے نگران اور سربراہ افراد بھاگ کھڑے ہوئے اور پورا قافلہ بغیر کسی خونریزی کے مسلمانوں کے ہاتھ آگیا اور قافلے کے دو نگہبان اسیر ہو گئے۔

خمس نکالنے کے بعد بقیہ مال "جو کہ اسی" ہزار درہم تھے جنگی دستے کے سپاہیوں کے درمیان تقسیم دیا گیا۔ (۱۰)

غزوہ غطفان

نجد میں "ذی امر" کے مقام پر ریاض سے ۱۱ کیلومیٹر شمال مغرب میں ۱۲ ربیع الاول ۳ھ ق بمطابق ۵ ستمبر ۶۲۳ء کو یہ غزوہ ہوا۔ رسول خدا ﷺ کو خبر ملی کہ "بنی ثعلبہ" اور "بنی محارب" کی ایک بڑی جمعیت نے "ذی امر" کے مقام پر ڈیرہ ڈال رکھا ہے اور دُعثور بن حارث نامی شخص کی کمان میں مدینہ پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں رسول خدا ﷺ چار سو پچاس جنگجو افراد کو جمع کر کے دشمن کی طرف بڑھے۔ یہ اطلاع ملتے ہی دشمن پہاڑیوں کی جانب بھاگ گیا۔ غرض کہ کوئی ٹکراؤ نہیں ہوا۔^(۱)

جنگ احد کے مقدمات

بروز ہفتہ ۷ شوال ۳ھ ق بمطابق ۲۶ مارچ ۶۲۵ء

جنگ رونما ہونے کے اسباب

اسلامی مرکز "مدینہ" پر قریش کے فوجی حملے کے مختلف اسباب ہیں جنکی جانب مختصر طور پر اشارہ کیا جا رہا ہے۔
۱۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی شاندار فتح، قریش، یہود اور منافقین کے لئے باعث ننگ اور ناگوار تھی۔ قریش نہ صرف اپنے سردار بلکہ اپنی سرداری، ہیبت اور عربوں کے درمیان موجود اثر و رسوخ کو بھی کھو بیٹھے اور یہ زمانہ جاہلیت کے عربوں کے لئے نہایت رنج کا باعث تھا جو سرداری کو اپنا قومی فخر سمجھتے تھے۔

۲۔ کینہ و انتقام کی آگ؛ قریش اور ان کے مقتولین کے وارثوں کے دلوں میں کینہ اور انتقام کی آگ شعلہ ور تھی اور قریش کے سرداروں نے کشتگان بدر پر رونے کو حرام قرار دیا تھا تاکہ مناسب موقع پر ان کے جذبات بھڑکا کر منظم طریقے سے اسلام اور مسلمانوں سے انتقام لیا جاسکے۔

۳۔ یہودیوں کا بھڑکانا؛ یہودیوں کے لئے اسلام کا پھیلنا خوش آئند نہ تھا۔ لہذا انھوں نے مشرکین قریش کو بھڑکانے میں بڑا زبردست کردار ادا کیا۔ بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔ "کعب بن اشرف" جنگ بدر کے بعد مدینہ سے مکہ کی طرف دوڑا اور وہاں قریش کے مقتولین کے لئے مرثیہ کہا اور مگر مجھ کے آسوا بہا کر ان کے زخم تازہ کر دیئے۔ یہاں تک کہ انہیں جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے پاک باز مسلمان عورتوں کی خوبصورتی کا نقشہ اشعار کے قالب میں ڈھال کر پیش کیا تاکہ مشرکین کو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے، اور ان کی عورتوں اور لڑکیوں کو اسیر بنانے پر آکسانے۔

۴۔ اقتصادی محاصرے کا توڑ؛ قریش کی اقتصادی و معاشی زندگی کا دار و مدار تجارت پر تھا، تجارتی راستے غیر محفوظ ہونے اور مسلمانوں کے حملے کے ڈر سے ان کی تجارت خطرے میں پڑ گئی تھی اور اقتصادی و معاشی زندگی جاری رکھنا مشکل ہو گیا تھا اس لئے اس محاصرے کو توڑنا اور ان مشکلات سے جان چھڑوانا بہت ضروری ہو گیا تھا۔

۵۔ آئندہ کے لئے پیش بندی؛ قریش اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ اگر مسلمانوں کو قدرت حاصل ہو گئی تو وہ انہیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے اور گذشتہ چند سالہ آزار و اذیت کا جواب ضرور دیں گے۔ اس کے علاوہ بت پرستوں کے ہاتھوں سے مسجد الحرام کو آزاد کروانے کے لئے کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں کریں گے۔

یہ ساری باتیں سبب بنیں کہ قریش حملہ کرنے میں پیش قدمی کریں اور بزعم خود اسلام اور پیغمبر اکرم ﷺ کا کام تمام کر دیں۔

پہلا قدم، جنگی بجٹ کی فراہمی

اس وسیع فوج کشی کے سلسلے میں سب سے پہلا عملی اقدام جنگی مشقوں اور دیگر امور کے لئے زیادہ سے زیادہ بجٹ کی فراہمی تھا، قریش، دارالندوہ (قریش کے مشورہ کرنے کی جگہ) میں جمع ہونے اور بحث و مباحثہ کے بعد آخر میں یہ طے پایا کہ پچاس ہزار طلائی دینار (تقریباً ساڑھے سات کروڑ تومان) ہونا چاہیئے ورنہ رقم اس تجارتی کارواں کے منافع سے مہینا کی گئی جس کو جنگ بدر سے پہلے ابوسفیان مکہ میں صحیح و سالم لے آیا تھا۔^(۱۲)

قرآن اس سلسلے میں کہتا ہے کہ "بیشک کافر اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں تاکہ (لوگوں کو) خدا کے راستہ سے باز رکھیں وہ لوگ ان اموال کو خرچ کر رہے ہیں لیکن یہ ان کی حسرت کا باعث ہوگا۔ اس کے بعد ان کو شکست ہوگی اور آخرت میں کافر جہنم میں جائیں گے۔"^(۱۳)

Presented by: <https://jafriLibrary.com/>

لشکر کی جمع آوری

کفار قریش، جنہوں نے نزدیک سے اسلامی سپاہیوں کی شجاعت اور جذبہ شہادت کو دیکھا تھا، انہوں نے تہیہ کیا کہ پوری توانائی کے ساتھ جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور قریش کے علاوہ مکہ کے اطراف و جوانب میں موجود قبائل کے بہادروں کو بھی

جنگ میں شرکت کی دعوت دیں۔

چار آدمیوں کو عرب کے بادیہ نشین قبائل کے درمیان بھیجا گیا تاکہ انھیں لڑنے اور مدد کرنے کی دعوت دیں، یہ چار آدمی، عمرو بن عاص، بئیرہ بن ابو وہب، ابن الرّبّعی اور ابو عَزَّہ تھے۔

ابو عَزَّہ شروع میں اس ذمہ داری کو قبول نہیں کر رہا تھا، وہ کہتا تھا کہ "جنگ بدر کے بعد محمد ﷺ نے تنہا مجھ پر احسان کیا اور مجھ کو بغیر تاوان کے آزاد کر دیا میں نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ ان کے مقابل آنے والے کسی بھی دشمن کی مدد نہیں کروں گا۔ میں اپنے پییمان کا وفادار ہوں۔"

لیکن لوگوں نے اس کو قانع کیا تو وہ بادیہ نشین قبائل کے درمیان جا کر اشعار کے ذریعہ لوگوں کو رسول خدا ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر اکساتا اور لشکر اکٹھا کرتا رہا۔ دوسرے تین آدمیوں نے بھی قبائل کو لڑائی پر اکسا کر جمع کیا اور انجام کار قبائل کٹانہ اور تھامہ کے کچھ لوگ قریش کے ساتھ مل کر آنحضرت ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر تیار ہو گئے۔ (۱۴)

سیاسی پناہ گزین

رسول ﷺ خدا کے مدینہ ہجرت کے بعد ابو عامر فاسق، قبیلہ اوس کے ۵۰ افراد کے ساتھ مشرکین کے سربر آوردہ افراد کی پناہ میں آگیا تھا وہ مشرکین مکہ کو رسول خدا ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر اکساتا رہتا تھا اور اپنے قبیلے کے افراد کے ساتھ مشرکین کی تیاریوں میں شریک تھا اس نے کہا کہ یہ ۵۰ افراد میرے قبیلے کے پناہ اور جس وقت ہم سرزمین مدینہ پر

پہنچیں گے اس وقت قبیلہ اوس کے تمام افراد ہماری طرفداری کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

لشکر قریش کی مدینہ روانگی

مکمل تیاری کے بعد قریش نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا، یہ لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا جس میں سات سوزرہ پوش، دو سو گھڑ سوار، تین ہزار اونٹ اور بے پناہ اسلحہ کے علاوہ دوران جنگ گا بجا کر سپاہیوں کو تازہ دم کرنے کے لیے ۱۵ عورتیں بھی شریک تھیں۔

مشرکین کے لشکر کا سپہ سالار ابوسفیان تھا، سواروں کی کمان خالد بن ولید کے ہاتھ میں تھی اور "عکرمہ بن ابی جہل" خالد کے نائب کی حیثیت سے شریک تھا اس بار لشکر مشرکین ہر ایسے اختلاف سے اجتناب کر رہا تھا جو ان کو دو گروہوں میں بانٹ دیتا۔

عباس کی خبر رسائی

جب لشکر نے کوچ کا ارادہ کیا تو پیغمبر اکرم ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے "جو مخفی طور پر مسلمان ہو چکے تھے اور بہت قریب سے قریش کی تیاریوں اور کوچ پر نظر رکھے ہوئے تھے" پیغمبر اسلام ﷺ کو مشرکین کے لشکر کی جنگی صورتحال کی اطلاع دینے کے لیے ایک خط تحریر کیا۔

اور قبیلہ بنی غفار کے ایک قابل اعتماد شخص کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ فرستادہ اتنی تیزی سے روانہ ہوا کہ مکہ اور مدینہ کا درمیانی فاصلہ صرف تین دن میں طے کر لیا۔

جب یہ سوار مدینہ پہنچا تو اس وقت پیغمبر اکرم ﷺ "قبا" میں تھے۔ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور خط دیا۔ رسول خدا ﷺ نے خط ایک شخص کو دیا تاکہ آنحضرت ﷺ کو سنائے پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس کا مضمون کسی کو نہ بتانا۔ مدینہ کے یہودی اور منافقین نامہ بر کے آنے سے آگاہ ہو چکے تھے۔ اور انھوں نے مشہور کر دیا کہ محمد ﷺ کے پاس بُری خبر پہنچی ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں لوگ قریش کی لشکر کشی سے باخبر ہو گئے۔ (۱۵)

سپاہ قریش راستہ میں

راستہ میں جہاں کہیں پڑاؤ ہوتا لشکر کے ہمراہ موجود عورتیں گانا بجانا شروع کر دیتیں اور مقتولین قریش کی یاد دلا کر سپاہیوں کو بھڑکاتی قریش کے سپاہی جہاں کہیں پانی کے کنارے رکتے اونٹوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت کھاتے۔ (۱۶)

عمر بن سالم خزاعی نے مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام "ذی طوی" میں قریش کو خیمہ زن دیکھا تو مدینہ آئے اور جو کچھ دیکھا تھا اس کی خبر پیغمبر اکرم ﷺ کو دی (۱۷)۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>
معلومات کی فراہمی

پیغمبر اکرم ﷺ نے جمعرات کی رات ۵ شوال ۳ھ ق، بمطابق ۲۳ مارچ ۶۲۵ کو فضالہ کے سراغ رساں بیٹوں "انس اور مونس" کو دشمن کی نقل و حرکت کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کے لئے بھیجا۔ انھوں نے قریش کو "عقیق" کے مقام پر دیکھا اور ان کے پیچھے ہو لئے جب لشکر نے "وطاء" کے مقام پر پڑاؤ ڈالا تو وہاں سے پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں

رپورٹ پیش کرنے کے لئے واپس آگئے۔^(۱۸)

لشکر ٹھہرنے کی خبر

جیسے ہی سپاہ مشرکین نے احد کے نزدیک وطاء کے مقام پر پڑاؤ ڈالا تو پیغمبر اکرم ﷺ نے "جُبَاب بن مُنْذَر" کو پوشیدہ طور پر مامور فرمایا کہ دشمن کی قوت کا اندازہ کریں اور ضروری معلومات جمع کر کے اس کی رپورٹ دیں۔ رسول خدا ﷺ نے اس بات کی تاکید کی کہ اپنی رپورٹ دوسروں کی موجودگی میں پیش نہ کریں مگر یہ کہ دشمن کی تعداد کم ہو (تو اس وقت کوئی حرج نہیں ہے)۔

"جُبَاب" دشمن کے لشکر کے قریب پہنچے اور نہایت دقت نظر سے جائزہ لے کر واپس آئے اور پیغمبر اکرم ﷺ سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا کہ "اے رسول خدا ﷺ میں نے ایک بڑا لشکر دیکھا ہے میرا اندازہ ہے کہ کم و بیش تین ہزار افراد، دو سو گھوڑے اور زرہ پوش سپاہیوں کی تعداد تقریباً سات سو کے قریب ہوگی، رسول خدا ﷺ نے پوچھا کہ تم نے عورتوں کو بھی دیکھا؟ جُبَاب نے کہا کہ ایسی عورتیں دیکھی ہیں جن کے پاس گانے بجانے کا سامان ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "یہ عورتیں مردوں کو لڑائی پر اکسانا اور مقتولین بدر کی یاد دلانا چاہتی ہیں، اس سلسلہ میں تم کسی سے کوئی بات نہ کرنا خدا ہماری مدد کے لئے کافی اور بہترین حفاظت کرنے والا ہے اے خدا ہماری روانگی اور حملہ تیری مدد سے ہوگا۔"

Presented by: <https://jafrilibrary.com>

(۱۸)

مدینہ میں ہنگامی حالت

شب جمعہ ۶ شوال ۳ھ ق، بمطابق ۲۵ مارچ ۶۲۵ء۔ اوس و خزرج کے برجستہ افراد سعد بن معاذ، اُسید بن حَضیر اور سعد بن عبادہ چند مسلح افراد کے ہمراہ مسجد اور پیغمبر ﷺ خدا کے گھر کے دروازہ پر حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ مشرکین کے شب خون مارنے کے خوف سے صبح تک شہر مدینہ کی نگرانی کی جاتی رہی۔ (۲۰)

فوجی شوری کی تشکیل

رسول خدا ﷺ اس فکر میں تھے کہ اگر مسلمان مدینہ میں رہ کر شہر کا دفاع کریں گے تو مسلمانوں کی فوجی شان و شوکت کمزور پڑ جائے گی اور دشمن جبری ہو جائے گا اور ممکن ہے دشمن کے شہر کے قریب ہوتے ہی منافقین و یہود اندرونی سازش (یا بغاوت) کے ذریعہ دشمن کی کامیابی کی راہ ہموار کریں دوسری طرف شہر میں رہنے کا فائدہ یہ ہے کہ قریش مجبور ہوں گے کہ شہر پر حملہ کریں اور اس صورت میں دست بدست لڑائی کے حربوں کو بروئے کار لا کر دشمن پر میدان تنگ اور شکست سے دوچار کیا جاسکتا ہے اور شہر میں رہنا سپاہیوں میں دفاع کے لئے زیادہ سے زیادہ جوش پیدا کرے گا۔

قریش بھی اسی فکر میں تھے کہ اگر مسلمان مدینہ میں رہے تو درختوں کو کاٹ کر اور نخلستان میں آگ لگا کر ناقابل تلافی اقتصادی نقصان پہنچایا جائے گا۔

رسول خدا ﷺ نے دفاعی حکمت عملی کی تعیین کے لئے اجلاس بلایا اور اصحاب سے مشورہ طلب کیا اجلاس میں حضور اکرم ﷺ نے اعلان کیا کہ اگر آپ لوگ مصلحت سمجھیں تو ہم مدینہ

میں رہیں اور دشمنوں کو اسی جگہ چھوڑ دیا جائے جہاں وہ اترے ہیں تاکہ اگر وہ وہیں رہیں تو زحمت میں مبتلا رہیں اور اگر مدینہ پر حملہ کریں تو ہم ان کے ساتھ جنگ کریں۔

عبداللہ بن ابی نے اٹھ کر کہا کہ "یا رسول اللہ ﷺ ابھی تک کوئی دشمن اس شہر پر فحیاب نہیں ہو سکا ماضی میں ہم نے دشمن کے ساتھ جب بھی میدان میں لڑائی کی شکست سے دوچار ہوئے اور جب بھی دشمن نے چاہا ہمارے شہر میں آئے تو ہم نے شکست دی لہذا آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ اس لئے کہ اگر وہ وہیں رہے تو بدترین قید میں ہیں اور اگر حملہ آور ہوئے تو ہمارے بہادر ان سے لڑیں گے، ہماری عورتیں اور بچے چھتوں سے ان پر پتھر اڑا کریں گے اور اگر پلٹ گئے تو شرمندہ رسوا، ناامید اور بغیر کسی کامیابی کے واپس جائیں گے" مہاجرین و انصار کے بزرگ افراد حسن نیت کے ساتھ اسی خیال کے حامی تھے لیکن شہادت کے شوقین نوجوانوں کی بڑی تعداد خصوصاً وہ لوگ جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے دشمن سے روبرو لڑنے کے لئے بے قرار تھے اور رسول خدا ﷺ سے یہ خواہش ظاہر کر رہے تھے کہ دشمن کے مقابل میدان کارزار میں لے چلیں۔

اس اکثریت میں لشکر اسلام کے دلیر سردار حضرت حمزہ (ع) بھی تھے انہوں نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس نے قرآن کو نازل فرمایا ہم اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک شہر سے باہر دشمنوں سے نبرد آزمائی نہ کر لیں۔

جواں سال افراد کچھ اس طرح کا استدلال پیش کر رہے تھے کہ: خدا کے پیغمبر ﷺ ہم اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ کہیں دشمن یہ خیال نہ کر بیٹھیں کہ ہم ان کے سامنے آنے سے ڈرتے ہیں اور شہر سے باہر نکلنا نہیں چاہتے۔ ہمیں اچھا نہیں لگتا قریش اپنے رشتہ داروں کی طرف واپس جا کر کہیں کہ ہم نے محمد ﷺ کو یرث میں محصور کر دیا؛ اور (اس طرح) اعراب

کو ہمارے مقابلے میں دلیر بنادیں۔^(۲۱)

آخری فیصلہ

جو انوں کے اصرار پر رسول خدا ﷺ نے اکثریت کی رائے کو قبول فرمایا اور مسلمانوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی، خطبہ میں انہیں جانفشانی اور جہاد کی دعوت دی اور حکم دیا کہ دشمن سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں، پھر آپ ﷺ نے نماز عصر جماعت کے ساتھ پڑھائی، اس کے بعد فوراً گھر کے اندر تشریف لے گئے، جنگی لباس زیب تن فرمایا "خود" سر پر رکھی تلوار حمانل کی اور جب اس حلیہ میں گھر سے باہر تشریف لائے تو وہ لوگ جو باہر نکلنے کے سلسلہ میں اصرار کر رہے تھے، شرمندہ ہوئے اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ "جس بات کی طرف پیغمبر ﷺ کا میلان نہیں تھا ہمیں اس کے خلاف اصرار کرنے کا حق نہیں تھا"۔ اس وجہ سے وہ رسول خدا ﷺ کے قریب آئے اور کہا کہ "اگر آپ چاہیں تو مدینہ میں رہیں" رسول ﷺ خدا نے فرمایا "یہ مناسب نہیں ہے کہ پیغمبر ﷺ لباس جنگ پہن لے اور قبل اس کے کہ خدا دشمنوں کے ساتھ جنگ کی سرنوشت کو روشن کر دے وہ لباس جنگ کو اتار پھینکے۔"

اب ہم جو کہہ رہے ہیں وہ کرتے جائیں خدا کا نام لے کر راستہ پر گامزن ہو جاؤ اگر صبر کرو گے تو کامیاب رہو گے۔^(۲۲)

سوالات:

- ۱۔ غزوہ بنی قینقاع کب وقع ہوا اور اس کا نتیجہ کیا رہا؟
- ۲۔ "ذی قرد" کے مقام پر سریہ "زید بن حارثہ" کس مقصد کے تحت انجام پایا؟
- ۳۔ حضرت علی (ع) و حضرت فاطمہ (ع) کا عقد مبارک کس سال ہوا؟
- ۴۔ جنگ احد شروع ہونے کے اسباب کیا تھے؟
- ۵۔ جنگ احد کا بجٹ کفار نے کس طرح پورا کیا؟
- ۶۔ راہ خدا سے روکنے کی خاطر مال خرچ کرنے کے سلسلہ میں قرآن کیا کہتا ہے؟
- ۷۔ رسول خدا ﷺ قریش کی روانگی سے کیسے واقف ہوئے؟
- ۸۔ دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے مسلمانوں نے آخری فیصلہ کیا کیا؟

حوالہ جات

- ۱۔ ان شعراء کے نام حسب ذیل ہیں:
کعب بن اشرف یہودی، ابی عفک یہودی اور مشرکین میں سے ایک عورت عصماء بنت مروان، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۲۸/۲۷
- ۲۔ ابن ہشام کی تحریر کے مطابق بشیر بن عبد المنذر (ابولبابہ) اور ابن اسحاق کی تحریر کے مطابق عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت۔
- ۳۔ مغازی واقعدی جلد ۱ ص ۱۷۶، سیرۃ ابن ہشام جلد ۳ ص ۳۷، تاریخ طبری جلد ۲ ص ۳۹۷، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۲۷۔
- ۴۔ ہر درہم ۱۲ نخود کے یعنی آدھا مثقال چاندی کے برابر ہے اس حساب سے آپ کا مہر ۲۵۰ مثقال چاندی ہے۔
- ۵۔ اللہم بارک لقوم: جَلَّ اَیْتَهُمُ الْخَرْفُ۔ کشف الغمہ جلد ۱ ص ۳۵۹۔
- ۶۔ مزید معلومات کے لئے کشف الغمہ کی طرف رجوع کریں ج ۱ ص ۳۳۸/۳۷۳، بحار الانوار ج ۳۳ ص ۹۲/۱۳۵ مطبوعہ بیروت، سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۲۹-۳۲۶۔
- ۷۔ انشاء اللہ حضرت علی (ع) و فاطمہ (ع) کے عقد کا تفصیلی حال امامت کی تاریخ میں بیان کیا جائے گا۔
- ۸۔ سویق ایک غذا ہے جو چاول اور جو کے آٹے، شہد اور دودھ سے یا پھر خرما کے آٹے اور روغن سے بنتی ہے۔ جیسے ستو۔
- ۹۔ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۸۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۱۳۰۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۳۳، دلائل النبوة بیہقی جلد ۲ ص ۳۲۲۔
- ۱۰۔ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۸۳۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۵۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۳/۳ ص ۳۳۔

- ۱۱_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۹۴_ طبقات جلد ۲ ص ۳۶_ متاع الاسماع ص ۱۱۲_
- ۱۲_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۹۰_ ۱۹۳_ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۳_
- ۱۳_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۰_
- ۱۳_ سوره انفال آیت ۳۶_
- ۱۵_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰_
- ۱۶_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۳_
- ۱۴_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۵، ۲۰۶_
- ۱۸_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۵_
- ۱۹_ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۰۴، ۲۰۶_
- ۲۰_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۸، ۲۴۰_
- ۲۱_ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۰۸_
- ۲۲_ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۰۹، ۲۱۹_ Presented by: <https://jafrilibrary.com>
- ۲۳_ مغازی واقدی جلد ۳، ص ۲۱۳، ۲۳۱_

دوسرا سبق
لشکر اسلام کی روانگی
لشکر توحید کا پڑاؤ
منافقین کی خیانت
صف آرائی
دشمن اپنی صفوں کو منظم کرتا ہے
جنگی توازن
جنگ کیسے شروع ہوتی؟
دشمن کے حوصلے بلند کرنے میں موسیقی کا کردار

اجتماعی حملہ
Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

فتح کے بعد شکست
پیغمبر اسلام ﷺ کا دفاع کرنیوالوں کی شجاعت

ام عمارہ شیردل خاتون

لشکر کی جمع آوری

سوالات

حوالہ جات

لشکر اسلام کی روانگی

روانگی کے وقت رسول خدا ﷺ نے تین نیزے طلب فرمائے اور تین پرچم تیار کیئے لشکر کا علم علی بن طالب (ع)، قبیلہ "اوس" کا پرچم "انسید بن حُضیر" اور قبیلہ خزرج کا پرچم "سعد بن عبادہ" کے سپرد کیا۔ رسول خدا ﷺ جمعہ کے دن عصر کے وقت ایک ہزار افراد کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے آپ ﷺ گھوڑے پر سوار اور ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے درمیان صرف سو افراد کے جسم پر زرہ تھی۔

لشکر اسلام مقام "شیخان" پر پہنچا تو ناگہاں ایک گروہ شور و غل کرتا ہوا پیچھے سے آن پہنچا رسول خدا ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ "یہ عبید اللہ بن ابی کے ہم پیمان یہودی ہیں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ان تک یہ بات پہنچا دو کہ ہم ان کی مدد سے بے نیاز ہیں" اس کے بعد فرمایا کہ "مشرکین سے جنگ کرنے کے لئے مشرکین سے مدد نہ لی جائے" (۱)

لشکر توحید کا پڑاؤ

رسول خدا ﷺ نے شیخان کے پاس پڑاؤ ڈالا اور محمد بن مسلمہ کو ۵۰ افراد کے ساتھ لشکر اسلام

کے خیموں کی حفاظت پر مامور فرمایا۔

اس مقام پر جنگ میں شرکت کے خواہشمند نوجوان آپ ﷺ کے پاس آئے اور جنگ میں شرکت کی اجازت چاہی، رسول خدا ﷺ نے انہیں جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت نہ دی، انہوں آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ رافع بن خدیج ایک ماہر تیرانداز ہے اور رافع نے بھی اونچی ایڑی والے جوتے پہن کر اپنے قد کی بلندی کا مظاہرہ کیا رسول خدا ﷺ نے رافع کو شرکت کی اجازت دے دی۔ سمرہ بن جندب نے عرض کیا کہ میں رافع سے زیادہ قوی ہوں، میں ان سے کشتی لڑنے کے لئے تیار ہوں رسول خدا ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے، کشتی لڑو۔ سمرہ نے رافع کو پٹخ دیا تو رسول خدا ﷺ نے اسے بھی شرکت کی اجازت دیدی۔^(۱)

عبداللہ بن جحش نے پیغمبر اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ: اے رسول ﷺ خدا دشمنوں نے وہاں ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔ میں نے پہلے ہی خدا کی بارگاہ میں دعا کی ہے کہ کل جب دشمن سے مقابلہ ہو تو وہ مجھے قتل کر دیں، میرا پیٹ پھاڑ ڈالیں، میرے جسم کو مثلہ کر دیں تاکہ اسی حالت میں خدا کا دیدار کروں اور جس وقت خدا مجھ سے پوچھے کہ کس راہ میں تیری یہ حالت کی گئی؟ تو میں کہہ سکوں کہ اے خدا تیری راہ میں۔^(۲)

عمرو بن جموح ایک پاؤں سے اپاہج تھے جن کے چار بیٹے پیغمبر اکرم ﷺ کے ہمراہ جنگوں میں شیر کی طرح لڑتے تھے، جب جنگ اُحد پیش آئی تو عزیز و اقارب نے عمرو بن جموح کو شرکت سے منع کیا اور کہا کہ چونکہ تم پاؤں سے اپاہج ہو لہذا فریضہ جہاد کا بار تمہارے دوش پر نہیں ہے، اس کے علاوہ تمہارے بیٹے تو پیغمبر اکرم ﷺ کے ہمراہ جنگ کیلئے جا رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ "وہ لوگ تو جنت میں چلے جائیں۔ اور میں یہاں تمہارے پاس رہ جاؤں؟" ان کی بیوی نے دیکھا کہ وہ ہتھیاروں سے لیس ہوتے ہوئے زیر لب یہ دعا کر

رہے ہیں کہ "خدا یا مجھے گھر واپس نہ پلٹا۔" بیٹوں نے اصرار کیا کہ جنگ میں شرکت سے اجتناب کریں تو وہ پیغمبر اکرم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا "اے رسول ﷺ خدا میرے بیٹے نہیں چاہتے کہ مجھے آپ ﷺ کے ساتھ اس جنگ میں شرکت کرنے دیں، بخدا میری خواہش ہے کہ اس ناقص پاؤں کو بہشت کی سرزمین سے مَس کروں۔"

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

"خدا نے تمہیں جنگ سے معاف رکھا ہے اور فریضہ جہاد تمہارے کندھوں سے اٹھالیا ہے۔"

وہ نہیں مانے تو رسول خدا ﷺ نے ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ "اگر تم ان کو نہ روکو تو تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ شاید خدا ان کو شہادت نصیب کر دے۔" (۴)

آفتاب غروب ہوا، جناب بلال نے اذان دی، رسول خدا ﷺ نے مجاہدین اسلام کے ساتھ نماز جماعت ادا کی۔ دوسری طرف دشمن کے لشکر میں عکرمہ بن ابی جہل کو چند سواروں کے ساتھ خیموں کی حفاظت پر مامور کر دیا گیا۔ (۵)

منافقین کی خیانت

رسول خدا ﷺ صبح سویرے شیخان سے احد (مدینہ سے ۱۰ کلومیٹر دور) کی طرف روانہ ہوئے۔ مقام شوط پر منافقین کا سرغنہ عبداللہ بن ابی بن سلول اپنے تین سوساتھیوں سمیت مدینہ واپس لوٹ گیا۔ اس نے اپنے بہانہ کی توجیہ کے لئے کہا کہ "محمد ﷺ نے جو انوں کی بات سنی ہماری بات نہیں سنی اے لوگو ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کس لئے اپنے آپ کو قتل کئے

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

جانے کے لئے پیش کر دیں؟؛ عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے گئے اور کہا کہ "اے قوم خدا سے ڈرو، ایسے موقع پر کہ جب دشمن نزدیک ہے اپنے قبیلے اور پیغمبر خدا ﷺ کو تنہا نہ چھوڑو" منافقین نے جواب دیا "اگر ہمیں یقین ہوتا کہ جنگ ہوگی تو ہم تمہیں نہ چھوڑتے، لیکن ہمیں معلوم ہے کہ کسی طرح کی جنگ نہیں ہوگی"۔

عبداللہ بن عمرو جو کہ ان سے ناامید ہو چکے تھے ان سے کہنے لگے، اے دشمنان خدا خدا تمہیں اپنی رحمت سے دور کرے اور بہت جلد خدا اپنے پیغمبر ﷺ کو تم سے بے نیاز کر دے گا۔

ان تین سو افراد کے چلے جانے کے بعد قبیلہ بنی حارثہ اور قبیلہ بنی سلمہ کے افراد بھی سست پڑ گئے اور واپس جانے کیلئے سوچنے لگے مگر خدا نے انہیں استوار رکھا۔^(۴)

صف آرائی

۴ / شوال ۳ھ ق بمطابق ۲۶ مارچ ۶۲۵ بروز ہفتہ رسول خدا ﷺ نے احد میں نماز صبح ادا کرنے کے بعد لشکر کی صف آرائی شروع کر دی۔ کوہ احد کو پیچھے اور مدینہ کو اپنے سامنے قرار دیا۔ سپاہیوں کو مکمل طور پر ترتیب دینے کے بعد آپ ﷺ نے تقریر فرمائی اور کہا کہ "تعریف اور جزاء اس شخص کے لئے ہے جو اپنے فریضے کو صبر و سکون اور متانت و یقین کے ساتھ انجام دیتا ہے، اس لئے کہ جہاد انتہائی دشوار کام اور بہت سی مشکلات و پریشانیوں کا حامل ہے۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اس میں ثابت قدم ہیں، مگر وہ لوگ جن کو خدا ہدایت و پائیداری عطا فرمائے، خدا اس کا دوست ہے جو اس کا فرماں بردار ہے اور شیطان اس کا دوست ہے جو اس کی پیروی کرتا ہے"۔

"ہر چیز سے پہلے جہاد میں ثابت قدم رہو اور اس وسیلے سے ان سعادتوں کو اپنے لئے

فراہم کرو جن کا خدا نے وعدہ کیا ہے۔ اختلاف، کشمکش اور ایک دوسرے کو کمزور بنانے کا ارادہ ترک کر دو کیونکہ یہ باتیں حقارت و ناتوانی کا سبب ہیں۔"

پیغمبر اکرم ﷺ نے "عبد اللہ بن جئیر" کو ۵۰ تیراندازوں کے ساتھ درہ کوہ عینین کی نگرانی پر معین فرمایا اور درہ کی حفاظت کے لئے جنگی حکمت عملی بتاتے ہوئے فرمایا: ہم فقیاب ہوں یا شکست کھائیں تم اپنی جگہ ڈٹے رہنا اور دشمن کے سواروں کو تیراندازی کے ذریعہ ہم سے دور کرتے رہنا۔ تاکہ وہ پیچھے سے ہم پر حملہ نہ کریں اگر ہم قتل کر دیئے ایں تو ہماری مدد نہ کرنا اور اگر ہم فقیاب ہو جائیں اور مال غنیمت حاصل کرنے لگیں پھر بھی تم ہمارے پاس نہ آنا تم اپنی جگہ مضبوطی سے ڈٹے رہنا یہاں تک کہ ہمارا کوئی حکم تمہارے پاس آجائے۔^(۷)

دشمن اپنی صفوں کو منظم کرتا ہے

ابوسفیان نے بھی اپنی فوج کی صفوں کو منظم کیا پیادہ زرہ پوش لشکر کو درمیان میں "خالد بن ولید" کی کمان میں سواروں کا ایک دستہ دائیں جانب اور دوسرا دستہ "عکرمہ بن ابی جہل" کی سرکردگی میں بائیں جانب ترتیب دیا، سیاہ پرچم قبیلہ "بنی عبدالدار" کے افراد کے سپرد کیا اور شرک و الحاد کے وجود کی حفاظت کے لئے حکم دیتے ہوئے کہا کہ "لشکر کی کامیابی پرچم داروں کی استقامت میں پوشیدہ ہے ہم نے بدر کے دن اسی وجہ سے شکست کھائی تھی اب اگر اپنے آپ کو تم اس کے لائق ثابت نہیں کرو گے تو پرچم داری کا فخر کسی اور قبیلے کو نصیب ہوگا، ان باتوں سے اس نے "بنی عبدالدار" کے جاہلی احساسات کو ابھارا یہاں تک کہ وہ آخری دم تک جان کی بازی لگانے کیلئے آمادہ ہو گئے۔^(۸)

جنگی توازن

اب ایک ہولناک جنگ کے دہانہ پر لشکر توجید و شرک ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہیں اور ان دونوں لشکروں کا جنگی توازن مندرجہ ذیل ہے۔^(۹)

تفصیل لشکر اسلام لشکر مشرکین باہمی نسبت
فوجی ۳۰۰۰۰ ۵۰۰ ۳/۴:۲ زیادہ
زرہ پوش ۵۰۰۱۰۰ ۱۰۰۰ ۱/۱۰ زیادہ
نیزہ بردار ۵۰۰۱۰۰ ۱۰۰۰ ۱/۱۰ زیادہ
شہ سوار ۲۰۰۲ ۱۰۰ ۱/۲۰ زیادہ

جنگ کیسے شروع ہوئی؟

دونوں لشکروں کے درمیان ٹکراؤ کا باعث بننے والا پہلا شخص "ابوعامر" تھا۔ احد کے دن آگے بڑھتا ہوا لشکر اسلام کے مقابل آیا اور آواز دے کر کہنے لگا، اے اوس میں ابو عامر ہوں، لوگوں نے کہا "اے فاسق تیری آنکھیں اندھی ہو جائیں" ابو عامر اس غیر متوقع جواب کے سننے سے اہل مکہ کے درمیان ذلیل ہو گیا۔ اس نے کہا کہ "میری غیر موجودگی میں میرا قبیلہ فتنہ و فساد میں مبتلا ہو گیا ہے۔" اسکے بعد اس نے مسلمانوں سے جنگ کا آغاز کر دیا لشکر اسلام نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر سنگ باری کی اس کے بیٹے "حنظلہ" جو کہ لشکر اسلام میں تھے، انھوں نے رسول خدا ﷺ سے اجازت مانگی تاکہ اپنے باپ کو قتل کر دیں لیکن رسول خدا ﷺ نے اجازت نہیں دی۔^(۱۰)

"ابوعامر" کی عقب نشینی کے بعد مشرکوں کا پرچمدار "طلحہ بن ابی طلحہ" جسے لشکر کا اینڈھا کہا جاتا تھا، مغرورانہ انداز میں آگے بڑھا اور چلا کر کہا کہ "تم کہتے ہو کہ ہمارے

مقتولین دوزخ میں اور تمہارے مقتولین بہشت میں جائیں گے۔ اس صورت میں آیا کوئی ہے جسے میں بہشت میں بھیجوں یا وہ مجھے دوزخ میں پہنچادے؟" حضرت علی علیہ السلام مقابلے کے لئے آگے بڑھے۔

جنگ شروع ہوئی اور تھوڑی ہی دیر میں مشرکین کا پرچم دار شمشیر علی (ع) کی بدولت کینفر کردار کو پہنچا۔ رسول خدا ﷺ خوش ہو گئے اور مجاہدین اسلام نے صدائے تکبر بلند کی۔

طلحہ کے بھائی نے پرچم اٹھالیا اور آگے بڑھا جبکہ دوسرے چند افراد بھی پرچم سرنگوں ہو جانے کی صورت میں شرک کا دفاع کرنے اور دوبارہ پرچم اٹھانے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔^(۱۱)

دشمن کے حوصلے بلند کرنے میں موسیقی کا کردار

اسلام کے مجاہد اپنے مقدس دین کے دفاع کے لئے لڑ رہے تھے اور اپنے دل و دماغ میں شہادت کی آرزو کو پروان چڑھا رہے تھے لیکن مشرکین کے سپاہیوں کا مقصد پست مادی آرزوؤں کا حصول اور انتقام کے سوا کچھ نہ تھا۔ مشرکین کے نامور افراد جنگ کے دوران سپاہیوں کے ان ہی جذبات کو بھڑکار رہے تھے اور یہ ذمہ داری ان آوارہ عورتوں کی تھی جو آلات موسیقی بجاتیں اور مخصوص آواز میں ترانے گاتی تھیں تاکہ ایک طرف لشکر کے جسمی جذبات بھڑکائیں اور دوسری طرف انتقام کی آگ شعلہ ور کریں تاکہ وہ لوگ نفسیاتی دباؤ کے تحت جنگ جاری رکھیں۔

جو شعر یہ بد قماش عورتیں پڑھ رہی تھیں ان کا مطلب کچھ اس طرح تھا "ہم طارق کی بیٹیاں (وقت سحر طلوع ہونے والا ستارہ) ہیں اور بہترین فرش پر قدم رکھتی ہیں۔ اگر دشمن

کی طرف بڑھو گے تو ہم تمہارے ساتھ بغل گیر ہو گئیں، اگر دشمن کو پیٹھ دکھاؤ گے اور فرار کرو گے تو ہم تم سے جدا ہو جائے گئیں

(۱۲)

اجتماعی حملہ

حضرت علی (ع) نے نئے پرچم دار پر حملہ کیا اور وہ بھی اپنے گندے خون میں لوٹنے لگا۔ رسول خدا ﷺ کے حکم سے اجتماعی حملہ شروع ہوا، مجاہدین اسلام ایسی شجاعت سے لڑ رہے تھے جس کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ اس دوران علی (ع)، حمزہ (ع) اور ابو جحہ بے خوفی کی عظیم مثال تاریخ بشریت میں ثبت کرتے ہوئے سپاہ دشمن پر بجلیاں گرا رہے تھے ان کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ پرچم داروں کے پیر اگھاڑیں اس لیے جنگ زیادہ تر اسی حصہ میں ہو رہی تھی۔ چونکہ اس زمانے میں پرچم کا سرنگوں ہو جانا شکست اور خاتمہ جنگ سمجھا جاتا تھا اسی وجہ سے مشرکین کے پرچم دار انتہائی شجاعت کا مظاہرہ کر رہے تھے اور بنی عبدالدار کے قبیلہ کے افراد نہایت غیظ و غضب کے عالم میں اپنے پرچم دار کے ارد گرد جنگ کرتے جاتے تھے اور جب کوئی پرچم دار قتل ہو جاتا تو احتیاطی فوجیں بلا فاصلہ جلدی سے بڑھ کر پرچم کھول دیتی تھیں۔ اس دوران دشمن کے شہ سواروں نے تین مرتبہ سپاہیان اسلام کے محاصرہ کو توڑنا چاہا اور ہر بار عبداللہ بن جبیر کے دستے نے مردانہ وار، نہایت بہادری کے ساتھ تیراندازی کے ذریعے ان کو پیچھے دھکیل دیا۔

حضرت علی (ع) کی تلوار، حمزہ (ع) کی دلیری اور عاصم بن ثابت کی تیراندازی سے "بنی عبدالدار" کے نو پرچم دار یکے بعد دیگرے ہوا ہو گئے اور رعب و وحشت نے مشرکین کے سپاہیوں کو گھیر لیا۔ آخری بار انہوں نے "صنواب" نامی غلام کو پرچم دیا۔ صواب سیاہ چہرے

اور وحشت ناک حلیے کے ساتھ پیغمبر اکرم ﷺ کی طرف بڑھا، شدت غضب سے آنکھیں سرخ اور منہ سے کف جاری تھا۔ لیکن علی (ع) نے حملہ کیا اور تلوار کی ایسی ضربت اس کی کمر پر لگائی کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ مسلمانوں نے مشرکین کی صفوف کو درہم برہم کر دیا وہ عورتیں، جو دف بجارہی تھیں اور گانے گارہی تھیں، دف پھینک کر پہاڑوں کی طرف بھاگیں، مشرکین کے لشکر میں فرار اور شکست شروع ہوئی اور تھوڑی ہی دیر میں زیادہ تر لوگ بھاگ گئے اور اس طرح جنگ کا پہلا مرحلہ مشرکین کی شکست اور مجاہدین اسلام کی کامیابی پر ختم ہوا۔

فتح کے بعد شکست

راہ خدا میں جہاد، رضائے خدا کی طلب، آئین اسلام کی نشر و اشاعت کے علاوہ مجاہدین اسلام کا کوئی اور مقصد نہ تھا وہ آخری وقت تک بہادری کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور نتیجے میں فتحیاب ہوئے۔ لیکن فتح کے بعد بہت سے مسلمان مقصد سے ہٹ گئے اور ان کی نیت بدل گئی۔ قریش نے جو مال غنیمت چھوڑا تھا اس نے بہت سے لوگوں کے اخلاص کی بنیادیں ہلادیں انہوں نے فرمان رسول خدا ﷺ اور جنگ کے مقصد کو بھلا دیا۔ دشمنوں کے تعاقب سے چشم پوشی کر کے مال غنیمت کی جمع آوری میں مشغول ہو گئے۔ انہوں نے اپنی جگہ یہ سوچ لیا تھا کہ دشمن کا کام تمام ہو گیا ہے۔

دڑہ کی پشت پر موجود محافظوں نے جب دشمن کو فرار اور مجاہدین کو مال غنیمت جمع کرتے ہوئے دیکھا تو جنگی حکمت عملی کے اعتبار سے اس اہم دڑے کی حفاظت کی حساس ذمہ داری کو بھلا دیا اور کہا کہ "ہم یہاں کیوں رُکے رہیں؟ خدا نے دشمن کو شکست دی اور اب تمہارے بھائی مال غنیمت جمع کر رہے ہیں۔ چلو تا کہ ہم بھی ان کے ساتھ شرکت

Presented by: <https://jafriilibrary.com/>

کریں۔" عبداللہ بن جبیر نے یاد دلایا کہ رسول خدا ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ "اگر ہم قتل کر دیئے انہیں تو ہماری مدد نہ کرنا اور اگر ہم کامیاب ہو گئے اور مال غنیمت جمع کرنے لگے تب بھی ہمارے ساتھ شرکت نہ کرنا بلکہ عقب سے ہماری حفاظت کرتے رہنا؟" عبداللہ نے بہت سمجھایا کہ کمانڈر کے حکم سے سرتابی نہ کرو، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ انہوں نے غنیمت کے لالچ میں اپنی جگہ کو چھوڑ دیا اور درے سے نکل آئے عبداللہ صرف دس ۱۰ افراد کے ساتھ وہاں باقی رہ گئے۔

مشرکین کی فوج کے شہ سواروں کے سردار "خالد بن ولید" نے جب درے کو خالی دیکھا تو اپنے ماتحت فوجیوں کو لیکر وہاں حملہ کر دیا اور چند بچے ہوئے تیراندازوں پر ٹوٹ پڑا "عکرمہ بن ابی جہل" نے اپنی ٹولی کے ساتھ خالد بن ولید کی پشت پناہی کی، جن تیراندازوں نے درہ نہیں چھوڑا تھا انہوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا یہاں تک کہ ان کے ترکش کے تمام تیر خالی ہو گئے اس کے بعد انہوں نے نیزے اور پھر آخر میں شمشیر سے جنگ کی یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے۔

سپاہیان اسلام اطمینان کے ساتھ مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول تھے کہ یکایک خالد بن ولید لشکر اسلام کی پشت پر آہنچا اور جنگی حکمت عملی والے اہم حصہ کو فتح کر لیا۔ دوسری طرف سے مشرکین اپنے فرار کو جاری رکھے ہوئے تھے جبکہ خالد بن ولید چلا چلا کر شکست خوردہ لشکر قریش کو مدد کے لیے پکار رہا تھا۔ اسی دوران بھاگنے والوں میں پیچھے رہ جانے والی ایک عورت نے کفر کے سرنگوں پر چم کو لہرا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں قریش کا بھاگا ہوا لشکر واپس آ گیا اور شکست خوردہ لشکر پھر سے منظم ہو گیا۔

سپاہ اسلام افراتفری اور بد نظمی کی وجہ سے تھوڑی ہی دیر میں سامنے اور پیچھے سے محاصرہ

میں آگیتنا اور پھرتے سرے سے دو لشکروں کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔

مسلمان حواس باختہ ہو گئے اور نہ صرف دشمن کے ہاتھ سے مارے جانے لگے بلکہ ایک دوسرے کو بھی مارنے لگ گئے۔ دوبارہ شروع ہونے والی غیر مساوی جنگ کے شور و غوغا کے دوران "ابن قمنہ" نے پیغمبر اکرم ﷺ کے دفاع میں مصروف اسلامی لشکر کے اہم سردار "مصعب بن عمیر" پر حملہ کر دیا اور وہ خدا سے عہد و پیمانہ نبھاتے ہوئے اپنے خون میں غلطان ہو گئے۔ "مصعب" نے لڑائی کے وقت چہرے کو چھپا رکھا تھا تاکہ پہچانے نہ جائیں۔ "ابن قمنہ" نے سمجھا کہ اس نے پیغمبر اسلام ﷺ کو قتل کر دیا ہے۔ اس وجہ سے چلایا کہ "اے لوگو محمد ﷺ قتل ہو گئے۔" اس خبر سے قریش کے سردار اس قدر خوش ہوئے کہ ہم آواز ہو کر چلانے لگے "محمد ﷺ قتل ہو گئے محمد ﷺ قتل ہو گئے۔" (۱۳)

اس بے بنیاد خبر کا پھیلنا دشمن کی جرات کا باعث بنا اور لشکر قریش سیلاب کی طرح اُمنڈ پڑا، مشرکین کی عورتوں نے مصعب کے پاک جسم اور شہدا میں سے بہت سے افراد کے اجساد اطہار کو مثلہ کر دیا۔

دوسری طرف اس خبر نے جنگ میں مصروف مجاہدین اسلام کو بہت بڑا روحانی صدمہ پہنچایا، اکثر لوگوں نے ہاتھ روک لیا اور پہاڑ پر پناہ لینے کے لئے بھاگ گئے۔ بعض ایسے حواس باختہ ہوئے کہ انھوں نے یہ سوچا کہ کسی کو فوراً مدینہ میں عبداللہ بن ابی کے پاس بھیجیں تاکہ وہ واسطہ بن جائے اور قریش سے ان کے لئے مان مان گئے۔

پیغمبر اسلام ﷺ مسلمانوں کو اپنی طرف بلا رہے تھے اور فرماتے تھے "اے بندگان خدا میری طرف آؤ اے فلا نفلان میری طرف آؤ" لیکن جو لوگ ایمان سے بے بہرہ

تھے اپنی جان بچانے کے لیے جیسے بھاگ رہے تھے ویسے ہی بھاگتے رہے۔ ان میں سے بعض پہاڑ کے دامن میں بھاگتے ہوئے خدا کی جانب سے کئے گئے وعدہ فتح سے بدگمان ہو گئے زمانہ جاہلیت کے افکار و خیالات نے ان کا پیچھا کرنا شروع کر دیا بعض نے فرار پر فرار کو ترجیح دی اور مدینہ چلے گئے اور تین دن تک اپنے آپ کو چھپائے رکھا۔^(۱۴)

پیغمبر اسلام ﷺ کا دفاع کرنیوالوں کی شجاعت

دوڑے پیچند افراد باقی رہ گئے اور ایسی شجاعت کے ساتھ دشمن کے پے در پے حملوں کو روک کر پیغمبر اسلام ﷺ کا دفاع کر رہے تھے جس کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ علی (ع) نے ایک لمحہ کے لئے بھی میدان نہیں چھوڑا۔ آپ اپنی تلوار سے مسلسل دشمن کے سر پر موت برسا رہے تھے اور بعض کو موت کے گھاٹ اتار کر دوسروں کو فرار پر مجبور کر رہے تھے۔ حضرت علی (ع) نے بہت زخم کھائے لیکن پھر بھی نہایت تیزی کے ساتھ شیر کی طرح غرا کر شکار پر حملہ کرتے اور پروانہ وار پیغمبر اکرم ﷺ کے گرد چکر لگاتے کہ مبادا کوئی نور خدا کی اس شمع کے وجود کو خاموش کر دے ایسا منظر بار بار آتا رہا کہ خدا اس بہادری کا گواہ ہے۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/> جبریل (ع) نے آسمان سے آواز بلند کی۔

لافتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار^(۱۵)

تاریخ بھی اس حقیقت کی گواہ ہے۔ اہل سنت کے مورخ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ "احد کی جنگ میں قریش کے زیادہ تر افراد حضرت علی (ع) کے ہاتھوں قتل ہوئے"^(۱۶)

احد کے معرکہ میں بہادری کا جوہر دکھانیوالوں میں لشکر اسلام کے دلیر سردار جناب حمزہ

بن عبدالمطلب بھی تھے جنہوں نے رسول خدا ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے دلاورانہ جنگ میں بہت سے مشرکین کو اصل جہنم کیا۔ ابو سفیان کی بیوی ہند نے جبیر ابن مطعم کے "وحشی" نامی غلام سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم محمد ﷺ، حمزہ (ع) یا علی (ع) کو قتل کر دو تو آزاد ہو جاؤ گے۔ وہ رسول خدا ﷺ تک تو نہ پہنچ سکا اور علی (ع) بھی میدان جنگ میں ہر طرف سے چوکنے لگے۔ اس نے جب جناب حمزہ کو دیکھا کہ وہ شدت غیظ و غضب میں اردگرد سے بے خبر ہیں تو اپنے ذہن میں ان کے قتل کا نقشہ ترتیب دینے لگا۔ جناب حمزہ شیر کی طرح قلب لشکر پر حملہ آور ہوتے اور جس شخص تک پہنچتے اس کو خاک و خون میں غلطان کر دیتے۔

وحشی ایک پتھر کی آڑ میں چھپ گیا اور جب جناب حمزہ مصروف جنگ تھے اس وقت اُس نے اپنے نیزے کا نشانہ ان کی طرف لگا کر ان کو شہید کر دیا۔ جبکہ ابو سفیان کی بیوی ہند نے جناب حمزہ (ع) کے جسم پاک کو مثلہ کیا۔

پیغمبر اکرم ﷺ کا دفاع کرنے والوں میں سے ایک ابو دجانہ بھی تھے مسلمانوں کے میدان جنگ میں واپس آجانے کے بعد جب آتش جنگ دوبارہ بھڑکی تو رسول خدا ﷺ نے ایک تلوار لی اور فرمایا کہ "کون ہے جو اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے؟" چند افراد اٹھے، لیکن ان میں سے کسی کو آپ ﷺ نے تلوار نہیں دی اور پھر اپنی بات دہرائی۔ اس دفعہ ابو دجانہ اٹھے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آمادہ ہوں۔

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس شمشیر کا حق یہ ہے کہ اسے دشمن کے سر پر اتھامنا رو کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے اور اس بات سے مکمل طور پر ہوشیار رہو کہ کہیں دھوکے میں تم کسی مسلمان کو قتل نہ کر دینا۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے وہ تلوار ان کو عطا فرمائی۔^(۱۷) ابو دجانہ نے ایک سُرخ رنگ کا کپڑا اپنے سر پر باندھا اور دشمن کی طرف مغرورانہ

انداز میں بڑھے رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ " اس طرح کی چال کو خدا پسند نہیں کرتا مگر یہ کہ جنگ کا ہنگام ہو، ابو جحانہ نے راہ خدا میں قلب دشمن پر حملہ کیا اور ان کے سروں پر تلوار کے اتنے وار کئے کہ تلوار ٹیڑھی ہو گئی۔

اُمّ عمارہ شیردل خاتون

اُمّ عمارہ وہ شیردل خاتون ہیں جو مدینہ سے سپاہ اسلام کے ساتھ آئی تھیں تاکہ محاذ کے پیچھے رہ کر دیگر خواتین کے ساتھ لشکر اسلام کیلئے امدادی کاموں میں شرکت کریں، ان کے زخموں کی مرہم پٹی کا انتظام کریں، زخموں کے زخموں پر پٹی باندھیں اور مجاہدین کو پانی پہنچائیں۔

اگرچہ جہاد عورتوں پر واجب نہ تھا مگر جب اُمّ عمارہ نے دیکھا کہ لوگ رسول خدا ﷺ کے پاس سے پر اگندہ ہو گئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کو آگ و خون کے درمیان تنہا اور بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے اور ان کی جان خطرے میں ہے تو ام عمارہ نے وجود اسلام خطرے میں گھرا ہوا دیکھ کر ایک بھاگنے والے کی تلوار اچک لی اور مردانہ وار دشمن کے لشکر کی طرف بڑھیں اور ہر طرف لڑنے لگیں تاکہ رسول خدا ﷺ کی جان محفوظ رہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ اس شیردل خاتون کی شجاعت سے بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ نسیہ (اُمّ عمارہ) دختر کعب کی منزلت آج کے دن میرے نزدیک فلاں فلاں سے زیادہ بلند ہے۔ (۱۸)

رسول خدا ﷺ کے لئے سپر بنے ہوئے چند افراد کی بے مثال فداکاری کے باوجود آپ ﷺ شدید زخمی ہوئے۔
"عتبہ" نے چار پتھر پھینک کر آپ ﷺ کے چند دانت شہید کر دیئے۔ "ابن قمنہ" نے

آپ ﷺ کے چہرے پر ایسا شدید زخم لگایا کہ آپ کے خود کی کڑیاں آپ کے رخسار و نمیں پیوست ہو گئیں پیغمبر اکرم ﷺ زخموں کی بنا پر کافی کمزور ہو گئے اور آپ ﷺ نے ظہر کی نماز بیٹھ کر ادا کی۔

میدان چھوڑ دینے والوں میں سے سب سے پہلے کعب بن مالک نے رسول ﷺ خدا کو پہچانا اور چلا کر کہا "پیغمبر ﷺ زندہ ہیں" لیکن رسول خدا ﷺ نے اسے خاموش رہنے کا حکم دیا۔

آنحضرت ﷺ کو درے کے دہانے تک لے جایا گیا جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو بھاگ کر وہاں آئے ہوئے مسلمان بہت شرمندہ ہوئے۔ "ابوعبیدہ جراح" نے رسول خدا ﷺ کے چہرہ مبارک میں در آنے والی زنجیر کی کڑیوں کو باہر نکالا حضرت علی (ع) اپنی سپر میں پانی بھرا اور رسول ﷺ خدا نے اپنا خون آلود سر اور چہرہ دھویا۔

لشکر کی جمع آوری

رسول خدا ﷺ درے کے دہانے پر پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو بلایا، جب لشکر اسلام نے رسول خدا ﷺ کو زندہ دیکھا تو گمروہ گمروہ اور فرد فرد اکٹھے ہونے لگے رسول خدا ﷺ نے ان کو راہ خدا میں جنگ و جہاد اور پہلی جگہوں پر واپسی کی دعوت دی۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

شکست کے بعد پھر سے اسلامی فوجیں منظم ہو گئیں، افراد اور سامان جنگ کی کمی کے باوجود دوبارہ حملہ شروع کر دیا گیا اور جنگ کی آگ بھڑکانے والوں کو پھر سے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مشرکین کی فوج نے عقب نشینی شروع کی اور مسلمان دوبارہ اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ گئے۔

اسلامی لشکر کی شجاعت و بہادری نے دوبارہ دشمن کے سیاہ قلب کو خوف و وحشت میں

بتلا کر دیا، مشرکین کے لشکر کے سردار ابوسفیان نے اس خطرے کے باعث کہ کہیں مجاہدین اسلام آغاز جنگ کی طرح دوبارہ ان پر جھپٹ پڑیں، جنگ بندی کے حکم کے ساتھ جنگ کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔

سوالات

- ۱۔ منافقین نے جنگ میں کیسے خیانت کی؟
- ۲۔ لشکر اسلام اور شرک کا جنگی توازن بیان فرمائیں؟
- ۳۔ کیا وجہ تھی کہ دشمن نے سپاہ اسلام کا محاصرہ کر لیا تھا؟
- ۴۔ کن لوگوں نے رسول ﷺ خدا کا دفاع کرنے میں جواں مردی کا ثبوت دیا؟

حوالہ جات

- ۱۔ الصحیح میں سیرۃ النبی ج ۳، ص ۱۹۳ و مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۱۵۔
- ۲۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۱۶۔
- ۳۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۱۹۔
- ۴۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۶۳۔
- ۵۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۳۱۴۔
- ۶۔ ﴿اذْهَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَ اللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَ عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾۔ (آل عمران ۱۲۲) مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۱۹۔ جوامع السیرۃ ص ۱۵۹۔ تاریخ پیامبر و کتر آیتی ص ۲۸۶ طبع ششم اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۲۵۳۔
- ۷۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۲۰ سے ۲۲۳ تک۔
- ۹۔ یہ نقشہ جنرل طلّاس کی کتاب "پیامبر و آئین نبرد" سے استفادہ کرتے ہوئے تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔
- ۱۰۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۲۳۔
- ۱۱۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۲۳۔ Presented by: <https://jafrilibrary.com/>
- ۱۲۔ نحن بنات الطارق۔ نمشی علی النّمارق۔ ان تقبلو۔ او تدبرو والفارق۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۲۳/۲۲۵۔
- ۱۳۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۲۹، ۲۳۲۔
- ۱۴۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۳۴، ۱۔ الصحیح ج ۳، ص ۲۲۶۔ کامل ج ۲، ص ۱۰۹۔
- ۱۵۔ علی (ع) جیسا کوئی جوان مرد اور ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں ہے۔
- ۱۶۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۱۰۰۔ تفسیر البرہان ج ۱، ص ۳۱۳۔
- ۱۸۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۶۸۔ مغازی واقدی ج ۲، ص ۲۵۹۔
- ۱۹۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۶۹۔ تفسیر علی ابن ابراہیم ج ۱، ص ۱۱۶۔ اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۳، ص ۲۶۶۔

تیسرا سبق

شہیدوں کے پاکیزہ جسم کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟

طرفین کے نقصانات

مفہوم شہادت

نفسیاتی جنگ

کہاں جارہے ہیں؟

احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب کا جائزہ

شہداء کی لاشیں

ان کو یہیں دفن کروانے کی دعا مستجاب ہو گئی

مدینہ کی طرف

نماز مغرب کا وقت آن پہنچا

شہیدوں کی ایک جھلک

ایک عقلمند صاحب ثروت کی شہادت

بوڑھے عارف کی شہادت

جملہ خون

مدینہ میں منافقین کی ریشہ دوانیاں

مدینے سے ۲۰ کیلومیٹر دور "حمرء الاسد" میں جنگی مشق

ابو عزہ شاعر کی گرفتاری

سوالات

حوالہ جات

شہیدوں کے پاکیزہ جسم کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟

جنگ کے خاتمہ اور میدان جنگ کے خالی ہوجانے کے بعد قریش کی اوباش عورتیں اور مشرکین کے سپاہی، شہیدوں کے پاکیزہ اجسام کی طرف بڑھے اور انتقام کی آگ بجھانے کے لئے انہوں نے لمرزادینے والے مظالم ڈھائے اور شہیدوں کے پاکیزہ اجسام کو مثلہ کیا، ابوسفیان کی بیوی ہند اس گروہ میں شامل عورتوں میں پیش پیش تھی اس نے جناب حمزہ اور تمام شہیدوں کے اعضا کاٹ کر گلوبند اور دست بند بنایا اور جب جناب حمزہ کے جسد اطہر کے پاس پہنچی اُن کے سینہ کو چاک کر کے جگر نکال کر دانت سے چبانا چاہا لیکن کوشش کے باوجود چبانہ سکی بالآخر زمین پر پھینک دیا۔

اس بدترین جرم کے ارتکاب کے بعد وہ "ہند جگر خوار" کے نام سے مشہور ہو گئی۔

حفظہ کے علاوہ کہ جن کا باپ (ابوعامر) سپاہ مشرکین میں تھا، تمام شہیدوں کے جسموں کو مثلہ کر دیا گیا۔^(۱)

طرفین کے نقصانات

جنگ احد میں مسلمانوں کی طرف سے ستر (۷۰) آدمیوں نے جام شہادت نوش فرمایا

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

ان میں چار افراد مہاجرین اور بقیہ انصاریں سے تھے اور تقریباً ستر (۷۰) افراد زخمی ہوئے۔ مشرکین میں سے بائیس (۲۲) سے لیکر چھبیس (۲۶) افراد تک ہلاک ہوئے جن میں سے آدھے حضرت علی (ع) کی تلوار کا نشانہ بنے۔^(۲)

مفہوم شہادت

منافقین مدینہ میں سے "قرمان" نامی ایک شخص تھا۔ جب بھی رسول خدا ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا جاتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ "وہ جہنمی ہے"۔

جب جنگ احد کا آغاز ہوا تو قرمان لشکر اسلام سے روگردانی کر کے عبدالہ بن ابی اور دیگر منافقین سے جا ملا۔ جب وہ مدینہ پہنچا تو عورتوں نے اس کو لعنت و ملامت کی اسے غیرت محسوس ہوئی تو وہ اسلحہ سے لیس ہو کر احد کی طرف روانہ ہوا، مردانہ وار جنگ کی اور نہایت شجاعت اور دلیری کے ساتھ چند مشرکین کو قتل اور زخمی کیا۔ جنگ کے آخری لمحات میں بہت زیادہ زخمی ہو کر میدان جنگ میں گر پڑا مسلمان اس کی طرف دوڑے اور کہا "خوش ہو جاؤ کہ جنت تمہارا ٹھکانہ ہے" اس نے کہا کہ میں کیوں خوش ہوں؟ میں نے صرف اپنے قبیلے کی عزت کے لئے جنگ کی ہے اگر میرا قبیلہ نہ ہوتا تو میں جنگ نہ کرتا زخموں کے درد کو اس سے زیادہ برداشت نہ کر سکا اور ترکش سے ایک تیر نکال کے خودکشی کر لی۔

Presented by: <https://jafriilibrary.com/>

نفسیاتی جنگ

لوگوں کے افکار و عقائد میں نفوذ کرنے کے لئے مناسب وقت کی ضرورت ہوتی ہے

جبکہ افکار و عقائد کو خراب کرنے کے لیے شکست اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے والے زمانے نے جیسا مناسب اور کوئی زمانہ نہیں ہوتا، موقع کی تلاش میں رہنے والے دشمن نے اس اصول کے تحت شکست کے آخری لمحات کو اپنے عقائد کی نشر و اشاعت کے لئے غنیمت سمجھا اور مخالف اسلام نعروں کے ذریعہ سادہ لوح افراد کو دھوکہ دینے اور انہیں متاثر کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ یہ ایسا موقع تھا جب غلط پروپیگنڈہ نہایت آسانی کے ساتھ شکست خوردہ قوم کے دلوں پر اثر کر سکتا تھا۔

ابوسفیان اور عکرمہ بن ابی جہل نے "أَعْلُ هُبَلٍ" (ہبل سرفراز ہے) کا نعرہ بلند کیا۔ یعنی ہمارے بتوں نے ہمیں کامیاب کیا۔ رسول خدا ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم کہو "اللہ اعلیٰ و اَجَلٌ" خدا برتر اور بزرگ ہے۔ مشرکین کا نعرہ تبدیل ہوا اور ابوسفیان چلایا: "نَحْنُ لَنَا الْعُزَّىٰ وَ لَا عَزَىٰ لَكُمْ" ہمارے پاس عَزَىٰ نامی بُت ہے لیکن تمہارے پاس نہیں ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی بلند آواز سے کہو "اللہ مَوْلَانَا وَ لَا مَوْلَىٰ لَكُمْ" اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں ہے۔

مشرکین کا نعرہ دوبارہ بدل گیا ابوسفیان نے نعرہ بلند کیا کہ "یہ دن روز بدر کا بدل ہے"۔ مسلمانوں نے پیغمبر اکرم ﷺ کے حکم سے کہا کہ "یہ دونوں دن آپس میں برابر نہیں ہیں" ہمارے مقتولین بہشت میں اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ "ہمارا اور تمہارا آئندہ سال مقام بدر میں وعدہ رہا"۔^(۴)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

کہاں جا رہے ہیں؟

جنگ کی آگ بجھ گئی، دونوں لشکر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے، مشرکین کے لشکر نے

کوچ کا ارادہ کیا پیغمبر اکرم ﷺ سوچنے لگے، دیکھیں یہ لوگ کہاں جاتے ہیں؟ کیا یہ لوگ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں یا مکہ کا راستہ اختیار کرتے ہیں؟ حالات سے آگاہی کے لئے رسول خدا ﷺ نے حضرت علی (ع) سے فرمایا "اے علی (ع) تم جا کر دشمن کی خبر لاؤ اگر تم نے دیکھا کہ یہ لوگ گھوڑوں پر سوار اونٹوں کو کھینچتے ہوئے لے جاتے ہیں تو سمجھنا کہ مدینہ پر حملہ کا ارادہ ہے۔ اس صورت میں خدا کی قسم ہم ان سے لڑیں گے۔ اور اگر وہ اونٹوں پر سوار ہو کر گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے لے چلے تو سمجھنا کہ مکہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں" (۵)۔

حضرت علی (ع) دور سے دشمن پر نظر رکھے ہوئے دیکھ رہے تھے کہ وہ اونٹوں پر سوار ہو کر اپنے دیار پلٹ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب کا جائزہ

جنگ کے پہلے مرحلے میں سپاہ اسلام کی فتح اور بعد کے مرحلے میں ان کی شکست کی وجہ احد کے واقعات دیکھنے کے بعد بڑی آسانی سے واضح ہو جاتی ہے۔ لیکن وحی کی زبان سے مسلمانوں کی شکست کے اسباب مختصراً بیان کیئے جاتے ہیں۔

۱۔ جنگی نظم و ضبط کی کمی، سردار کی نافرمانی اور جنگی اعتبار سے اہم جگہ کو چھوڑ دینا مسلمانوں کی شکست کی اہم وجوہات ہیں۔

قرآن کہتا ہے کہ "خدا نے (احد میں دشمنوں پر) فتحیابی کا تم سے سچا وعدہ کیا۔ اس موقع پر تم اس کے فرمان کے مطابق جنگ کر رہے تھے (اور یہ کامیابی جاری تھی)۔ یہاں تک کہ تم سست ہو گئے اور اپنے کام میں نزاع کرنے لگے۔ جس چیز کو تم دوست رکھتے تھے (دشمن پر غلبہ کو) تمہیں دکھا دیا گیا پھر اس کے بعد تم نے نافرمانی کی۔" (۶)۔

۲۔ ایمان کی کمزوری اور دنیا پرستی، نئے نئے مسلمان ہونے والوں میں ایک گروہ نے دشمن کا پیچھا کرنے کی بجائے مال غنیمت جمع کرنے کو ترجیح دی اور اسلحہ رکھ کر مال غنیمت جمع کرنے لگا۔ قرآن مندرجہ بالا آیات کے آخر میں کہتا ہے کہ "تم میں سے بعض دُنیا طلب تھے اور بعض آخرت کے خواہاں، اس کے بعد اللہ نے تم کو ان سے منصرف کر دیا (اور تمہاری کامیابی شکست پر تمام ہوئی) تاکہ تم کو آزمائے۔" (۷)

دوران جنگ ایک بڑی تعداد کا اپنی جان بچانے کیلئے میدان فرار اور پیغمبر اکرم ﷺ کو تنہا دشمن کے فرغ میں دشمن کے حوالے کرنا، ان افراد کے دنیا پرست اور ضعیف ایمان کا بہت بڑا نمونہ ہے۔ پیغمبر کے قتل کی افواہ، اور وہ اس طرح کہ بعض مسلمان تو اسلام کی بنیاد ہی سے ناامید ہو گئے تھے قرآن اس سلسلہ میں کہتا ہے کہ "محمد نہیں ہیں مگر فرستادہ خدا کہ ان سے پہلے بہت سے پیامبر ہو چکے اور اس دنیا سے جا چکے ہیں۔ اگر وہ بھی مرجائیں یا شہادت پا جائیں تو کیا تم اپنے جاہلیت کے دین پر پلٹ جاؤ گے؟" (۸)

شہداء کی لاشیں

مشرکین کے لشکر کے میدان جنگ سے لکل جانے کے بعد رسول خدا ﷺ مشرک اسلام کے مجاہدین کے ساتھ شہیدوں کی میت پر حاضر ہوئے تاکہ ان کو سپرد خاک کریں۔ جب آنحضرت ﷺ نے شہیدوں کے مثلہ شدہ اجسام، خصوصاً سید الشہداء حضرت حمزہ کے پارہ پارہ بدن کو دیکھا تو دل غم سے پاش پاش ہو گیا اور مشرکین کی طرف سے آپ کے دل میں مزید غصہ اور نفرت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہاں مسلمانوں نے یہ عہد کیا کہ اگر دوسری لڑائی میں وہ مشرکین پر فتح پائیں گے تو ایک آدمی کی تلافی میں کافروں کے تیس اجسام کو

مثلاً کریں گے لیکن مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں نے اس خیال کو ترک کر دیا۔
 "اگر تم چاہتے ہو کہ ان کو سزا دو تو اپنی سزا میں میاں رومی اختیار کرو اور حد اعتدال سے
 خارج نہ ہو جاؤ اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرینوالوں کے لئے بہتر ہے۔" (۹)

پھر رسول خدا ﷺ نے حضرت حمزہ کے پاکیزہ جسم پر نماز پڑھی اور ان کے پہلو میں ایک ایک شہید کو لٹا کر ہر ایک پر الگ
 الگ نماز پڑھی اس طرح ستر نمازیں پڑھی گئیں۔ (۱۰)

حضرت حمزہ کی بہن "صفیہ" اپنے شہید بھائی کا جنازہ دیکھنے آئیں تو ان کے بیٹے زبیر نے روکنا چاہا (تاکہ بہن اس حال میں بھائی
 کو نہ دیکھے) لیکن جناب صفیہ نے فرمایا کہ "مجھے معلوم ہے میری بھائی کو مثلاً کیا گیا ہے۔ بخدا اگر میں ان کے سرہانے پہنچوں گی تو
 اپنے غمگین ہونے کا اظہار نہیں کروں گی اور راہ خدا میں اس مصیبت کو برداشت کروں گی" لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا وہ اپنے بھائی
 کے سرہانے آئیں اور ان کے لئے خدا سے دُعا کی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ قبریں کھودی جائیں اور ان اجسام کو دفن کر دیا جائے شہدا اپنے لباس کے
 ساتھ دفن ہوئے اور جس شہید کے تن پر مناسب لباس نہ تھا اس کے جسم کو ایک پارچے سے ڈھانپ دیا گیا۔ اکثر شہدا کو اسی
 میدان جنگ میں سپرد خاک کیا گیا کچھ لوگ اپنے شہد کو مدینہ لے گئے۔ اس طرح سے شہیدوں کا پہلا قبرستان "گلزار شہدائے مدینہ"
 کے نزدیک کوہ احد کے دامن (۱۱) میں بنا۔

ان کو یہیں دفن کروانے کی دُعا مستجاب ہو گئی

عمر و بن حرام کی بیٹی "ہند" جس کے شوہر "عمر و بن جموح" بیٹے خلاد اور بھائی "

"عبدالہ عمر و" اس مقدس جہاد میں شہید ہوئے، احد میں آئی تاکہ اپنے عزیزوں کی یتیمدینہ لے جائے۔ ہند نے ان تینوں کے جنازے اونٹ پر رکھے اور مدینہ کا راستہ لیا۔ مدینہ جاتے وقت راستے میں کچھ عورتیں ملیں جو پیغمبر اکرم ﷺ کی صحیح خبر پانے کے لئے احد کی طرف آرہی تھیں۔ عورتوں نے ہند سے رسول ﷺ خدا کا حال دریافت کیا تو اس نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا کہ "الحمد لله رسول خدا زندہ ہیں۔ (گویا اس نعمت کے مقابل تمام مصیبتیں ہیچ تھیں) دوسرا مدہ یہ ہے کہ خدا نے کافروں کے رخ کو پھیر دیا جبکہ وہ غیظ و غضب سے بھرے ہوئے تھے۔ عورتوں نے اس سے پوچھا "یہ جنازے کس کے ہیں؟" اس نے کہا "ایک میرے شوہر، دوسرا میرے بیٹے اور تیسرا میرے بھائی کا جنازہ ہے۔"

وہ عورت اونٹ کی مہار کو مدینہ کی طرف کھینچ رہی تھی لیکن اونٹ بڑی مشکل سے راستہ طے کر رہا تھا۔ ان عورتوں میں سے ایک نے کہا کہ "شاید اونٹ کا بار بہت گراں ہے" ہند نے جواب دیا: "نہیں یہ اونٹ بہت آسانی سے دو اونٹوں کا بار اٹھاتا ہے۔" ہند جب اونٹ کو احد کی طرف پلٹاتی تو اونٹ بڑی آسانی سے چلنے لگتا، اس نے اپنے دل میں کہا کہ "یہ کیا بات ہے؟" رسول خدا ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ہند سے سوال کیا کہ "جب تیرا شوہر گھر سے باہر نکلا تو اس نے خدا سے کیا مانگا تھا؟" ہند نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ وہ جب گھر سے باہر نکلے تھے تو اس وقت انکی دُعا تھی "خدا یا مجھے میرے گھر واپس نہ پلٹانا رسول ﷺ خدا نے فرمایا: "تیرے شوہر کی دُعا مستجاب ہوئی" خدا نہیں چاہتا کہ یہ جنازے گھر کی طرف واپس جائیں تم تینوں جنازوں کو احد ہی میں دفن کرو اور یہ جان لو کہ یہ تینوں افراد دوسری دُنیا میں بھی ساتھ ہی رہیں گے۔"

ہند نے سسکتے ہوئے کہا "اے اللہ کے رسول ﷺ آپ خدا سے دُعا کیجئے کہ میں بھی (آخرت میں) ان کی پاس رہوں۔" (۱۲)

مدینہ کی طرف

جب رسول خدا ﷺ اپنے شہید اصحاب کو دفن کر چکے تو انہوں نے مدینہ کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ بہت سے مسلمان زخمی تھے۔ جناب فاطمہ زہرا (ع) کے ساتھ زخمیوں کے دیکھ بھال کے لئے احد میں جو چودہ عورتیں آئی تھیں وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں۔

کچھ لوگ پیغمبر اکرم ﷺ کے دیدار اور استقبال کے لئے شہر سے باہر آئے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی سلامتی کا اطمینان حاصل کریں۔ قبیلہ بنی دینار کی ایک عورت نے جب اپنے باپ، شوہر اور بھائی کے شہید ہو جانے کی خبر سنی تو اس نے کہا کہ "رسول خدا ﷺ کی کیا خبر ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ "رسول ﷺ خدا ٹھیک ہیں۔" اس عورت نے کہا کہ "ذرا مجھے راستہ دیدو تاکہ میں خود ان کی زیارت کروں" اور جب اس نے پیغمبر اکرم ﷺ کو زندہ و سلامت دیکھا تو کہا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ جب آپ ﷺ زندہ ہیں تو اب اسکے بعد ہر مصیبت آپ کے وجود کی وجہ سے بے وقعت ہے۔" (۱۳)

"حمنہ بنت جحش" رسول خدا ﷺ کے پاس آئیں تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا "حمنہ میں تجھے تعزیت پیش کرتا ہوں۔" انہوں نے پوچھا کہ کس کی تعزیت؟ آپ ﷺ نے فرمایا "تمہارے ماموں حمزہ کی" حمنہ نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون، خدا ان کی مغفرت کرے اور ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے انہیں شہادت مبارک ہو، رسول خدا ﷺ نے فرمایا "میں پھر تعزیت پیش کرتا ہوں" حمنہ نے کہا "کس کی تعزیت؟" رسول خدا ﷺ نے فرمایا "تمہارے

بھائی عبداللہ بن جحش کی "حمنہ نے کہا خدا ان کی مغفرت کمرے اور ان پر اپنی رحمتیں نازل کمرے اور ان کو بہشت مبارک ہو آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا کہ "میں پھر تم کو تعزیت پیش کرتا ہوں" حمنہ نے پوچھا "کس کی تعزیت؟ آپ نے فرمایا کہ "تمہارے شوہر مصعب بن عمیر کی" حمنہ نے ایک آہ سرد بھری اور گریہ کرنا شروع کیا۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ "شوہر جو مقام عورت کے دل میں رکھتا ہے وہ کسی کا نہیں ہوتا"۔ اس کے بعد لوگوں نے حمنہ سے پوچھا کہ تم اس قدر کیوں غمزدہ ہو گئیں؟ حمنہ نے کہا کہ "میں نے اپنے بچوں کی یتیمی کو یاد کیا تو میرا دل بھر آیا۔" (۱۴)

شہید عمرو بن معاذ کی ماں "کبشہ" آگے بڑھیں اور انہوں نے بڑے غور سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا اور اس کے بعد کہا "اب جب میں نے آپ ﷺ کو صحیح و سالم دیکھ لیا تو مصیبت کا اثر میرے دل سے زائل ہو گیا۔ رسول خدا ﷺ نے ان کے بیٹے عمرو بن معاذ کی شہادت پر ان کو تعزیت پیش کی، دلاسا دیا اور فرمایا "اے عمرو کی ماں میں تجھے مدہ سناتا ہوں اور تم شہیدوں کے اہل و عیال کو مدہ سناتا ہوں ان کے شہدا بہشت میں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں اور ہر ایک اپنے عزیزوں اور خاندان والوں کی شفاعت کمرے گا۔" عمرو کی ماں نے کہا "اے پیغمبر خدا ﷺ اب میں خوش ہوں" اور اس کے بعد عرض کیا "اے پیغمبر خدا ﷺ ان کے پس ماندگان کے لئے دعا فرمائیے رسول ﷺ خدا نے اس طرح دعا کی "خدا یا ان کے دلوں سے غم کو زائل کر دے ، ان کے مصیبت زدہ دل کے زخموں پر مرہم رکھ اور ان کے پس ماندگان کے لئے بہترین سرپرست قرار دے۔" (۱۵)

نماز مغرب کا وقت آن پہنچا

بلال نے اذان دی، رسول خدا ﷺ مسجد میں اس حالت میں تشریف لائے کہ لوگ ان کے شانوں کو پکڑے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھی واپسی پر دیکھا کہ نالہ و شیون کی آوازوں میں شہر مدینہ ڈوبا ہوا ہے، لوگ اپنے شہیدوں کی عزاداری اور ان پر رونے میں مصروف ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"لیکن حمزہ کا کوئی نہیں ہے جو ان پر گریہ کرے" مدینہ کی عورتیں رسول خدا ﷺ کے گھر آئیں اور مغرب سے لے کر رات تک نوحہ و عزاداری میں مصروف رہیں۔

شہیدوں کی ایک جھلک

صرف ایک سجدہ وہ بھی محراب عشق میں خون بھرا سجدہ۔
انصار میں سے عمرو بن ثابت نامی ایک شخص جن کی عرفیت "اصیرام" تھی۔ ہجرت کے بعد جب انکے سامنے اسلام پیش کیا گیا۔ انھوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن

جب رسول ﷺ خدا احد کے لئے نکلے تو ان کے دل میں نور ایمان جگمگا اٹھا۔ انھوں نے تلوار اٹھائی اور نہایت سرعت کے ساتھ لشکر اسلام سے جا ملے، مردانہ وار جنگ کی اور زخموں سے چور ہو کر گر پڑے۔ جب مسلمانوں نے اپنے مقتول سپاہیوں کو میدان جنگ میں ڈھونڈنا شروع کیا تو اس وقت ان کو بھی دیکھا کہ ابھی زندہ ہیں، لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ "تم نے اپنے قبیلہ کی حمایت میں جنگ کی ہے یا تم مسلمان ہو گئے ہو؟" انھوں نے جواب دیا کہ "میں مسلمان ہو گیا ہوں میں نے میدان جہاد میں قدم رکھ دیا ہے اور اب اپنے خون میں غلطاں ہوں۔" ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ شہید ہو گئے، جب

ان کا واقعہ رسول ﷺ خدا سے بیان کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "کہ وہ جنتی ہے" ہاں قبل اس کے وہ نماز پڑھے اور خدا کے لئے سجدہ کرے، اس نے جنت کی راہ لی، اس نے صرف ایک سجدہ کیا وہ بھی خون بھرا سجدہ محراب عشق میں۔^(۱۶)

ایک عقلمند صاحب ثروت کی شہادت

"مخیرق" ایک یہودی دانش مند اور مال دار آدمی تھا خرمے کے درخت اور بہت زیادہ مال و متاع کا مالک تھا جب احد کا دن آیا تو اس نے یہودیوں سے مخاطب ہو کر کہا "خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ محمد ﷺ کی نصرت تم پر واجب ہے۔" یہودیوں نے عذر پیش کیا کہ آج ہفتے کا دن ہے^(۱۷)۔ اس نے کہا کہ "تمہارے نزدیک اب کوئی ہفتہ نہیں ہے۔" پھر اس نے لباس جنگ زیب تن کیا اپنے جسم پر ہتھیار سجائے اور احد کی طرف روانہ ہونے کے لئے تیار ہوا نکلنے سے پہلے اس نے اپنے رشتہ داروں سے کہا "اگر میں آج قتل کر دیا جاؤں تو میرے سارے مال کا اختیار محمد ﷺ کو ہے، وہ جہاں چاہیں خرچ کریں۔" اس کے بعد وہ احد کی طرف چل پڑا اور مجاہدین راہ خدا سے جا ملا، جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا۔ رسول خدا ﷺ نے ان کی وصیت کے مطابق ان کے مال کو اپنی تحویل میں لے لیا اور ابن اسحاق کی تحریر کے مطابق مدینہ میں رسول ﷺ خدا کے بہت سے اوقاف اور امور خیر انجام دینے والی چیزیں انہی کے مال سے تھیں۔^(۱۸)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

بوڑھے عارف کی شہادت

"خیثمہ" بوڑھے مگر صاحب معرفت تھے ان کے بیٹے بدر کی لڑائی میں شہادت کے

درجے پر فاتز ہو چکے تھے لشکر اسلام کی احد کی طرف روانگی سے قبل انہوں نے رسول خدا ﷺ سے عرض کیا کہ "کل رات خواب میں، میں نے اپنے بیٹے کو دیکھا ہے کہ بہشت کے باغوں میں چلا جا رہا ہے، بہشت کے درختوں کے نیچے اس کی نہروں کے کنارے ٹہل رہا ہے، میرے بیٹے نے مجھ سے کہا کہ بابا جان ہمارے پاس آجیئے ہم نے خدا کے وعدے کو سچا پایا ہے اے اللہ کے رسول ﷺ میں اس بات کا مشتاق ہوں کہ اپنے بیٹے کے پاس پہنچ جاؤں اے پیغمبر خدا ﷺ میری داڑھی سفید اور میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے شہادت نصیب کرے"۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا "خدا یا اس شخص کی آرزو پوری فرما" اور وہ احد کی جنگ میں شہید ہو گیا۔

مجلہ خون

۲۵ سالہ جوان "حنظلہ"، جنگ احد کی آگ بھڑکانیوالوں میں سے ایک شخص ابو عامر فاسق کے بیٹے تھے، جس وقت رسول خدا ﷺ کی طرف سے جہاد کے لئے عام تیاری کا اعلان ہوا، اس وقت جناب حنظلہ، عبداللہ بن ابی کی لڑکی سے شادی کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ یہ دو لہا اور دلہن اپنے باپوں جو کافر اور منافق تھے، کے برخلاف اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر مکمل ایمان رکھتے تھے۔ جس وقت محاذ جنگ پر جانے کی دعوت کی صدا جناب حنظلہ کے کانوں سے ٹکرائی تو پریشان ہو گئے کہ اب کیا کریں؟ ابھی تو شادی کے مراسم ادا ہوئے ہیں اب مجلہ عروسی میں جائیں یا محاذ جنگ پر؟ انہوں نے بہتر سمجھا کہ رسول خدا ﷺ سے اجازت لے لیں تاکہ شب زفاف مدینہ میں رہیں اور دوسرے دن میدان جنگ میں حاضر ہو جائیں۔

پیغمبر اکرم ﷺ نے اجازت دیدی، صبح سویرے غسل کرنے سے پہلے، اپنی دلہن سے محاذ جنگ پر جانے کے لئے المواع کیا تو دلہن کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اپنے شوہر سے چند منٹ ٹھہرنے کو کہا اور ہمسایوں میں سے چار آدمیوں کو بلایا تاکہ وہ لوگ اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان گواہ رہیں۔

حفظ نے دوسری بار خدا حافظ کہا اور محاذ جنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔

دلہن نے ان گواہوں کی طرف رخ کیا اور کہا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان شگافتہ ہوا اور میرے شوہر اس میں داخل ہوئے اور اس کے بعد آسمان جڑ گیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ شہادت کے درجہ پر فائز ہو گئے۔

جب جناب حفظہ لشکر اسلام سے جا ملے تو انہوں نے ابو سفیان پر حملہ کیا، ایک تلوار اس کے گھوڑے پر پڑی تو وہ گر پڑا، ابو سفیان کی چیخ پکار پر چند مشرکین مدد کو بڑھے اور اس طرح ابو سفیان نے جان بچائی۔ دشمن کے ایک سپاہی نے جناب حفظہ کو نیزہ مارا، نیزے کا شدید زخم لگنے کے باوجود حفظہ نے نیزہ بردار پر حملہ کیا اور تلوار سے اس کو قتل کر ڈالا۔ نیزے کے زخم نے آخر کار اپنا کام کر ڈالا اور جناب حفظہ، جملہ خون میں عروس شہادت سے جا ملے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے دیکھا حفظہ کو فرشتے غسل دے رہے تھے" اس وجہ سے ان کو "حفظہ غسبیل الملائکہ" کہتے ہیں۔ (۱۹)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

دو لہادہن کا اخلاص اور ایمان واقعی بہت تعجب انگیز ہے اور محاذ جنگ پر لڑنے والے ہمارے پیکر ایثار مجاہدین، ان کے خاندان والوں اور ان کی بیویوں کے لئے الہام بخش اور مقاوت کا نمونہ ہے۔ (۲۰)

مدینہ میں منافقین کی ریشہ دوانیاں

جنگ احد کے بعد عبداللہ بن ابی اور اس کے تمام منافق ساتھیوں نے طعن و تشنیع کا سلسلہ شروع کر دیا اور مسلمانوں پر پڑنے والی عظیم مصیبت پر خوشحال تھے، یہودی بھی بدزبانی کرنے لگے اور کہنے لگے کہ "محمد ﷺ سلطنت حاصل کرنا چاہتے ہیں، آج تک کوئی پیغمبر ﷺ اس طرح زخمی نہیں ہوا وہ خود بھی زخمی ہوئے اور اصحاب بھی مقتول اور زخمی ہیں"۔ (۲۱)

وہ رات بڑی حساس رات تھی ہر آن یہ خطرہ سروں پر منڈلا رہا تھا کہ کہیں منافقین اور یہود، مسلمانوں اور اسلام کے خلاف شورش برپا نہ کر دیں اور اختلاف پیدا کر کے شہر کے سیاسی اتحاد اور یک جہتی کو ختم نہ کر دیں۔

مدینہ سے ۲۰ کیلومیٹر دور "حراء الاسد" میں جنگی مشق

۸ شوال ۳ ہجری قمری بمطابق ۲۷ مارچ ۶۲۵ء (عیسوی) بروز اتوار ہر طرح کی داخلی و خارجی ممکنہ سازش کی روک تھام اور مکمل طور پر ہوشیار اور آمادہ رہنے کے لئے اوس و خزرج کے سربر آوردہ افراد نے مسلح افراد کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد اور خانہ پیغمبر اکرم ﷺ کے دروازے پر رات بھر پہرہ دیا۔ اتوار کی صبح رسول خدا ﷺ نے نماز صبح ادا کر کے جناب بلال کو حکم دیا کہ لوگوں کو دشمن کے تعاقب کے لئے بلائیں اور اعلان کریں کہ ان لوگوں کے سوا کوئی ہمارے ساتھ نہ آئے جو کل جنگ میں شرکت کر چکے ہیں۔

بہت سے مسلمان شدید زخمی تھے لیکن فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور جنگی لباس زیب تن کر کے، اسلحہ سے آراستہ ہو کر تیار ہو گئے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے پرچم حضرت علی (ع) کے ہاتھ میں دیا اور عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا جانشین معین فرمایا۔ اس حیرت انگیز روانگی کی وجہ یہ تھی کہ رسول خدا ﷺ کو یہ پتہ چل گیا تھا کہ قریش کے سپاہیوں نے مدینہ لوٹ کر (اسلام و

مسلمانوں کا) کام تمام کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

رسول خدا ﷺ حمراء الاسد پہنچے اور وہاں حکم دیا کہ سپاہی میدان میں بکھر جائیں اور رات کے وقت اس وسیع و عریض زمین پر آگ روشن کر دیں، تاکہ دشمن کو یہ گمان ہو کہ ایک بہت بڑا لشکر ان کا پیچھا کر رہا ہے۔ رسول خدا ﷺ تین رات وہاں ٹھہرے رہے اور ہر رات اس عمل کو دہرایا جاتا رہا۔

اسی جگہ "معبد خزاعی" نے پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر خبر دی کہ قریش دوبارہ مدینہ پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے ہیں۔ پھر معبد نے ابوسفیان سے جا کر کہا کہ میں نے لشکر بے کراں اور غیظ و غضب سے متمتاتے چہرے دیکھے ہیں۔ ابوسفیان اس خبر سے وحشت زدہ ہو گیا اور مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے باز رہا۔

اس جنگی مشق نے مجاہدین اسلام اور اہل مدینہ کے حوصلوں کو بڑھایا، ان کے دل سے خوف کو دور کیا اور دشمن کے دل میں اور زیادہ خوف بٹھادیا۔ اور جب تین دن کے بعد مسلمان مدینہ پلٹ کر آئے تو ان کی حالت ایسی تھی کہ گویا ایک بہت بڑی فتح حاصل کر کے لوٹے ہوں۔ (۲۲)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

ابوعزہ شاعر کی گرفتاری

قریش کا بلبل زباں شاعر ابو عزہ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہو کر آیا تھا رسول خدا ﷺ نے بغیر تاوان کے اس شرط پر آزاد کر دیا کہ کسی کو مسلمانوں کے خلاف نہیں بھڑکائے گا۔ لیکن اس نے عہد شکنی کی اور اشعار کے ذریعہ جنگ احد کے لئے مشرکین کو اسلام کے خلاف لڑنے کی دعوت دیتا رہا۔ حمراء الاسد میں لشکر اسلام کے ہاتھوں دوبارہ گرفتار اور ایک مرتبہ پھر معافی کا خواستگار ہوا۔ رسول خدا ﷺ نے قبول نہیں فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ "مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا" (۲۳) اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ (۲۴)

جنگ احد کے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں وہ سورہ آل عمران کی ۶۰ آیتیں (۱۲۰ سے ۱۷۹ تک) ہیں۔ اس سال کے اہم واقعات میں سے پیغمبر اسلام ﷺ حفصہ بنت عمر کے ساتھ ماہ شعبان میں عقد اور زینب بنت خنیمہ کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔ (۲۵)

سوالات

- ۱۔ قرمان کو شہید کیوں نہیں مانا جاتا؟
- ۲۔ دشمن نے نفسیاتی جنگ کیسے شروع کی؟
- ۳۔ مسلمانوں کی شکست کے بارے میں منافقین نے کس رد عمل کا اظہار کیا؟
- ۴۔ جنگ احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب اختصار کے ساتھ بیان کیجئے۔
- ۵۔ حمراء الاسد کی جنگی مشق کس لئے ہوئی؟
- ۶۔ شہداء احد کہاں دفن ہوئے؟ شہداء احد میں سے کچھ لوگوں کے نام بیان کیجئے۔

حوالہ جات

۱۔ سیرۃ حلبی ج ۲، ص ۲۳۳، مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۴۲۔

۲۔ ۱۔ تصحیح ج ۳، ص ۳۱۹۔ ارشاد شیخ مفید ص ۳۳۔ بحار الانوار ج ۲۰، ص ۹۰۔

۳۔ سیرۃ ابن ہشام ص ۹۳۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۲۳۔

۳۔ بحار الانوار ج ۲۰، ص ۳۳۔

۵۔ بحار الانوار ج ۲۰، ص ۹۴، واقدی ج ۱ ص ۲۹۸ پر کہتا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو بھیجا۔

۶۔ ﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعِدَّهُ إِذْ تَحْسَبُوهُمْ بَاذِنَهُ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنْزَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَرَىٰ كُمْ

مَّا تُحِبُّونَ﴾ (آل عمران ۱۵۲)

۷۔ ﴿مَنْكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَ مَنْكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُم عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ﴾ (آل عمران ۱۵۲)۔

۸۔ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ﴾ (آل عمران ۱۳۳)۔

۹۔ ﴿وَ إِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَ لَكِنَّ صَبْرًا خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ﴾ (نحل، آیت ۱۲۶) نیز رجوع کریں۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

شرف النبی ﷺ ص ۳۳۷۔

۱۰۔ مغازی واقدی ج ۲، ص ۲۶۷۔ ابن ہشام ج ۲، ص ۹۵، ۹۴۔

۱۱۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۶۷۔ سیرت ابن ہشام ج ۲، ص ۹۴۔

۱۲۔ مغازی واقدی ص ۲۶۶، ۲۶۳۔

۱۳۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۹۹۔ مغازی واقدی ج ۱ ص ۲۹۲۔

۱۴۔ مغازی واقدی ج ۱ ص ۲۹۱۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۹۸۔

۱۵۔ مغازی واقدی ص ۳۱۵-۳۱۶۔

۱۶۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۹۰۔

۱۷۔ یہودیوں کے مذہب میں ہفتہ تعطیل کا دن ہے۔

۱۸۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۸۸۔ تاریخ طبری ج ۲، ص ۵۳۱۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۶۲، ۲۶۳۔

۱۹۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۷۳۔ بحار الانوار ج ۲۰ ص ۵۷۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۷۳۔

۲۰۔ اس شادی کے نتیجے میں جناب عبداللہ بن حنظلہ غمسیل الملائکہ پیدا ہوئے جنھوں نے ۶۲ھ میں امام حسین (ع) کی شہادت کے بعد اہل مدینہ کی ایک جماعت کے ساتھ یزید بن معاویہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تاریخ اسلام میں عوام کے اس انقلابی اقدام اور یزید بن معاویہ کے جرائم پر بنی واقعہ کو واقعہ حرہ کے نام یاد کیا جاتا ہے۔

۲۱۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۳۱۷۔

۲۲۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۸، مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۳۸، تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۳۳۔ تفسیر نور الثقلین ج ۱ ص ۳۱۰۔

سیرۃ حلبی ج ۲ ص ۲۵۷، سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۱۰۱۔ تفسیر نمونہ ج ۲ ص ۱۷۷، ۱۷۸۔

۲۳۔ لایلدغ المؤمن من حجر: مرتین۔ Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

۲۴۔ سیرۃ حلبی ج ۲، ص ۲۵۹۔

۲۵۔ سیرۃ حلبی ج ۲، ص ۲۵۸۔

چوتھا سبق

سریہ ابو سلمہ بن عبدالاسد

سریہ عبداللہ بن انیس انصاری

رجیع کا واقعہ

بئر معونہ کا واقعہ

سریہ عمر ابن امیہ

غزوہ بنی نضیر

دہشت گرد سے انتقام

غزوہ بدر الموعد

۲ ہجری کے دیگر اہم واقعات
Presented by: <https://jainlibrary.com/>

سوالات

حوالہ جات

سریہ ابو سلمہ بن عبد الاسد

یکم محرم ۶۳ ہجری قمری^(۱) بمطابق ۱۶ جون ۶۲۵ء بروز جمعرات۔

رسول خدا بخوبی جانتے تھے کہ احد کی شکست کے اثرات کو فداکاری اور زبردست و وسیع پیمانے پر جنگی اور سیاسی اقدامات کے ذریعہ زائل کرنا چاہیے۔ دوسری طرف منافقین اور یہود، اسلام کے داخلی نظام کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ ہم عہد قبیلے بھی سست پڑ گئے تھے، اگر رسول خدا ﷺ ایک جنگی اور سیاسی قابل قدر مشق یا حملہ نہ کرتے تو مدینہ کی مثال اس مجروح کی سی ہوتی جو حجاز کے بیابان میں پڑا ہو اور اپنا دفاع نہ کر سکتا ہو اور بادیہ نشین مردہ خواروں، قریش و بنی کنانہ اور ان کے ہم عہد عرب و یہود کے کینہ توڑ بھیڑیوں کے لئے لذیذ لقمہ بن جاتا۔

اسی دوران قبیلہ طیّی کے ایک شخص نے پیغمبر اسلام ﷺ کو خبر دی کہ "بنی اسد" مدینہ پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کے مال کو لوٹنے کے لئے بالکل تیار بیٹھے ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے ابو سلمہ کو سردار لشکر بنایا اور پرچم ان کے ہاتھ میں دیکر ایک سو پچاس مجاہدین کو ان کے ہمراہ کیا اور حکم دیا کہ راتوں کو خفیہ راستوں سے سفر کریں اور دن میں پناہ گاہوں میں سوجائیں۔ اور دشمن کے سروں پر اچانک بجلی کی طرح گر پڑیں تاکہ دوسرے قبیلوں سے مدد لینے کی فرصت نہ ملے۔ ابو سلمہ، آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق روانہ ہوئے اور مدینہ سے ۳۳۰ کیلومیٹر کی دوری پر مقام قطن کے اطراف میں جا پہنچے وہاں پتہ چلا کہ دشمن

ڈر کے مارے بھاگ گئے ہیں، ابو سلمہ نے اونٹوں اور بھیڑوں کے باقی ماندہ گلے کو جمع کیا اور بہت زیادہ مال غنیمت لیکر مدینہ پلٹ آئے۔ احد کے بعد اس کامیابی نے یہودیوں اور منافقین پر مسلمانوں اور اسلام کے طاقتور ہونے کا مثبت اثر ڈالا اور اسلامی لشکر، دشمن پر منہ توڑ حملہ کرنے والے اور ہم پیمان قبیلے کے لئے دفاعی تکیہ گاہ کے عنوان سے دوبارہ نمایاں ہوا۔^(۲)

سریہ عبداللہ بن انیس انصاری

تاریخ ۵ محرم ۳ ہجری قمری بمطابق ۲۰ جون ۶۲۵ء - ۲۱ بروز سوموار۔

رسول خدا ﷺ کو خبر ملی کہ "سفیان بن خالد" نے مقام "عُرنہ" میں جانبازان اسلام سے لڑنے کے لئے لشکر آمادہ کر رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جنگی سازش کو ناکام بنانے کے لئے عبداللہ بن انیس کو حکم دیا کہ "عُرنہ" جائیں اور اس کو قتل کر دیں۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ اس ذمہ داری کے بعد میں نے تلوار سنبھالی اور چل پڑا یہاں تک کہ عصر کے وقت میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ جب اس کے قریب گیا تو اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ "قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی ہوں، میں نے سنا ہے تم مسلمانوں سے جنگ کے لئے لشکر جمع کر رہے ہو، میں آیا ہوں کہ تمہارے ساتھ مل جاؤں"۔ "عبداللہ کہتے ہیں کہ اسی طرح ہم ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ جب وہ بالکل تنہا ہو گیا اور میں نے مکمل طور پر دسترس حاصل کر لی تو تلوار سے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا جب رسول خدا ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا "ہمیشہ سرخ رو اور سر بلند رہو۔"^(۳)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

رجع کا واقعہ

ماہ صفر ۳ ہجری قمری (۴) تقریباً جولائی ۶۲۵ء کے آخر میں پیغمبر اکرم ﷺ دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنانے اور امن و امان قائم رکھنے کی غرض سے جنگی دستوں کو بھیجنے کے ساتھ ساتھ مناسب مواقع پر ثقافتی اور تبلیغاتی دستے غیر جانبدار قبائل کی طرف بھیجتے رہے تاکہ اسلام کے معارف کی نشر و اشاعت ہو سکے اور کبھی خود قبائل کی درخواست پر بھی مبلغین بھیجے جاتے تھے۔ کچھ قبیلے اس سے غلط فائدہ اٹھاتے اور مبلغ و معلم کو بلانے کے بعد بڑی بے دردی سے قتل کر دیتے تھے۔

رجع کا واقعہ احد کے بعد اس طرح پیش آیا کہ قبیلہ "عَصَل" اور "قارہ" کا ایک وفد رسول خدا ﷺ کے پاس پہنچا اور کہا کہ ہمارے قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اپنے اصحاب کی ایک جماعت ہمارے یہاں بھیج دیں تاکہ ہمیں قرآن اور احکام اسلام سکھائیں۔

رسول خدا ﷺ نے فریضہ الہی کے بموجب چھ افراد کو ان کے ساتھ بھیجا اور "مَرثَد بن اَبی مَرثَد عَنُوی" کو اس جماعت کا قائد معین فرمایا۔ مبلغین اسلام اس حال میں احکام الہی پہنچانے کے لئے ان قبیلوں کی طرف روانہ ہوئے کہ ایک ہاتھ میں اسلحہ، دوسرے میں قرآن کے نوشتے اور سینہ میں علوم الہی اور عشق خدا تھا۔ مکہ سے ۷۰ کیلومیٹر شمال کی جانب جب چشمہ رجیع کے مقام پر پہنچے تو دونوں قبیلوں نے عہد شکنی کی اور قبیلہ ہذیل کی مدد سے ان پر حملہ کر دیا۔

معلمین قرآن نے اپنا دفاع کیا، حملہ آوروں نے کہا کہ "ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے

بلکہ تمہیں قریش کے ہاتھ زندہ بیچ دیں گے اور اس کے بدلہ میں کچھ چیزیں حاصل کریں گے" تین مبلغین نے کسی بھی طرح خود کو حوالے نہیں ہونے دیا اور نہایت بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ دوسرے تین افراد "زید، جُئیَب اور عبد اللہ" نے خود کو ان کے حوالے کر دیا۔ حملہ آور تینوں کو مکہ کی طرف لے گئے تاکہ ان کو قریش کے ہاتھوں فروخت کریں۔ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ عبد اللہ نے تلوار پر قبضہ کر کے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان لوگوں نے دوسرے دو اسیروں کو مکہ کے بڑے لوگوں کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ زید کو صفوان بن اُمیہ نے پچاس ۵۰ اونٹوں کے بدلے خریدتا کہ اس کو اپنے باپ امیہ بن خَلَف کے خون کے انتقام میں قتل کرے اور جُئیَب کو عقیبہ بن حارث نے اسی ۸۰ مثقال سونے کے عوض خریدتا کہ انہیں اپنے باپ کے انتقام میں دار پر چڑھا دے جو بدر میں مارا گیا تھا۔

زید کی زندگی کے آخری لمحہ میں، ابو سفیان آگے بڑھا اور کہا کہ "کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد ﷺ قتل ہو جائیں؟ زید نے کہا "خدا کی قسم مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ محمد ﷺ کے پیر میں کانٹا چبھے یا کوئی آزار پہنچے اور میں صحیح و سالم رہوں"۔ ابو سفیان نے کہا "میں نے ابھی تک محمد ﷺ جیسا کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے اصحاب میں اس طرح کی محبوبیت رکھتا ہو"۔ جُئیَب نے بھی چند دنوں تک زندان میں رہ کر شہادت پائی۔ شہادت کے وقت انہوں نے اجازت مانگی تاکہ دو رکعت نماز ادا کریں اس کے بعد فرمایا کہ "خدا کی قسم اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ تم گمان کرو گے کہ میں موت سے ڈر گیا ہوں تو میں اور زیادہ نمازیں پڑھتا" پھر آسمان کی جانب رخ کر کے دعا کی۔ تختہ دار پر لٹکانے کے بعد کافروں نے

پیش کش کی کہ اسلام کو چھوڑ دیں، انہوں نے جواب میں خدا کی واحدیت کی گواہی دی اور کہا کہ "خدا کی قسم روئے زمین کی ساری چیزیں مجھے دے کر اگر یہ کہا جائے کہ اسلام چھوڑ دوں تب بھی میں اسلام نہیں چھوڑوں گا۔" اس مجاہد اور شہید کا پاکیزہ جسم ایک مدت تک تختہ دار پر لٹکا رہا، آخر کا خفیہ طور پر کسی نے اُتارا اور دفن کر دیا۔^(۵)

بئرِ مَعُونہ کا واقعہ

ماہ صفر ۳ ہجری قمری بمطابق جولائی ۶۲۵ء مدینہ میں کچھ نوجوان رسول خدا ﷺ سے قرآنی و اسلامی علوم کا درس لیتے اور مسجد میں دینی بحث و مباحثہ میں شریک ہوتے تھے۔ قرآن مجید سے ان کی واقفیت اتنی تھی کہ وہ مبلغ اسلام ہو سکتے تھے۔ ایک دن قبیلہ بنی عامر کا "أَبُو بَرَّاء" نامی شخص رسول خدا ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ "اگر آپ ﷺ اپنے اصحاب میں سے کچھ افراد نجد کی سرزمین پر بھیج دیں تو مجھے اُمید ہے کہ وہ لوگ آپ کی دعوت قبول کریں گے" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "میں نجد والوں سے اپنے اصحاب کے بارے میں ڈرتا ہوں"۔ اَبُو بَرَّاء نے کہا کہ میں ان کی حفاظت کی ذمہ داری لیتا ہوں وہ لوگ میری پناہ میں رہیں گے" رسول خدا ﷺ نے اسلام سے آشنائی رکھنے والے چالیس^(۶) معلمین قرآن کو "مُنذَر بنِ عَمْرُو" کی سربراہی میں ایک رہنما کے ساتھ سرزمین نجد کی طرف روانہ کیا تاکہ وہاں اسلامی حقائق کی تبلیغ کریں۔ جب یہ لوگ "بئرِ مَعُونہ" کے مقام پہنچے تو اس جماعت کے ایک شخص نے رسول خدا ﷺ کا خط قبیلہ بنی عامر کے سردار کے سامنے پیش کیا۔ سردار قبیلہ نے رسول خدا ﷺ کا خط پڑھے بغیر

نامہ بر کو قتل کر دیا اور بنی عامر سے نامہ بر کے ساتھ آنے والوں کو قتل کرنے کے سلسلہ میں مدد مانگی انہوں نے کہا کہ "ہم ابو براء کی امان کو نہیں توڑیں گے"۔ اس نے فوراً قبائل بنی سلیم سے اس سلسلہ میں نصرت چاہی تو وہ سب کے سب مبلغین اسلام پر ٹوٹ پڑے۔ چالیس ۴۰ مبلغین نے مردانہ وار مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے، صرف عمرو بن أمیہ جو صرف زخمی ہوئے تھے اس حادثہ کے بعد مدینہ پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

انہوں نے راستہ میں قبیلہ بنی عامر کے دو ۲ افراد کو دیکھا اور اپنے شہید دوستوں کے انتقام میں ان دونوں کو قتل کر دیا۔ جب مدینہ پہنچے اور مبلغین کی شہادت کے واقعہ کو رسول خدا ﷺ کی خدمت میں نقل کیا تو آپ ﷺ بہت غمگین ہوئے اور ان مجرمین پر نفرین کی۔^(۷)

سریہ عمرو بن أمیہ

حادثہ رجیع کے بعد رسول خدا ﷺ نے اس درد انگیز حادثہ میں شہید ہونے والے شہیدوں کے خون کا انتقام لینے اور جرائم کا ارتکاب کرنے والے اصلی مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے عمرو بن أمیہ ضمری کو ایک آدمی کے ساتھ مامور کیا کہ مکہ جا کر ابو سعیدان کو قتل کر دیں، وہ لوگ مکہ پہنچے اور رات کے وقت شہر میں داخل ہوئے لیکن مکہ والوں میں سے ایک شخص نے انہیں پہچان لیا، مجبوراً ان لوگوں نے شہر سے باہر نکل کر ایک غار میں پناہ لی اور واپسی پر قریش کے تین نمک خوار اور ایک جاسوس کو گرفتار کیا اور انہیں مدینہ لے آئے۔^(۸)

عزوة بنی نضیر

تاریخ: ربیع الاول ۳ ہجری قمری

مدینہ واپسی کے وقت واقعہ بئر معونہ میں تنہا بچ جانے والے شخص عمرو بن اُمیہ کے ہاتھوں بنی عامر کے دو آدمیوں کے قتل نے ایک نئی مشکل پیدا کر دی کیونکہ اس نے غلطی سے بے قصور افراد کو قتل کر دیا تھا اور جو عہد و پیمانہ بنی عامر نے رسول خدا ﷺ سے کیا تھا اس کے مطابق مسلمانوں کو ان مقتولین کا خون بہا ادا کرنا چاہیے تھا۔ دوسری طرف بنی نضیر کے یہودی مسلمانوں کے ہم پیمانہ ہونے کے ساتھ ساتھ بنی عامر سے بھی معاہدہ رکھتے تھے۔ لہذا اپنے پیمانہ کے مطابق ان لوگوں کو بھی خون بہا ادا کرنے میں مسلمانوں کی مدد کرنی چاہیے ہی۔

چند دن پہلے پیش آنے والے بئر معونہ اور رَجیع کے منحوس حادثات کے بعد یہودی، منافقین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا مذاق اڑاتے اور کہتے "جو پیغمبر ﷺ، خدا کا بھیجا ہوا ہوتا ہے وہ شکست نہیں کھاتا"۔ یہ لوگ ہر آن شورش برپا کرنے کے موقع کی تلاش میں رہتے۔

اب وہ وقت آگیا تھا کہ خداوند عالم مسلمانوں کو بنی نضیر کے یہودیوں کی بدینتی سے آگاہ کرے، بنی نضیر سے عہد و پیمانہ کے مطابق مقتولین کی دیت ادا کرنے میں مدد طلب کرنے کے لئے رسول خدا ﷺ صحابہ کے ساتھ بنی نضیر کے قلعہ میں داخل ہوئے۔ انھوں نے ظاہر آتو رسول خدا ﷺ کی پیش کش کا استقبال کیا لیکن خفیہ طور پر ایک دوسرے سے مشورہ کیا اور طے کیا کہ مناسب موقع ہاتھ آیا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور پیغمبر ﷺ کی شمع حیات گل کر دیں۔ آنحضرت ﷺ ایک گھر کی دیوار کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے "عمرو" نامی

ایک شخص کو بھیجا کہ چھت سے ایک پتھر آپ ﷺ کے سر اقدس پر گرا دے۔ فرشتہ وحی نے رسول خدا ﷺ کو آگاہ کر دیا۔ آپ ﷺ اسی حالت میں جس حالت میں ان کی مشکوک نقل و حرکت کا نظارہ فرما رہے تھے، اطمینان سے اٹھے اور اکیلے ہی مدینہ کی طرف چل دیئے حضرت ﷺ کے اصحاب آپ ﷺ کی تاخیر سے پریشان ہوئے تو مدینہ لوٹ آئے۔ رسول ﷺ خدا نے محمد بن مسلمہ کو بنی نضیر کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ مدینہ کو دس ۱۰ دن کے اندر چھوڑ دیں جب بنی نضیر کے سربرآوردہ افراد نے پیغام سنا تو ان کے درمیان ایک ہنگامہ برپا ہو گیا، ہر آدمی اپنا نظریہ پیش کرنے لگا وہ لوگ مدینہ سے نکلنے کی سوچ ہی رہے تھے کہ عبداللہ ابن ابی نے پیغام بھیجا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرو اور اپنا دفاع کرو میں دو ہزار افراد کو تمہاری مدد کے لئے بھیجوں گا اور بنی قریظہ کے یہودی بھی ہمارے ساتھ تعاون کریں گے۔

منافقین کے لیڈر کے پیغام نے یہودیوں کو ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہنے اور دفاع کے ارادے کو مضبوط اور حوصلہ افزا بنا دیا لہذا قبیلہ بنی نضیر کے سردار "حییٰ بن اخطب" نے رسول خدا ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ "ہم جانے والے نہیں ہیں آپ کو جو کرنا ہو کر لیجئے" رسول خدا ﷺ نے کسی قسم کی امداد پہنچنے سے پہلے ہی بنی نضیر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا چھ ۶ دن کے محاصرہ میں یہودیوں کا قلعے سے باہر ہر طرح کا رابطہ منقطع ہو گیا۔ آخر کار ان لوگوں نے منافقین اور بنی قریظہ کی کمک سے مایوس ہو کر مجبوراً خود کو لشکر اسلام کے حوالہ کر دیا۔ رسول خدا ﷺ نے انہیں اجازت دی کہ سلعہ کے علاوہ اپنے بقولہ اموال میں سے جتنا چاہیں ساتھ لے جائیں۔

حریص یہودیوں نے جتنا ممکن تھا اونٹوں پر بار کیا یہاں تک کہ گھر کے دروازوں کو چوکھٹ سمیت اگھاڑ کر اونٹوں پر لاد لیا۔ ان میں سے کچھ لوگ خیبر کی طرف اور کچھ شام کی

طرف روانہ ہوئے جبکہ دو افراد مسلمان ہو گئے۔ یہودیوں کے غیر منقول اموال اور قابل کاشت زمینیں پیغمبر اکرم ﷺ کے ہاتھ آئیں (۱) تو آپ ﷺ نے انصار کو بلایا ان کی سچی خدمتوں، ایثار اور قربانیوں کو سراہا اور فرمایا کہ "مہاجرین تمہارے گھروں میں تمہارے مہمان ہیں ان کی رہائشے کا بار تم اپنے کاندھوں پر اٹھانے ہوئے ہو۔ اگر تم راضی ہو تو بنی نضیر کے مال غنیمت کو میں مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دوں تاکہ وہ لوگ تمہارے گھر خالی نہ رہیں؟ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ قبیلہ اوس و خزرج کے دونوں سرداروں نے جواب دیا۔ "اے رسول خدا ﷺ مال غنیمت ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان بانٹ دیجئے اور وہ بدستور ہمارے گھر و نمیں مہمان رہیں۔" رسول خدا ﷺ نے بنی نضیر کے تمام اموال اور قابل کاشت زمینوں کو مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا اور انصار میں سے صرف دو افراد یعنی سہل بن حنیف اور ابو جحانہ کو جو کہ بہت زیادہ تہی دست تھے، کچھ حصہ عنایت فرمایا۔

سورہ حشر بنی نضیر کے یہودیوں کی پیمان شکنی کے بارے میں نازل ہوا۔ (۱۰)

دہشت گرد سے انتقام

بنی نضیر کے واقعہ کے بعد یہودی سے مسلمان ہونے والے یامین بن عمر سے ایک دن رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم نے نہیں دیکھا تمہارا چچا زاد بھائی میرے بارے میں کیا ارادہ رکھتا تھا وہ چاہتا تھا میرا خاتمہ کر دے؟ یامین نے ایک شخص کو دس ۱۰ دینار دیتے اور اس سے کہا کہ عمرو بن جحاش (وہی یہودی جس نے رسول خدا ﷺ کے سر پر پتھر گرانے کا ارادہ کیا تھا) کو قتل کر دے، وہ شخص گیا اور اُس ذلیل یہودی کو اس کے انجام تک پہنچا دیا۔ (۱۱)

غزوہ بدر الموعد

تاریخ یکم ذی القعدہ ۳ھ ق (۱۲) بمطابق ۲۱ اپریل ۶۲۶ء

جنگ احد ختم ہو جانے کے بعد ابوسفیان نے کامیابی سے سرمست ہو کر مسلمانوں کو دھمکایا کہ آئندہ سال بدر میں ان سے مقابلہ کرے گا۔ ایک سال گزر چکا تھا اور مسلمان مختلف جنگوں میں کچھ نئی کامیابیاں حاصل کر چکے تھے، ابوسفیان ڈر رہا تھا کہ مبادا کہیں جنگ نہ چھڑ جائے اور شکست سے دوچار ہونا پڑے لہذا بدر نہ جانے کے لیے یہاں ڈھونڈ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح مسلمانوں کو بھی منحرف کر دے۔ ابوسفیان نے اس ہدف تک پہنچنے کے لئے ایک سیاسی چال چلی اور نعیم نامی ایک شخص کو مامور کیا کہ مدینہ جائے اور افواہیں پھیلائے تاکہ لشکر اسلام کے حوصلے پست ہو جائیں۔ ابوسفیان کے کارندے نے مدینہ پہنچنے کے بعد نفسیاتی جنگ کا آغاز کر دیا اور موقع کی تلاش میں رہنے والے منافقین نے اس کی افواہوں کو پھیلانے میں مدد کی اور لشکر ابوسفیان کے عظیم حملے کی جھوٹی خبر نہایت آب و تاب کے ساتھ لوگوں کے سامنے بار بار بیان کرنے لگے۔ لیکن اس نفسیاتی جنگ نے رسول خدا ﷺ اور ان کے باوفا اصحاب کے دل پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ڈالا۔ رسول خدا ﷺ نے اس جماعت کے مقابل جو ذرا ہچکچاہٹ کا اظہار کر رہی تھی فرمایا: اگر کوئی میرے ساتھ نہیں جائے گا تو میں تنہا جاؤں گا۔ پھر رسول خدا ﷺ نے پرچم اسلام حضرت علی (ع) کے سپرد کیا اور پندرہ سو افراد کے ساتھ مدینہ سے کیلومتر بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس حالت میں کہ آپ کے ساتھ صرف دس گھوڑے تھے۔

اپنی سازش کی ناکامی اور مسلمانوں کی آمادگی کی خبر سنکر ابوسفیان بھی دو ہزار افراد کے ساتھ بدر کی طرف روانہ ہوا لیکن مقام "عُسفان" میں خشک سالی اور قحط کو بہانہ بنا کر خوف و

وحشت کے ساتھ مکہ لوٹ گیا۔

بدر میں ابوسفیان کے انتظار میں مصروف مسلمانوں نے مقام بدر میں لگنے والے سالانہ بازار میں اپنا تجارتی سامان فروخت کیا اور ہر دینار پر ایک دینار منافع کما کر سولہ ۱۶ دن کے بعد مدینہ پلٹ آئے۔ اس طرح سے کفار قریش کے دل میں خوف و وحشت کی لہر دوڑ گئی اور احد کی شکست کے آثار محو ہو گئے۔ اس لئے کہ قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو چکی تھی کہ اسلام کا لشکر اب شکست کھانے والا نہیں ہے۔^(۱۳)

۳ ہجری میں رونما ہونے والے دیگر اہم واقعات۔

۱: امام حسین (ع) کی ولادت باسعادت ۳ شعبان^(۱۴)۔

۲: حضرت علی (ع) کی والدہ گرامی جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کی وفات، کہ درحقیقت جن کے مادری حق کا بار رسول خدا ﷺ پر تھا۔

۳: پیغمبر اکرم ﷺ کی ایک بیوی زینب بنت خزیمہ کا انتقال۔

۴: رسول خدا ﷺ کا جناب ام سلمہ، "ہند بنت ابی امیہ" سے نکاح کرنا، جو رسول خدا ﷺ کی بیویوں میں ایک پارسا اور عقل و دانش سے مالا مال بیوی تھیں، شیعہ اور سنی دونوں نے ان سے بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں۔

سوالات

- ۱۔ سریہ ابو سلمہ کا کیا نتیجہ رہا؟
- ۲۔ واقعہ رجیع کیوں کرواقع ہوا اور کتنے لوگ شہید ہوئے؟
- ۳۔ رسول خدا ﷺ نے عمر بن امیہ کو مکہ کیوں بھیجا؟
- ۴۔ سریہ عبد اللہ بن اُنس کا کیا نتیجہ رہا؟
- ۵۔ بنی نضیر کے یہودیوں نے رسول خدا ﷺ کے قتل کا ارادہ کیوں کیا؟
- ۶۔ غزوہ " بدر الموعد" میں لشکر اسلام کا مقابلہ کرنے سے ابوسفیان کیوں ڈر گیا؟

حوالہ جات

- ۱۔ بعض لوگوں کی تحریر کے مطابق ۱۵ محرم، طبقات ابن سعد ج ۲، ص ۳۳۰۔ واقدی کی تحریر کے مطابق یکم محرم مغازی ج ۱، ۲۳۰۲۔
- ۲۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۳۰۔ مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۳۰۔
- ۳۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۵۱۔ امتاع الاسماع ص ۲۵۳۔
- ۳۔ ابن ہشام نے سریہ رجیع کا تذکرہ جنگ احد کے بعد ہجرت کے تیسرے سال کے واقعات میں کیا ہے۔ "ج ۳ ص ۱۷۸"۔
- ۵۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۳۰ سے ۵۳۲ تک سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۴۔ ۱۔
- ۶۔ بقول ابو سعید ۷۰ افراد۔
- ۷۔ مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۳۶۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۵۱/۵۳۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۱۹۳۔
- ۸۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۳۲۔ مواہب اللدنیہ میں اس سریہ کو ۶ھ میں، صلح حدیبیہ سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ ج ۱ ص ۱۲۵۔
- ۹۔ مخالف اسلام اور مفسد قبیلہ "بنی نضیر" کے یہودیوں کے اخراج کے بعد صرف بنی قریظہ کے یہودی مدینہ میں رہ گئے، بنی نضیر کے باقی اموال و املاک کی تقسیم کے بعد ہاجر مسلمانوں سے اقتصادی پریشانی یک حد تک دور ہوئی۔
- ۱۰۔ مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۶۳/۳۸۰، سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۱۹۶، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۵۷، تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۵۵/۵۵۱، تاریخ دمشق ج ۱، ص ۳۱۔
- ۱۱۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۰۳۔
- ۱۲۔ اس غزوہ کی تاریخ ابن ہشام شعبان ۳ھ اور واقعی ذی قعدہ ۳ھ سمجھتے ہیں سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۲۰۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۳۸۳ ملاحظہ ہو۔
- ۱۳۔ مغازی واقدی ج ۱، ص ۳۸۳ سے ۳۸۹ تک۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۲۰۔
- ۱۳۔ مروج الذهب ج ۲، ص ۲۸۹۔

پانچواں سبق

غزوہ ذات الرقاع

غزوہ دومۃ الجندل

غزوہ خندق (احزاب)

لشکر احزاب کی مدینہ کی طرف روانگی

لشکر کی روانگی سے متعلق رسول خدا ﷺ کا آگاہ ہونا

بجلی کی چمک میں آنحضرت ﷺ نے کیا دیکھا؟

مدینہ لشکر کفار کے محاصرے میں

بنی قریظہ کی عہد شکنی

خطرناک صورتحال

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

ایمان و کفر کا آمننا سامنا

سوالات

غزوه ذات الرقاع

تاریخ: دسویں محرم ۵ ہجری قمری^(۱) بمطابق ۱۳ جون ۶۲۶ء بروز بدھ

غزوه بنی نضیر کے بعد رسول خدا ﷺ کو خبر ملی کہ قبیلہ غطفان یعنی بنی ثعلبہ اور بنی محارب نے مسلمانوں سے جنگ کے لئے کچھ لشکر جمع کر رکھا ہے۔ رسول خدا ﷺ نے اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے مدینہ میں جناب ابوذر کو اپنا جانشین بنایا اور خود چار سو افراد کا لشکر لے کر نجد کی طرف روانہ ہوئے، آپ ﷺ دشمن کے عظیم لشکر کے روبرو ہوئے مگر دشمن کو خوف و دہشت نے گھیر لیا اور کسی طرح کے ٹکراؤ سے پہلے ہی دشمن متفرق ہو گیا۔

اس سفر میں دشمن کے حملے کے پیش نظر، خطرناک ماحول میں رسول خدا ﷺ نے لشکر اسلام کے ساتھ نماز خوف ادا کی پیغمبر اکرم ﷺ کے سفر کی کل مدت ۱۵ روز تھی۔^(۲)

غزوه دؤمۃ الجندل

روانگی بروز اتوار ۲۵ ربیع الاول ۵ھ ق، مطابق ۲۶ اگست ۶۲۶ء

Presented by: <https://jafriLibrary.com/>

مدینہ واپسی ۲۰ ربیع الثانی، بمطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۶ء بروز جمعرات

مخبروں نے رسول خدا ﷺ کو خبر دی کہ دؤمۃ الجندل میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے ہیں اور مسافروں کا راستہ روکنے کے علاوہ ان پر ظلم و ستم بھی ڈھا رہے ہیں ان کا ارادہ ہے کہ مدینہ پر حملہ کریں۔ رسول خدا ﷺ نے سبأع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ میں اپنا جانشین معین

فرمایا اور ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ دُومَةُ الْجَنْدَل کی طرف روانہ ہو گئے۔
 آنحضرت ﷺ کے سپاہی راتوں کو راستہ طے کرتے اور دن کو دُوروں میں چھپ کر آرام کرتے تھے۔ دشمن کو لشکر اسلام کی
 روانگی کا پتہ چلا تو ان پر ایسا رعب طاری ہوا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اور فوراً ہی اس علاقے سے فرار ہو گئے۔
 رسول خدا ﷺ چند دن علاقے میں قیام پذیر رہے اور مختلف دستوں کو اطراف و جوانب میں بھیجتا تاکہ معلومات اکٹھی کرنے
 کے لیے ساتھ ساتھ دشمنوں کی ممکنہ سازشوں کو ناکام بنائیں۔ آپ ﷺ ۲۵ روز کے بعد مدینہ پلٹ آئے۔ لوٹتے وقت فراز نامی
 شخص سے، جس کا قبیلہ قحط سے متاثر ہوا تھا، معاہدہ کیا اور اسے اجازت دی کہ مدینہ کے اطراف کی چراگاہوں سے استفادہ
 کرتے (۳)۔

اس غزوہ کی اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ سے دور دراز کے علاقوں تک جادہ پیمائی اور خشک و ہولناک صحراؤں سے عبور کرنے
 میں مسلمانوں کی طاقت کا مظاہرہ ہوا اور دوسری طرف اسلام مشرقی روم کی سرحدوں تک نفوذ کر گیا اور یہ فوجی تحریک رومیوں کی
 تحقیر کا موجب بنی۔ مسعودی کی تحریر کے مطابق، تاریخ اسلام میں روم جیسی بڑی طاقت کی گماشتہ حکومت کے ساتھ فوجی مقابلہ
 کرنے کے لئے یہ پہلا قدم تھا۔ (۴)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

غزوة خَنْدَق (أَحْزَاب)

تقریباً ۲۳ شوال ۵ھ ق (۵) بمطابق ۱۹ مارچ ۶۲۶ء

غزوة خندق کے اسباب

بنی نضیر کے یہودی جنہوں نے بغض و کینہ اور انتقامی جذبات کے ساتھ مدینہ چھوڑا تھا

خاموشی سے نہیں بیٹھے جب یہ لوگ خیر پہنچے تو ان کے سردار حُی بن اَخطَب اور کثانہ بن اَبی الحُقیق، اَبو عامر فاسق اور ایک جماعت کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے قریش اور ان کے تابعین کو رسول خدا ﷺ سے جنگ کی دعوت دی، انہوں نے قریش سے کہا کہ "محمد ﷺ کی طرف سے بہت بڑا خطرہ ہمارے انتظار میں ہے اگر فوراً پسپا کر دینے والا لشکر تیار نہ کیا گیا تو محمد ﷺ ہر جگہ اور ہر شخص پر غالب آجائیں گے۔"

ایک طرف بدر موعده میں قریش کی شکست و سرنگونی، جنگ کی دھمکی دینے کے باوجود لشکر اسلام کے خوف سے حاضر نہ ہونا اور لشکر اسلام کی پے در پے کامیابی نے قریش کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی جنگی طاقت کے پیش نظر اسلامی تحریک کو کچلنے کے لیے کوئی بنیادی اقدام کرنا چاہیے۔ اسی وجہ سے قریش خود اس فکر میں تھے کہ ایک عظیم لشکر تیار کریں اور اب بہترین موقع آن پہنچا تھا۔ اس لئے کہ یہودیوں نے اعلان کیا کہ ہم تمہارے ساتھ رہیں گے یہاں تک کہ محمد ﷺ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں لہذا وہ قریش کے سرداروں کے ساتھ کعبہ میں گئے اور وہاں انہوں نے قسم کھائی کہ ایک دوسرے کو بے سہارا نہیں چھوڑیں گے اور پیغمبر ﷺ سے مقابلے کے لئے آخری فرد تک ایک دل اور ایک زبان ہو کر ڈٹے رہیں گے۔ (۶) قریش نے یہودیوں کے سربرآوردہ افراد سے پوچھا کہ تم قدیم کتاب کے جاننے والے اور عالم دین ہو تم فیصلہ کرو کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد ﷺ کا؟ یہودیوں کے چالاک و دھوکہ باز سرداروں نے جواب دیا کہ تمہارا دین بہتر ہے اور تم حق پر ہو۔

یہ یہودی توحید پر ایمان کے باوجود ایسی بات کہہ کر سخت گناہ کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے اپنی سیاہ تاریخ میں ننگ و عار والے ایک بڑے دھبے کا اضافہ کیا۔ ایک یہودی

مصنف ڈاکٹر اسرائیل اپنی کتاب "تاریخ یہودیان عربستان" میں لکھتا ہے کہ "ہرگز یہ بات مناسب نہیں تھی کہ یہودی ایسی خطا کے مرتکب ہوتے اگرچہ قریش ان کی خواہش کو رد کر دیتے، اس کے علاوہ ہرگز یہ بات صحیح نہیں تھی کہ ملت یہود، بت پرستوں کے پاس پناہ لیتی اس لئے کہ یہ روش تورات کی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔" (۷)

قرآن اس اتحاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جن کو کتاب سے کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ کس طرح بتوں اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں اور کافرین و مشرکین سے کہتے ہیں کہ تمہارا راستہ مومنین کی بہ نسبت حقیقت سے زیادہ نزدیک ہے" (۸)۔

جب مشرکین نے یہودی سرداروں سے مدد کا وعدہ اور روانگی کی تاریخ معین کی تو یہودیوں نے بھی ان سے وعدہ کیا کہ بنی قریظہ کے یہودیوں کو جو اس وقت ساکن مدینہ تھے، مدد کے لئے بلائیں گے۔ قریش کو پیمان شکنی اور جنگ پر آمادہ کرنے کے بعد یہودی وفد قبیلہ غطفان کی طرف روانہ ہوا، قبیلہ غطفان کے افراد نے ان کی ہمراہی کے علاوہ اپنے ہم عہد قبیلہ بنی اسد کو مدد کی دعوت دی اور قریش نے اپنے حلیف قبیلہ بنی سلیم کو مدد کیلئے بلایا (۹)۔

یہودیوں کی شہ پر اسلام کے خلاف ایک بہت بڑا محاذ تیار ہو گیا، جس میں مشرکین، مستکبرین، منافقین، یہود، مدینہ سے فرار کرنے والے، قریش کے مختلف قبائل، بنی سلیم، بنی غطفان، بنی اسد اور دیگر صحرا بے قبائل شامل تھے اور سب نے مل کر اسلام کے خلاف جنگ کی ٹھانی ہوئی تھی تاکہ نور خدا کو خاموش کر دیں۔ جنگی اخراجات اور اسلحہ کی فراہمی یہود کی طرف سے انجام پائی۔

لشکر احزاب کی مدینہ کی طرف روانگی

مختلف قبیلوں اور گروہوں کی طرف سے اس جنگی معاہدے کے نتیجے میں اکٹھے ہونے والے افراد کی مجموعی تعداد دس ۱۰ ہزار سے زیادہ (۱۰) اور لشکر کی کمان ابوسفیان کے ہاتھوں میں تھی۔ لشکر احزاب کے جنگجو افراد اسلحہ سے لیس روانگی کیلئے تیار تھے۔ اس زمانہ میں جنگی ایمونیشن اور ساز و سامان سے لیس اتنا بڑا لشکر سرزمین حجاز نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

ماہ شوال ۵ ہجری میں ابوسفیان نے احزاب کے سپاہیوں کو تین الگ الگ دستوں میں یثرب کی جانب روانہ کیا۔

لشکر کی روانگی سے متعلق رسول خدا ﷺ کا آگاہ ہونا

جب یہ لشکر مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا تو قبیلہ خزاعہ کے چند سوار نہایت سرعت کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس پہنچے اور سپاہ احزاب کی روانگی کی خبر دی۔

رسول ﷺ خدا نے لشکر کی جمع آوری اور آمادہ باش کے اعلان کے ساتھ جنگی ٹیکنیک اور دفاعی طریقہ کار کی تعیین کے لئے اصحاب سے مشورہ فرمایا اور مشاورتی کونسل میں یہ بات پیش ہوئی کہ مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کی جائے یا مدینہ کے اندر موجود رہیں اور شہر کو ایک طرح سے قلعہ بنا دیں؟ سلمان فارسی نے کہا "اے اللہ کے رسول ﷺ جب ہم ایران میں تھے تو اس وقت اگر دشمن کے شہ سواروں کے حملے کا خطرہ ہوتا تھا تو شہر کے چاروں طرف خندق کھود دیتے تھے" دفاع کے لئے منعقدہ مجلس مشاورت نے سلمان کی رائے کو مان لیا اور رسول خدا ﷺ نے سلمان کے نقشہ کے مطابق خندق کھودنے کا حکم دیا۔ (۱۱)

اس زمانہ میں مدینہ، تین طرف سے طبعی رکاوٹوں جیسے پہاڑوں، نخلستان کے جھنڈ اور

نزدیک نزدیک بنے ہوئے گھروں میں گھرا ہوا تھا صرف ایک طرف سے کھلا اور قابل نفوذ تھا۔ رسول خدا ﷺ نے ہر دس ۱۰ آدمیوں کو چالیس زراع کے ایک قطعہ ارض کو کھودنے پر مامور کیا۔ جزیرۃ العرب کی گرم اور جھلسا دینے والی ہوا کے برخلاف مدینہ سردیوں میں صحرا کی طرح سرد اور تکلیف دہ تھا، جن دنوں خندق کی کھدائی ہو رہی تھی تین ہزار مسلمان صبح سویرے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے جاڑے کی سخت سردی میں لبوں پر، پُر شور نعرہ اور دلوں میں صرارت ایمانی کے جوش و ولولہ کے ساتھ کام میں مشغول ہوتے اور غروب آفتاب تک کام کرتے رہتے رسول خدا ﷺ بھی تمام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ کام میں مشغول تھے۔ پھاؤڑے چلاتے، مٹی کو زینیل میں ڈال کر کاندھوں پر رکھ کر باہر لاتے تھے۔ سلمان نہایت تیزی سے چند آدمیوں کے برابر کام کر رہے تھے۔ مہاجر و انصار ہر ایک نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہیں، لیکن رسول خدا ﷺ نے فرمایا "سلمان ہم اہل بیت (ع) میں سے ہیں" (۱۲)۔

بجلی کی چمک میں آنحضرت ﷺ نے کیا دیکھا؟

خندق کھودتے کھودتے سلمان کے سامنے ایک بہت بڑا سفید پتھر آگیا۔ انہوں نے اور دوسرے افراد نے کافی کوشش کی مگر پتھر اپنی جگہ سے ہلاتا نہیں۔ رسول خدا ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور ہتھوڑے سے پتھر پر ایک ضرب لگائی، اس ضرب کی وجہ سے ایک بجلی چمکی اور پتھر کا ایک حصہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے صدائے تکبیر بلند کی، جب دوسری اور تیسری بار آپ ﷺ نے ضرب لگائی تو ہر ضرب سے بجلی چمکی اور پتھر کے ٹکڑے

ہونے لگے، رسول خدا ﷺ ہر بار صدائے تکبیر بلند کرتے رہے، جناب سلمان نے سوال کیا کہ آپ ﷺ بجلی چمکتے وقت تکبیر کیوں کہتے تھے؟

رسول خدا ﷺ نے فرمایا "جب پہلی بار بجلی چمکی تو میں نے یمن اور صنعاء کے محل کھلتے دیکھے، دوسری مرتبہ بجلی کے چمکنے میں شام و مغرب کے سرخ محلوں کو فتح ہوتے دیکھا، اور جب تیسری بار بجلی چمکی تو میں نے کسری کے محلات کو دیکھا کہ جو میری امت کے ہاتھوں مسخر ہو جائیں گے"۔ (۱۳)

مومنین رسول خدا ﷺ کی بشارت سے خوش ہو گئے اور "بشارت، بشارت" کی آواز بلند کرنے لگے۔ لیکن منافقین نے مذاق اڑایا اور کہا کہ "حالت یہ ہے کہ دشمن ہر طرف سے ٹوٹ پڑ رہے ہیں اور اتنی جرأت نہیں ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے باہر نکل سکیں اور محمد ﷺ ایران و روم کے محلوں کی فتح کی گفتگو کر رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ باتیں فریب سے زیادہ نہیں ہیں (معاذ اللہ) قرآن منافقین کے بارے میں کہتا ہے "منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری (نفاق) ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدے جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کر رہے ہیں یہ دھوکے سے زیادہ نہیں ہیں" (۱۴)۔

منافقین خندق کھودنے میں مسلمانوں کی مدد کر رہے تھے مگر ان کی کوشش تھی کہ کسی بہانے سے اپنے کانڈھوں کو اس بوجھ سے خالی کریں اس طرح وہ اپنے نفاق کو آشکار کر رہے تھے۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

خندق کی کھدائی تمام ہوئی جس کی لمبائی ۱۲۰۰۰ زراع تقریباً ۵/۳ کلومیٹر، گہرائی ۵ ہاتھ اور اس کی چوڑائی اتنی تھی کہ ایک سوار گھوڑے کو جست دیگر پار نہیں کر سکتا تھا۔ آخر میں خندق کے نیچ میں کچھ دروازے بنا دیئے اور ہر دروازے کی نگہبانی کے لئے ایک قبیلہ

معین کر دیا گیا اور زبیر بن عوام کو دروازوں کے محافظین کی سربراہی پر معین کیا گیا (۱۵)۔
مسلمانوں نے خندق کے پیچھے اپنے لئے مورچے بنائے اور شہر کے دفاع کے لئے تیر انداز مکمل آمادگی کے ساتھ موجود تھے۔

مدینہ لشکر کفار کے محاصرے میں

کفر کا حملہ آور لشکر ابوسفیان کی سرکردگی میں خندق کھد جانے کے چھ دن بعد سیلاب کی طرح مدینہ پہنچ گیا۔ انہوں نے شہر کے چاروں طرف اور اپنے آگے ایک بڑی خندق دکھی اور مسلمانوں کی اس دفاعی حکمت عملی پر حیران رہ گئے۔ جنگی دیدہ وروں نے کہا "یہ فوجی حربہ محمد ﷺ نے ایرانیوں سے سیکھا ہے اس لئے کہ عرب اس ڈھنگ سے واقف نہیں۔" کفار نے مجبوراً اپنے خیمے خندق کے سامنے لگائے۔ دشمن کے لشکر کے خیموں سے سارا بیابان سیاہ ہو گیا۔ لشکر اسلام نے بھی خندق کے اس طرف خیمے لگائے اور دشمن سے مقابلے اور اس کے حملے سے بچنے کے لئے تیار ہو گئے۔

بنی قریظہ کی عہد شکنی

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

لشکر احزاب اور اس کے سپہ سالار ابوسفیان کے دماغ پر مسلمانوں پر برق رفتاری سے کامیابی حاصل کرنے کا بھوت سوار تھا، خندق جیسی بڑی رکاوٹ کے سامنے آجانے سے اب راستے کی تلاش میں لگ گئے تاکہ لشکر کو خندق کے پار پہنچا سکیں۔
مدینہ سے شہر بدر کیئے جانے والے یہودی قبیلے بنی نضیر کا سردار حنی بن اخطب جنگ کی آگ بھڑکانے کا اصلی ذمہ دار تھا۔ وہ خندق کی موجودگی کیوجہ سے سپاہ احزاب کے حملے کو

ناکام ہوتے ہوئے دیکھ کر سب سے زیادہ خوف زدہ تھا، وہ کوشش کر رہا تھا کہ جلد سے جلد احزاب کی کامیابی کا کوئی راستہ مل جائے۔ اس نے مدینہ کے اندر سے محاذ کھولنے کا ارادہ کیا۔ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بنی قریظہ کے یہودی جو مدینہ میں مقیم تھے، بہترین وسیلہ تھے۔ اس نے رئیس قبیلہ سے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا، قلعہ بنی قریظہ کی طرف گیا اور قلعہ کے بند دروازوں کے پیچھے سے گفتگو کی، قبیلہ بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے جواب دیا کہ ہم نے محمد ﷺ سے عہد و پیمانہ کیا ہے اور ہم یہ معاہدہ نہیں توڑ سکتے اس لئے کہ سوائے سچائی اور وفاداری کے ان سے ہم نے اور کچھ نہیں دیکھا ہے۔

حی، کعب کو بھڑکانے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے اپنے لئے قلعہ کا دروازہ کھلوا لیا۔ قلعہ میں داخل ہوا اور بنی قریظہ کے بزرگ افراد کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ رسول خدا ﷺ سے کئے ہوئے اپنے عہد و پیمانہ کو توڑیں اور اپنی فوجیں نیز دوسرا سامان حملہ آوروں کو دیدیں۔

رسول خدا ﷺ کو جب بنی قریظہ کے یہودیوں کی پیمان شکنی کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے قبیلہ اوس و خزرج کے دو بزرگ افراد سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو مزید تحقیقات کے لئے قلعہ بنی قریظہ روانہ کیا۔ وہ لوگ اس بات پر مامور تھے کہ اگر یہ خبر صحیح ہو تو خفیہ طور پر اس کی اطلاع رسول خدا ﷺ کو دیں۔ انہوں نے واپسی پر خفیہ کوڈ "عَصَل" و "قارہ" کے الفاظ کے ساتھ یہودیوں کی

پیمان شکنی کی خبر آنحضرت ﷺ کو دی۔ [Presented by: https://jafrilibrary.com/](https://jafrilibrary.com/) (۶)

رسول خدا ﷺ نے مسلمانوں کے ولولے کو باقی رکھنے کے لئے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا اے مسلمانو میں تمہیں کامیابی کی

بشارت دیتا ہوں۔ (۱۷)

خطرناک صورتحال

اسلامی تحریک ایک حساس موڑ پر تھی ایک طرف اسلحہ سے لیس دشمن کا دس ہزار افراد پر مشتمل لشکر شہر کے سامنے خیمہ زن تھا اور ہر لمحہ اس بات کا امکان تھا کہ خندق کو پار کر کے شہر میں کشت و خون کا بازار گرم نہ کر دے۔ اور دوسری طرف قبیلہ بنی قریظہ کے خائن یہودی پیمان شکنی کر کے مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپنے کے لئے آمادہ تھے نہتے مسلمانوں بچوں اور عورتوں پر یہودیوں کے حملے کا خطرہ، کفار کے لشکر کا خندق عبور کرنے کے خطرہ سے زیادہ خطرناک تھا۔

اس ہنگامے میں منافقین، شیطانی قہقہوں، طعنوں اور اشارے و کنائے سے مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی، لوگوں کو دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دینے کی تشویق، اپنے گھروں کے دفاع کا سامان نہ ہونے کا بہانہ بنا کر فرار کا قصد اور اپنی دفاع جگہوں کو چھوڑ دینے کا ارادہ کر رہے تھے۔ قرآن اس سلسلہ میں کہتا ہے کہ:

"جب ایک گروہ (منافقین اور سیاہ قلب افراد) نے کہا کہ اے یثرب کے لوگو اب سرزمین یثرب تمہارے رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ لذا پلٹ جاؤ اور ان میں سے ایک گروہ رسول خدا ﷺ سے اجازت مانگ رہا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے گھر کھلے ہوئے ہیں، دفاع کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ان کا ارادہ و مقصد فرار کے سوا اور کچھ نہیں" (۱۸)

لیکن خدا اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والے جان بدار نہ صرف ایسے طوفانوں سے لمزوں نہیں ہوتے بلکہ اور زیادہ مستحکم ہو گئے۔ قرآن ان کے بارے میں کہتا ہے:

"جب مسلمانوں نے احزاب کے لشکر کو دیکھا تو کہا کہ یہ وہی ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا ہے اور اس واقعہ نے ان کے ایمان و تسلیم کو بڑھانے کے علاوہ اور

کچھ نہیں کیا" (۱۹)

اس حساس موقع پر رسول خدا ﷺ مسلسل اپنی شعلہ بار تقریروں سے اسلام کے جاں بازوں کے حوصلے بڑھاتے رہے، ان کے فرائض یاد دلاتے رہے اور فرماتے "اگر تم صبر سے کام لو گے اور خدا پر بھروسہ کرو گے تو کامیاب رہو گے۔" اور ان لوگوں کو خدا اور اس کے پیغمبر ﷺ کی فرماں برداری کی طرف توجہ دلاتے رہے۔

ایسی حالت میں جاں بازان اسلام اپنے محاذ کی نگہبانی اور تحفظ کے ساتھ ساتھ خندق کے اس طرف بنی قریظہ کے شب خون مارنے کے خطرے کو ناکام بنانے کے لئے ۵۰۰ جاں بازوں کا ایک گشتی دستہ لیکر پوری تیاری کے ساتھ گشت لگاتے رہے اور راتوں کو اپنے نعرہ تکبیر کی بلند آوازوں سے دشمن کے دلوں میں خوف و ہراس ڈالتے رہے۔ اس طرح غفلت کے عالم میں دشمن کو حملے کرنے کا موقع نہیں مل سکا اور مدینہ پر حملے کا خطرہ ٹل گیا۔

ایمان و کفر کا آمناسامنا

خندق کے دوسری طرف لشکر احزاب بہت دونوں تک یوں ہی پڑا رہا لیکن نہ پیادوں میں سے کوئی خندق عبور کر سکا اور نہ سواروں میں سے۔ آخر کار لشکر شرک میں سے پانچ آدمیوں عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابی جہل، ہبیرہ بن ابی وہب، نوفل بن عبد اللہ، ضرار بن خطاب جنگی لباس پہننے کے بعد غرور و تکبر کے ساتھ اتحادیوں کی لشکر گاہ سے باہر آکر ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "آج پتہ چل جائے گا کہ حقیقی بہادر کون ہے؟"

اس کے بعد انہوں نے ایڑ لگا کر گھوڑوں کو اس حصہ کی طرف سے اڑایا جو خندق کا کم چوڑا حصہ تھا۔ جانبازوں کا دفاع ان کو نہ روک سکا عمرو بن عبدود نے بلند آواز سے

مبارز طلبی کی اور مذاق اڑانے والے لہجہ میں بولا "اے بہشت کے دعویٰ دارو کہاں ہو؟ کیا کوئی ہے کہ جسے میں بہشت روانہ کروں یا وہ مجھے جہنم بھیج دے؟" وہ اپنی بات کا تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے کہا "میں نے اتنی آوازیں دی کہ میں تھک گیا اور میری آواز بیٹھ گئی ہے"

اس موقع پر پیغمبر اکرم ﷺ نے مسلمانوں کی طرف رخ کیا اور فرمایا کیا کوئی ہے جو اس کے شر کو ہمارے سروں سے دور کرے؟" حضرت علی (ع) نے آمادگی کا اعلان کیا۔ رسول خدا ﷺ نے ان کو اجازت نہیں دی اور اپنی بات پھر دہرائی، مجاہدین اسلام کے درمیان سکوت کی حکمرانی تھی کسی میں بھی قریش کے بڑے پہلوان سے مقابلہ کی جرات نہ تھی۔ تیسری بار آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا اور اس موقع پر بھی حضرت علی (ع) ہی تھے جنہوں نے آمادگی کا اعلان کیا۔

نتیجہ میں پیغمبر اکرم ﷺ نے حضرت علی (ع) کو اجازت دیدی اور اپنا عمامہ ان کے سر پر رکھا، اپنی تلوار ان کو عطا کی۔ جب علی (ع) قریش کے اس بہادر سے لڑنے کے لئے چلے تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا "اب کل ایمان کل شرک کے مقابل ہے" (۲۰) اس زمانہ کے آئین رزم کے مطابق اسلام و شرک کے دونوں بہادروں نے رجز خوانی کی اور اس کے بعد تلوار نیام سے باہر نکال کر حملہ آور ہو گئے۔ جنگ کے وقت میدان میں اتنی گرد اڑ رہی تھی کہ دونوں میں سے کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا یہاں تک کہ علی (ع) کے نعرہ تکبیر کی آواز گونجی، پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم علی (ع) نے اس کو قتل کر دیا۔

یہ واقعہ اس قدر برق آسا اور حیرت انگیز تھا کہ عمرو کے ساتھ اس کے قتل کو دیکھنے کے بعد فوراً فرار کر گئے۔ نوفل بن عبد اللہ خندق پار کرنے کے لئے کودتے وقت اس میں

گر گیا اور جان بازان اسلام نے اس پر سنگ باری کر دی، وہ چلّانے لگا کہ عرب کا قتل جواں مردی کے ساتھ ہوتا ہے۔ علی علیہ السلام نہایت سرعت سے خندق میں کود پڑے اور اس کو بھی قتل کر ڈالا۔^(۲۱)

خندق کے دن حضرت علی (ع) کی ضربت آئین اسلام کے استقرار کا سبب بنی اس لئے کہ اگر حضرت علی (ع)، عمرو بن عبدود کو قتل نہ کر دیتے تو لشکر احزاب کی مسلمانوں کے سلسلہ میں جرات بڑھ جاتی اور ان میں سے دوسرے افراد بھی خندق کو پار کر کے حیات اسلام کا خاتمہ کر دیتے۔

رسول خدا ﷺ نے اس ضربت کی فضیلت میں فرمایا۔ "روز خندق علی (ع) کی ضربت تمام جن و انس کی عبادت سے افضل ہے" ^(۲۲)

اس کے دوسرے دن خالد بن ولید نے شکست کے جبران کے لئے خندق کے کم چوڑے حصہ کی طرف سے اپنے شہ سواروں کے دستہ کو خندق سے عبور کرانا چاہا لیکن مجاہدین اسلام کے مردانہ و اردفاع نے، جو غروب تک جاری رہا، دشمن کے ہر طرح کے ابتکار عمل کی قوت کو سلب کر لیا۔

سوالات:

- ۱۔ غزوہ دومۃ الجندل کی اہمیت کس چیز میں ہے؟
- ۲۔ جنگ احزاب کے اصلی محرک کون لوگ ہیں؟
- ۳۔ خندق کھودنے کی تجویز کس نے پیش کی؟
- ۴۔ بنی قریظہ کے یہودیوں نے کیوں پیمان شکنی کی؟
- ۵۔ جنگ خندق میں ضربت علی (ع) کی اہمیت کس وجہ سے ہے؟

حوالہ جات

۱۔ اس غزوہ کی تاریخ میں اختلاف ہے، ابن ہشام اس کو جمادی الاولیٰ ۳ھ کے واقعات میں ذکر کرتے ہیں لیکن واقدی اور مسعودی نے اسے محرم ۵ھ کے واقعات میں ذکر کیا ہے۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۱۳۔ تاریخ طبری ج ۲، ص ۵۵۵۔ مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۹۵۔ التنبیہ و الاشراف مسعودی ملاحظہ ہو۔

۲۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۱۳۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۵۵/۵۵۴۔

۳۔ مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۰۲ تا ۳۰۳۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۶۲۔

۳۔ التنبیہ و الاشراف ص ۲۱۵۔

۵۔ لیکن غزوہ احزاب کی صحیح تاریخ مورخین نے بیان نہیں کی ہے اور کہا ہے کہ شوال یا ذی قعدہ ۵ ہجری ہے۔ مذکورہ بالا فرض کی بنا سپاہ احزاب کے ذریعہ مدینہ کا محاصرہ ۲۳ شوال ۵ ہجری ہوگا۔

۶۔ اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ ایک مہینے تک مدینہ پر لشکر احزاب کا محاصرہ تھا۔ اور پھر مورخین کی اکثریت نے لکھا ہے کہ دشمن کے فرار کے بعد بلافاصلہ اسلامی سپاہیوں نے اسی دن بنی قریظہ کے لشکر اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا جس کی تاریخ ۲۳ ذی قعدہ بیان کی گئی ہے لیکن غزوہ احزاب کی دقیق تاریخ مورخین نے بیان نہیں کی بلکہ لکھا ہے کہ ۵ھ ق میں ماہ شوال یا ذی القعدہ میں یہ غزوہ پیش آیا لیکن اگر بنی قریظہ کے قلعہ کی تاریخ کو دقیق فرض کریں تو پھر دشمن نے مدینہ کا محاصرہ ۲۳ شوال ۵ھ ق کو کیا۔

۴۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۶۶۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۶۵۔

۸۔ حیات محمد ﷺ، ڈاکٹر ہیکل ص ۲۹۷۔

۹۔ ﴿لَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ

الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا﴾ (نساء/ ۵۱)۔

۱۰۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۶۶۔

۱۱۔ التنبیہ و الاشراف میں مسعودی کی نقل کے مطابق حملہ آواروں کی تعداد چوبیس ہزار تھی۔

۱۲۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۳۳۳۔

۱۳۔ سیرة حلبیہ ج ۲ ص ۳۱۳۔ "سلمانُ منا اہل البیت"۔

۱۴۔ سیرة حلبیہ ج ۲ ص ۳۱۳۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۶۹۔ تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۳۱، ۱۳۲ تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ۔

۱۵۔ ﴿وَ اذ یقولُ المنافقونَ و الذین فی قلوبہم مرضٌ ما وعدنا اللہ و رسولہ الا عذوراً﴾ (احزاب ۱۲) تاریخ طبری ج ۲

ص ۵۴۰۔

۱۶۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۵۰۔

۱۸۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۳۵۹/۳۵۳ سے تلخیص کیساتھ۔ عَضَل و قازہ دو قبیلوں کے نام ہیں۔ یہ وہ قبیلے ہیں جنہوں نے

اصحابِ رجب والے واقعے میں بے وفائی کی، اپنا پیمانہ توڑ ڈالا اور مسلمانوں کو شہید کیا ان کلمات کے استعمال کا مطلب یہ تھا کہ بنی قریظہ نے بھی ان دو قبیلوں کی مانند پیمانہ شکنی کی ہے۔

۱۸۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۳۵۹۔

۱۹۔ ﴿وَ اذ قالت طائفةٌ منہم یا اہل یترب لا مقامَ لکم فارجعوا و یستاذن فریقٌ منہم البئی یقولون ان بیو تناعورہ

وَ مَا هِیَ بَعورہ: ان یریدون الا فراراً﴾ (احزاب ۱۳)۔ Presented by: <https://jafrillibrary.com>

۲۰۔ ﴿وَ لما را المؤمنونَ الا حزابَ قالوا هذا ما وعدنا اللہ و رسولہ و صدقَ اللہ و ما زادہم الا ایماناً و

تسليماً﴾ (احزاب ۲۲)۔

۲۱۔ برز الایمان کلمہ، الی الشکر کلمہ۔

۲۲۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۳۴۰۔ ارشاد شیخ مفید ص ۵۳۔

۲۳۔ ضربہ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین۔ دلائل الصدق ج ۲ ص ۱۴۵، مستدرک ج ۳ ص ۳۲۔

چھٹا سبق

دشمن کی صفوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش

بنی قریظہ و مشرکین کے درمیان پھوٹ

دشمن کی صفوں میں لشکر اسلام کا سپاہی

شہداء اسلام اور کشتگان کفر

لشکر احزاب کی شکست کے اسباب

جنگ احزاب کے نتائج

غزوہ بنی قریظہ

ایک خیانت کار مسلمان اور اسکی توبہ کی قبولیت

بنی قریظہ کا اپنے آپ کو رسول خدا ﷺ کے حوالے کرنا

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

سعد ابن معاذ کا فیصلہ

سعد کے فیصلے کی دلیلیں

پیمان شکنی کا انجام

اساری اور مال غنیمت

سوالات

حوالہ جات

دشمن کی صفوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش

ایک طرف دشمن کے حوصلے بہت زیادہ کمزور ہو چکے تھے اور دوسری طرف مسلمان بھی بہت زیادہ دباؤ محسوس کر رہے تھے۔ ایسے حالات میں رسول خدا ﷺ نے کوشش کی کہ دشمن کی صفوں میں اختلاف پیدا ہو جائے اور احزاب کے فوجی اتحاد کا شیرازہ بکھر جائے، اس غرض سے آپ نے قبائل غطفان کے سربرآوردہ افراد کے پاس پیغام بھیجا کہ "کیا تم لوگ اس کام کے لئے تیار ہو کہ مدینہ کی کھجوروں کا تیسرا حصہ تم کو دیدوں اور تم اپنے خاندان کی طرف پلٹ جاؤ اور دوسرے قبیلوں میں بھی اس بات کی تبلیغ کرو کہ وہ جنگ سے دست بردار ہو جائیں؟" ان لوگوں نے مصالحت کے لئے نصف کا مطالبہ کیا اور پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس مذاکرے کے لئے حاضر ہو گئے۔ رسول خدا ﷺ نے کاغذ، قلم اور دوات لانے کا حکم دیا تاکہ ایک ٹلٹ کی قرارداد لکھی جائے۔ اس وقت مدینہ کے سربرآوردہ افراد سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ آ گئے، انہوں نے کہا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ یہ حکم خدا کی طرف سے ہوا آپ ﷺ کا ذاتی نظریہ ہو، ہم اس کے فرمانبردار ہیں لیکن اگر آپ ﷺ ہمارا نظریہ جاننا چاہتے ہیں تو ہم ان کو باج (ٹیکس) نہیں دیں گے۔ جاہلیت کے زمانہ میں جب ہم مشرک تھے تو اس وقت خریدنے یا مہمان بننے کے علاوہ ہمارا خرما ان تک نہیں پہنچتا تھا، اب جب ہم اسلام سے سرفراز ہیں تو کیا ان کو ٹیکس ادا کریں؟ ہمارے اور ان کے درمیان تلوار کو فیصلہ کرنا

عَظْفَان کے قبیلے کے سربرآوردہ افراد جب خالی ہاتھ واپس جا رہے تھے اس وقت آپس میں باتیں کرتے جا رہے تھے کہ "ان لوگوں نے جنگ جاری رکھنے کے علاوہ اور کوئی راستہ ہی اختیار نہیں کیا اور آخری فرد تک اپنے ہدف کے دفاع کے لئے تیار ہیں ایک ہم ہیں کہ سخت سردی اور خشک بیابان میں اپنے اونٹ اور گھوڑوں کو فنا کر رہے ہیں۔"

بنی قریظہ اور مشرکین کے درمیان بھوٹ

رسول خدا ﷺ مشرکین کے قبائل کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو آپ ﷺ کے ساتھ جنگ لڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور ساتھ ہی یہ کوشش بھی کر رہے تھے کہ بنی قریظہ کے یہودیوں کے مشرکین سے تعلقات بگڑ جائیں اور انہیں ایک دوسرے سے بدظن کر کے ان کے فوجی اتحاد میں تزلزل پیدا کر دیں۔ اسی وقت ایک مناسب موقعہ بھی ہاتھ آگیا۔ دشمن کے محاذ کا ایک آدمی جس کا نام نعیم بن مسعود تھا مسلمان ہو گیا۔ وہ ایک طرف تو بنی قریظہ کے یہودیوں سے اچھے تعلقات رکھتا تھا اور دوسری طرف مشرکین کے لئے مکمل طور پر قابل اطمینان تھا۔ وہ جس کے دل میں نور ایمان جگمگا رہا تھا، رات کے اندھیرے میں اپنے خیمے سے باہر نکلا اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خیمے میں پہنچ گیا۔ اور عرض کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ لیکن میرے قبیلے والے میرے مسلمان ہونے سے بے خبر ہیں آپ جو حکم فرمائیں میں اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں، رسول خدا ﷺ نے اس سے فرمایا "جہاں تک ہو سکے جنگ میں دشمن کے ارادہ کو کمزور بنا دو" ان کو پراگندہ کر دو اس لئے کہ جنگ ایک فریب ہے۔"

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

نعیم بن مسعود محلہ بنی قریظہ میں پہنچا پہلے یہ ان لوگوں کا ندیم رہ چکا تھا اس نے بنی قریظہ کو مخاطب کر کے کہا "اے بنی قریظہ تم اپنے ساتھ میری دوستی اور یکرنگی سے واقف ہو۔" ان لوگوں نے کہا "ہم بھی اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں اور تمہارے بارے میں بدگمان نہیں ہیں۔"

نعیم نے کہا کہ "جو بات میں کہنے جا رہا ہوں اس کی شرط یہ ہے کہ تم میرے راز کو چھپا کر رکھو گے، اور وہ یہ کہ جنگ دشوار ہے، اور قریش و غطفان جنگ میں سست پڑ رہے ہیں۔ عمرو بن عبدود ان کا پہلوان مارا گیا اور قبیلہ غطفان کے لوگ محمد ﷺ سے خفیہ طور پر یہ ساز باز کر رہے ہیں کہ وہ مدینہ کے خرما کا آدھا محصول لے لیں اور اپنی راہ لیں، ایسی صورت میں اگر قریش و غطفان کو موقع ملا تو ممکن ہے فتیاب ہو جائیں اور اگر ہار گئے تو اپنا بوریہ بستر لے کر اپنے وطن چلے جائیں گے، جبکہ تم ایسا کام نہیں کر سکتے، تمہارے بال بچے، گھربار، کھیتی باڑی اور تمہارے نخلستان یہاں ہیں، قریش و غطفان کی شکست کی صورت میں محمد ﷺ تم سب کا محاصرہ کر لیں گے۔ اور تمہاری امانتیں تمہیں نہیں دیں گے لہذا تم قریش و غطفان کو ساتھ لے کر جنگ نہ کرو مگر یہ کہ ان کے سربر آوردہ افراد کو یرغمال بنا کر اپنے پاس رکھ لو اور اس طرح ان کو، محمد ﷺ کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرنے کا موقع نہ دو تاکہ وہ تمہیں سہارا چھوڑ کر اپنے کام میں نہ لگ جائیں۔"

بنی قریظہ کے یہودیوں نے کہا کہ "تم بہت پر خلوص مشورہ دے رہے ہو، ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں اور تمہارے نظریے کو عملی جامہ پہنائیں گے۔"

نعیم وہاں سے ابوسفیان اور قریش و غطفان کے دوسرے سربر آوردہ افراد کے پاس آیا اور کہا "ایک بات مینے سنی ہے جو ازراہ خیر خواہی تمہیں بتانا چاہتا ہوں لیکن شرط یہ

ہے کہ اس راز کو چھپا کر رکھنا۔"

ان لوگوں نے کہا: "بہت خوب کیا کہنا چاہتے ہو۔"

نعیم نے کہا "بنی قریظہ، محمد ﷺ کے ساتھ اپنی پیمان شکنی پر پشیمان ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ جو بھول ان سے ہوئی ہے اس کا جبران کریں۔ انہوں نے محمد ﷺ کو پیغام بھیجا ہے کہ ہم قریش و غطفان کے ستر ۷۰ سرکردہ افراد کو پکڑ کر آپ ﷺ کے حوالے کر دیں گے تاکہ آپ ان کو قتل کر دیں اس کے بعد جنگ کے خاتمہ تک باقی افراد کو ختم کرنے کے لئے ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔"

محمد ﷺ نے یہ پیش کش قبول کر لی ہے تم لوگ اب ہوشیار رہنا اگر یہود تم سے ضمانت کے طور پر کچھ افراد مانگیں تو ایک آدمی بھی ان کے حوالے نہ کرنا۔

دوسری طرف سے احزاب کے سرکردہ افراد جو ٹھنڈی راتوں اور یثرب کے بے آب و گیاہ بیابان میں اپنی طاقتوں کو ضائع کر رہے تھے، بنی قریظہ کی طرف اپنے نمائندے بھیجے اور ان سے کہلوایا کہ:

"ہم تمہاری طرح اپنے گھر میں نہیں ہیں ہمارے چوپائے دانہ اور گھاس کی کمی کی بنا پر تلف ہونے جارہے ہیں، لہذا جنگ کے لئے نکلنے میں جلد سے جلد ہمارے ساتھ تعاون کا اعلان کرو تاکہ مل جل کر دینہ پر حملہ کر دیں اور اس جنگ سے چھٹکارا مل جائے۔"

یہودیوں نے جواب دیا "پہلی بات تو یہ ہے کہ آج ہفتہ ہے اور ہم اس دن کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم تمہارے ساتھ مل کر جنگ نہیں کریں گے لیکن ایک شرط پر اور وہ یہ کہ تم اپنے اہم افراد میں سے کسی کو ہمارے حوالہ کر دو تاکہ ہم اطمینان کے ساتھ محمد ﷺ کے ساتھ جنگ کریں اس لئے کہ ہمیں ڈر ہے کہ اگر تم جنگ سے عاجز

آجاؤ گے تو محمد ﷺ کے ساتھ ساز باز کر لو گے اور ہمیں سہارا چھوڑ دو گے، ہم تنہا ان سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتے اس طرح ہم کہیں کے نہیں رہیں۔

جب قریش اور غطفان کے نمائندے واپس آئے اور مذاکرات کے نتیجے سے آگاہ کیا تو ان لوگوں نے کہا "بخدا نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا" لہذا انہوں نے پھر سے پیغام بھیجا کہ ہم ایک آدمی کو بھی تمہارے حوالہ نہیں کریں گے اگر تم واقعی اہل نبرد ہو تو آؤ محمد ﷺ سے جنگ میں ہماری مدد کرو۔

بنی قریظہ نے بھی اس پیغام کو سننے کے بعد ان کے بارے میں شک کیا اور کہا کہ "نعیم سچ کہہ رہا تھا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں محمد ﷺ کے ساتھ الجھادیں اور اگر موقع مل جائے تو اس سے فائدہ حاصل کریں ورنہ ہمیں سہارا چھوڑ دیں اور اپنے شہر کی طرف واپس پلٹ جائیں، پھر ایسی صورت میں محمد ﷺ سے مقابلہ کی سکت ہم میں نہیں ہے۔" بنی قریظہ کے یہودیوں نے قریش اور غطفان کے سرداروں کو پھر سے پیغام دیا کہ جب تک ہمیں کچھ لوگ ضمانت کے طور پر نہ دو گے اس وقت تک ہم تمہارے ساتھ مل کر محمد ﷺ سے جنگ نہیں کریں گے۔

دشمن کے درمیان تفرقہ پھیل گیا، دل خوف ہراس سے لبریز ہو گئے، ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی میں مبتلا ہو گئے اور جنگ جاری رکھنے کے سلسلہ میں اختلاف ہو گیا۔ اور خدا نے اس طرح سے ان لوگوں کو ایک دوسرے کی مدد سے باز رکھا۔ جاڑے کی سردرات میں خدائی مدد لشکر توحید کو مل گئی اور خدا کے اذن سے بہت تیز ہوائیں چلیں اور دشمنوں کے خیموں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا آگ بجھادی ان کی دیگوں کو الٹ دی اور شدید گرد و غبار نے فضا کو تاریک بنا دیا۔^(۲)

دشمن کی صفوں میں لشکر اسلام کا سپاہی

مختلف احزاب کے سرداروں کے درمیان جو اختلاف ہو گیا تھا اس کی اطلاع ملنے کے بعد اسی سردی اور طوفان کے عالم میں رسول خدا ﷺ نے جناب حذیفہ بن یمان کو معین فرمایا کہ وہ دشمن کے درمیان جا کر ان کے حالات کی اطلاع حاصل کریں۔ جناب حذیفہ فرماتے ہیں: کہ میں نکلا اور رات کی تاریکی میں دشمن کے خیموں میں وارد ہوا وہاں میں نے دیکھا کہ شدید گردوغبار اڑ رہا ہے اور خدا کے لشکر یعنی "ہوا" نے نہ کوئی دیگ چھوڑی ہے اور نہ کوئی خیمہ باقی رکھا ہے اور نہ آگ جل رہی ہے۔ میں احزاب کے سربرآوردہ افراد کے درمیان پہنچا اور وہیں بیٹھ گیا۔ ابوسفیان کھڑا ہوا اور اس نے کہا "ہر آدمی اس بات سے ہوشیار رہے کہ اس کے پہلو میں جو بیٹھا ہے وہ کون ہے؟" حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً اس آدمی کا ہاتھ پکڑ لیا جو میرے پاس بیٹھا تھا اور میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا "میں معاویہ ابن ابی سفیان ہوں۔" جو آدمی میرے بائیں جانب بیٹھا تھا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا "میں عمرو بن عاص ہوں" پھر ابوسفیان نے کہا کہ "ہم اس سے زیادہ پائیداری کا مظاہرہ نہیں کر سکتے کہ اس شدید سردی میں یہاں ٹھہریں، ہماری سواریاں اور ہمارے گھوڑے کمزور ہو گئے اور ہمارے آدمی بیمار پڑ گئے۔"

دوسری طرف یہودیوں نے ہمارے لئے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ یہ طوفان ہماری آگ کو بجھا رہا ہے، ہمارے خیموں کو پارہ پارہ کر رہا ہے۔ اس بات کا خوف ہے کہ کہیں خود سپاہیوں میں داخلی جنگ نہ چھڑ جائے، اس بنا پر ہمیں اپنا اثاثہ باندھ کر مکہ پلٹ جانا چاہیے۔

ابھی سپیدہ سحری نمایاں نہیں ہوا تھا کہ دس ۱۰ ہزار کے لشکر نے نہایت ذلت کے ساتھ فرار کو ثابت قدمی پر ترجیح دی اور مکہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اس طرح خدا نے مسلمانوں کی قسمت میں نصرت اور دشمنوں کے نصیب میں بکھرنا اور شکست اٹھانا قرار دیا۔

۲۳/ ذی القعدہ بدھ کی صبح پیغمبر ﷺ اور لشکر اسلام کے سامنے کفار کی فوج میں سے کوئی بھی باقی نہ تھا۔ سب کے سب بھاگ چکے تھے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اجازت دیدی کہ مسلمان محاذ کو چھوڑ دیں اور شہر کی طرف لوٹ چلیں۔^(۳)

شہداء اسلام اور کشتگان کفر

اس جنگ اور تیراندازی کے نتیجہ میں لشکر اسلام کے چھ آدمی درجہ شہادت پر فائز ہوئے ان میں سے ایک سعد بن معاذ تھے جن کے ہاتھ کی نس کو ایک تیر نے کاٹ ڈالا تھا وہ بنی قریظہ والے واقعہ تک زندہ تھے لیکن چند روز بعد شہید ہو گئے۔ مشرکین میں سے تین افراد قتل ہوئے جن میں سے دو کی ہلاکت حضرت علی (ع) کے ہاتھوں ہوئی۔^(۴)

جنگ احزاب کے بارے میں سورہ احزاب ۹ سے ۲۵ نمبر تک کی آیتیں نازل ہوئیں۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

لشکر احزاب کی شکست کے اسباب

۱: لشکر اسلام کا خندق کھودنا۔

۲: احزاب کے بہادر اور شجاع پہلوان " عمرو بن عبدود " کا قتل جس نے کفار کے حوصلوں پر برا اثر ڈالا۔

۳: لشکر اسلام کی ثابت قدمی و پائیداری اور اپنے محاذ کی باقاعدہ نگہبانی اور شہر مدینہ کی

مکمل حفاظت۔

۳: محاصرہ کرنے والوں کے لشکر اور چوپایوں کے لئے آب و دانہ کی کمی۔

۵: موسم کا ناسازگار ہونا اور شدید سردی میں حملہ کرنا جو اہل مکہ کے لئے ناسازگار تھا۔

۶: دشمن کے جنگی اتحاد کے شیرازے کا منتشر ہو جانا جو لشکر اسلام کے سربراہ حضرت رسول خدا ﷺ کی فراست کا نتیجہ تھا۔

۷: غیبی امداد۔ قرآن اس سلسلہ میں کہتا ہے: "اے مومنو تم پر جو خدا کی نعمتیں تھیں تم انہیں یاد کرو، اس وقت جب تمہارے

ساتھ جنگ کے لئے لشکر آیا ہوا تھا، تو ہم نے ہوا اور اس لشکر کو بھیجا جس کو تم نہیں دیکھتے تھے اور تم جو کچھ کرتے ہو خدا اس سے

آگاہ ہے۔" (۵)

جنگ اعراب کے نتائج

جنگ اعراب کا خاتمہ، قریش کے لئے مصیبتوں کا آغاز تھا۔ اس لئے کہ ایک طرف تو قریش اور مشرکین میں مسلمانوں پر حملہ

کرنے کی طاقت نہیں رہی تھی اور اعراب کے درمیان ان کی حیثیت بہت گر گئی تھی اور دوسری طرف جزیرۃ العرب میں تحریک

اسلامی کی حالت روز بروز مستحکم و مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے بعد ابتکار عمل لشکر اسلام کے ہاتھوں میں تھا۔ رسول خدا

ﷺ نے فرمایا کہ "اس کے بعد ان (قریش) سے ہم جنگ کریں گے یہ لوگ جنگ کی ابتداء نہیں کر سکتے۔" (۶)

جنگ اعراب کے بعد قریش کی اقتصادی حالت بہت زیادہ کمزور ہو گئی جبکہ حکومت اسلامی اقتصادی اعتبار سے مضبوط ہو گئی

تھی۔ چنانچہ رسول خدا ﷺ نے مکہ کے قحط زدہ افراد کے لئے مالی امداد روانہ فرمائی۔

غزوہ بنی قریظہ

بروز بدھ ۲۳ ذی القعدہ ۵ھ بمطابق ۱۷ اپریل ۶۲۷ء

احزاب کا شکست خوردہ لشکر مایوسی کے عالم میں مدینہ سے بھاگ گیا۔ خندق کھودنے اور بیرونی دشمنوں سے مقابلہ کرنے میں ہفتوں کی مسلسل اور انتھک کوشش کے بعد مسلمان اپنے گھروں کو لوٹے تاکہ آرام کریں۔ مدینہ میں ابھی پورے طریقہ سے امن و امان برقرار نہیں ہونے پایا تھا کہ رسول خدا ﷺ نے وحی کے ذریعہ اطلاع ملنے کے بعد بلال کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اس طرح عام اعلان کریں کہ "جو خدا اور رسول ﷺ کا پیروکار ہے وہ نماز عصر قلعہ بنی قریظہ کے پاس پڑھے"۔

اسی دن عصر کے وقت رسول خدا ﷺ تین ہزار جاں بازوں کے ساتھ بنی قریظہ کے قلعہ کی طرف چل پڑے، لشکر اسلام کے آگے آگے مجاہدین اسلام کا علم اٹھائے ہوئے حضرت علی (ع) چل رہے تھے۔ چنانچہ آپ (ع) بقیہ مسلمانوں کے پہنچنے سے پہلے ہی چند افراد کے ساتھ قلعہ کے پاس پہنچ گئے۔

لشکر اسلام نے قلعہ بنی قریظہ کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ ۱۵ دن تک جاری رہا (۷) اس مدت میں چند بار تیراندازی کے علاوہ کوئی حملہ نہیں ہوا۔ بنی قریظہ کے یہودی سمجھ گئے کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، لہذا اپنے نمائندے کو رسول خدا ﷺ کے پاس بھیجا اور رسول خدا ﷺ سے اس جگہ سے کوچ کرنے اور اپنے مال و اسباب کو اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی رسول خدا ﷺ نے ان کی پیش کش کو رد کر دیا۔ انہوں نے دوبارہ درخواست کی کہ ان کو مدینہ ترک کرنے اور اپنے اموال سے صرف نظر کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن رسول خدا ﷺ جانتے تھے کہ اگر بنی قریظہ کے یہودیوں کو بھی بنی قریظہ اور

بنی

نصیر کے یہودیوں کی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہ مسلمانوں کے چنگل سے نکلتے ہی بدو اعراب کو بھڑکا کر مسلمان اور اسلام کے خلاف نئی سازشوں کا آغاز کر دیں گے، جس طرح کہ بنی قینقاع کی تحریک پر جنگ احد کی آگ بھڑکی اور بنی نصیر کی تحریک پر غزوہ خندق (احزاب) کی ہمہ جانبہ سازش ہوئی۔ لہذا پیغمبر اکرم ﷺ نے اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ تم بغیر کسی قید و شرط کے اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔^(۸)

ایک خیانت کار مسلمان اور اسکی توبہ کی قبولیت

ایک طرف تو یہودی محاصرے کی وجہ سے تنگ آچکے تھے اور دوسری طرف ان کے دل میں خوف و وحشت بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے دیرینہ دوست اور ہمسائے "ابولبابہ" کے متعلق رسول خدا ﷺ سے درخواست کی کہ ابولبابہ کو مشورے کے لئے ہمارے پاس بھیجئے۔ رسول خدا ﷺ نے یہ درخواست قبول کر لی اور ابولبابہ کو اجازت دیدی کہ وہ قلعہ بنی قریظہ جائیں۔ جب ابولبابہ وہاں پہنچے تو یہودیوں نے ان کے گرد حلقہ بنا لیا، ان کی عورتوں اور بچوں نے رونا شروع کر دیا۔ ان کی آہ و زاری نے ابولبابہ کو متاثر کیا۔ ان کے مردوں نے ابولبابہ سے سوال کیا کہ "کیا اس میں صلاح ہے کہ ہم بلا قید و شرط خود کو رسول خدا ﷺ کے سپرد کر دیں یا صلاح نہیں ہے؟"

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

ابولبابہ اپنے احساسات سے بہت زیادہ متاثر تھے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، لیکن انگلی سے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا کہ اگر تم خود کو ان کے حوالے کر دو گے تو تمہاری گردن اڑادی جائے گی۔
ابولبابہ نے اپنی اس بات سے "جس کے ذریعہ یہودیوں کو رسول خدا ﷺ کے حوالے

کرنے سے منع کیا تھا۔"

خدا اور رسول ﷺ کی بارگاہ میں بہت بڑی خیانت کے مرتکب ہوئے تھے۔ ناگہان ان کو احساس ہوا کہ وہ تو بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہو چکے ہیں، لہذا فوراً قلعہ سے باہر آئے، چونکہ رسول خدا ﷺ کا سامنا کرتے ہوئے شرم آرہی تھی اس لئے سیدھے مسجد میں پہنچے اور خود کو مسجد کے ایک ستون سے رسی کے ذریعے باندھ دیا کہ شاید خدا ان کی توبہ قبول کر لے۔ ابولبابہ کے واقعہ کی خبر لوگوں نے رسول خدا ﷺ کو دی، آپ ﷺ نے فرمایا اگر مسجد جانے سے پہلے وہ میرے پاس آتے تو میں خدا سے ان کے لئے استغفار کرتا اب اسی حالت پر رہیں یہاں تک کہ خدا ان کی توبہ قبول کر لے۔ ابولبابہ کی خیانت کے بارے میں سورہ انفال کی آیت ۲۷ نازل ہوئی کہ:

"اے ایمان لانے والو! میں خدا اور رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو اور اپنی امانت میں خیانت نہ کرو درحالانکہ تم جانتے ہو۔" (۹)

ابولبابہ چھ دن تک، دن میں روزہ رکھتے نماز کے وقت ان کی بیٹی ستون سے ان کے ہاتھ پیر کھول دیتی۔ طہارت اور فریضہ کی ادائیگی کے بعد ان کو دوبارہ مسجد کے ستون سے باندھ دیتی تھیں، یہاں تک کہ فرشتہ وحی بشارت کے ساتھ آن پہنچا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی ہے۔ ان کی توبہ کے بارے میں سورہ توبہ کی آیت نازل ہوئی کہ:

"ان میں سے ایک گمروہ نے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا کہ انہوں نے نیک و بد اعمال کو باہم ملا دیا ہے عنقریب خدا ان کی توبہ قبول کر لے گا بیشک خدا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔" (۱۰)

لوگوں نے خوشی میں چاہا کہ ابولبابہ کی رسی کو کھول دیں لیکن اس نے کہا کہ رسول خدا ﷺ

میری رسیوں کی گم ہیں کھولیں گے جب آنحضرت ﷺ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کی رسی کی گرہوں کو کھول دیا۔ ابو بلباہہ تمام عمر نیکی اور اچھے عمل پر باقی رہے اور پھر کبھی بھی محلہ بنی قریظہ میں آپ نے قدم نہیں رکھا۔^(۱۱)

بنی قریظہ کا اپنے آپ کو رسول خدا ﷺ کے حوالے کرنا

یہودیوں سے مذاکرات اور گفتگو کسی نتیجے تک نہ پہنچ سکی۔ کچھ دن تک انہوں نے اپنے آپ کو رسول خدا ﷺ کے حوالے کرنے سے انکار کیا۔ رسول خدا ﷺ نے لشکر اسلام کو آمادہ رہنے کا حکم دیا تاکہ حملہ کر کے ان کے قلعے کو فتح کیا جائے۔ یہودیوں نے سمجھ لیا کہ لشکر اسلام کا حملہ اور ان کی کامیابی یقینی ہے، بھاگنے کا کوئی راستہ باقی نہیں ہے، مجبوراً قلعے کے دروازوں کو کھول دیا اور بلا قید و شرط خود کو لشکر اسلام کے حوالہ کر دیا۔^(۱۲)

حضرت علی (ع) اپنے لشکر کے ہمراہ قلعے میں داخل ہوئے اور ان سے مکمل طور پر ہتھیار کھولنے^(۱۳) پھر رسول خدا ﷺ نے مردوں کو قید خانے میں منتقل کرنے کا حکم صادر فرمایا اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری محمد بن مسلمہ کے سپرد کی، عورتوں اور بچوں کو رسول خدا ﷺ کے حکم کے مطابق دوسری جگہ نگرانی میں رکھا گیا۔^(۱۴)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

سعد بن معاذ کا فیصلہ

بنی قریظہ کے یہودی چونکہ قبیلہ اوس کے ہم پیمان تھے لہذا انہوں نے پیش کش کی کہ ان کے بارے میں سعد بن معاذ فیصلہ کریں وہ لوگ اس فکر میں تھے کہ شاید گزشتہ دوستی کی بدولت سعد بن معاذ ان کی سزا میں تخفیف کے قائل ہو جائیں گے۔

قبیلہ اوس کے لوگوں نے رسول خدا ﷺ سے نہایت اصرار کے ساتھ یہ درخواست کی کہ اس گروہ کو آزاد کر دیں، وہ لوگ قبیلہ خزرج سے رقابت کی بنا پر اپنی بات پر اصرار کر رہے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے بنی قینقاع کو "عبداللہ بن ابی خزرجی" کی خواہش پر آزاد کر دیا تھا۔ رسول خدا ﷺ نے ان لوگوں سے بھی فرمایا کہ "کیا تم اس بات کے لئے تیار ہو کہ تمہارے بزرگ سعد بن معاذ ان کے بارے میں فیصلہ کر دیں؟" سب نے کہا کہ ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ ہم بھی ان کے فیصلے کے سامنے سر جھکا دیں گے" (۱۵)

رسول خدا ﷺ نے سعد بن معاذ کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ اس وقت آپ ہاتھ کی رگ کٹ جانے کی وجہ سے زخمی حالت میں بستر پر رُفیندہ نامی عورت کے خیمہ میں پڑے تھے جس نے جنگی مجروحین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ اوس کے جوانوں نے ان کو چار پائی پر لٹایا اور رسول خدا ﷺ کی خدمت میں لے چلے راستہ میں انہوں نے سعد سے درخواست کی کہ اپنے ہم پیمان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، انہوں نے جواب میں فرمایا کہ "سعد کے لئے وہ زمانہ آن پہنچا ہے کہ جس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے سعد ڈرنے والا نہیں ہے۔"

جب سعد لشکر گاہ میں پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے بزرگ کے احترام میں کھڑے ہو جاؤ حاضرین اٹھ کھڑے ہوئے سعد نے رسول خدا ﷺ کے عدالت پر بنی حکم کے بعد مہاجر انصار سے یہ عہد لیا کہ وہ جو حق سمجھیں گے اس کا اجراء ہوگا اور بنی قریظہ کے یہودیوں نے بھی اس کو قبول کیا۔ (۱۶)

اس کے بعد سعد ابن معاذ نے بہ آواز بلند اعلان کیا کہ "یہودیوں کے مرد قتل کر دیئے اتنی عورتیں اور بچے اسیر بنا لئے جائیں اور ان کے اموال کو ضبط کر لیا جائے"

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ "سعد ابن معاذ نے قانون الہی کے مطابق فیصلہ کیا" (۱۷)

سعد کے فیصلے کی دلیلیں

۱: یہودیوں کی دینی کتاب (تورات) کا فیصلہ، جو بلا شک و شبہ یہودیوں کو قبول ہوگا۔
کیونکہ تورات میں آیا ہے کہ "جب تم جنگ کے ارادے سے کسی شہر کا قصد کرو تو پہلے ان کو صلح کی دعوت دو اگر وہ لوگ جنگ کو ترجیح دیں تو شہر کا محاصرہ کرو اور جب شہر پر تسلط ہو جائے تو تمام مردوں کو تہ تیغ کر دو اور عورتوں، بچوں، جانوروں اور جو کچھ بھی شہر میں ہو اس کو مال غنیمت میں شامل کر لو" (۱۸)

۲: مدینہ میں وارد ہونے کے بعد پیغمبر اکرم ﷺ کا یہودیوں سے معاہدہ۔ جس معاہدے پر فریقین کے دستخط ہوئے تھے اس کی ایک دفعہ یہ تھی کہ جب یہود پیغمبر اکرم ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں یا اسلحہ اور سواری ان کے دشمنوں کو دیں تو پیغمبر اسلام ﷺ کو ان کا خون بہانے، ان کے اموال کو ضبط کرنے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو اسیر کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

۳: سعد اور سارے دور اندیش مسلمان اس بات کو جانتے تھے کہ اگر وہ لوگ اس مہلکہ سے جان بچا کر نکل گئے تو بنی قینقاع کے یہودیوں کی طرح کہ جنہوں نے اپنی تحریک پر احد کی جنگ چھیڑ دی تھی اور بہت سے لوگوں کی شہادت کا سبب بن گئے تھے اور بنی نضیر کی طرح کہ جنہوں نے جنگ احزاب کا فتنہ کھڑا کر دیا اور قریب تھا کہ اسلام کی بنیاد کو اکھاڑ دیں، یہ لوگ بھی اسلام کے خلاف عظیم اتحادی لشکر بنالیں گے اور ان خطرناک عناصر کا زندہ رہنا اسلامی تحریک کے لئے مفید نہیں تھا۔

پیمان شکنی کا انجام

رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ اسیروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ اس لئے زیادہ مقدار میں ٹھنڈا پانی ان کے سامنے رکھا گیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق خندق کھودی گئی اور سات سو (۱۶۰) بد بخت جنگجو یہودیوں جو صلح و آشتی، جیو اور جینے دو، کے خصوصی سلوک کے باوجود پیمان شکنی کے ذریعہ مسلمان کو نیست و نابود کر دینے کا قصد رکھتے تھے، ان کو حضرت علی (ع) اور زبیر کی تلوار نے فنا کے گھاٹ اتا دیا۔ کچھ لوگ قبیلہ اوس کے افراد کے ذریعہ ہلاک ہوئے۔ جی ہاں عہد شکنی کرنے والا ضرور کیفر کردار تک پہنچتا ہے۔ قتل کئے جانے والوں میں وہ عورت بھی تھی جس نے محاصرے کے دوران قلعے کے اوپر سے پتھر گرا کر "خالد بن سوید" کو شہید کر دیا تھا۔ (۲۰)

اس گروہ کے خاتمے کے بعد مدینہ خانہ عناصر کے وجود اور مسلح داخلی ریشہ دوانی کرنے والے اس گروہ سے پاک ہو گیا جو ملک میں رہ کر دوسروں کے مفاد میں کام کرتے تھے۔

اساری اور مال غنیمت

بنی قریظہ سے جو مال غنیمت ہاتھ لگا تھا اس میں پندرہ سو تلواریں، تین سو زریں، دو ہزار نیزے، دھات اور چمڑے کی بنی ہوئی پندرہ سو سپر، بہت زیادہ لباس برتن اور گھر کے سامان، نیز بہت زیادہ شراب تھی جس کو زمین پر بہا دیا گیا۔ (۲۱)

رسول خدا ﷺ نے مال غنیمت کا خمس نکالنے کے بعد بقیہ مال مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے سعد بن عبادہ کو بنی قریظہ کے اسیروں کے ساتھ شام بھیجا تا کہ ان کو بچنے کے بعد سپاہ اسلام کے لئے گھوڑے اور اسلحہ مہیا کریں (۲۲) یہ جنگ ۸ ذی الحجہ ۵ ہجری قمری بمطابق ۲ مئی ۶۲۷ عیسوی کو تمام ہوئی۔

سوالات

- ۱۔ رسول خدا ﷺ نے دشمن کے درمیان کیسے اختلاف ڈالا؟
- ۲۔ لشکر احزاب کی شکست کے اسباب بیان کیجئے۔
- ۳۔ رسول خدا ﷺ نے بنی قریظہ کے خلاف لشکر کشی کیوں کی؟
- ۴۔ کیا سعد بن معاذ نے یہودیوں کے بارے میں عادلانہ فیصلہ کیا؟
- ۵۔ ابولبابہ کون سی خیانت کے مرتکب ہوئے۔

حوالہ جات:

- ۱۔ سیرة ابن ہشام ج ۳ ص ۲۳۳۔ بحار الانوار ج ۲۰ ص ۲۵۲۔
- ۲۔ سیرة ابن ہشام ج ۳ ص ۲۳۰۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۳۸۰، تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۴۸
- ۳۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۸۰۔ سیرة ابن ہشام ج ۳ ص ۲۳۲۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۳۸۹۔
- ۳۔ مرحوم استاد ڈاکٹر ابراہیم آیتی کی یاد تازہ رہے انہوں نے شہداء احزاب کی تعداد بارہ اور قریش کے مقتولین کی تعداد چار لکھی ہے "تاریخ پیامبر" مطبوعہ دانشگاه تہران ص ۳۴۳۔ ۳۴۲ ملاحظہ ہو۔ اسی طرح مشہور مورخ یعقوبی نے شہداء مسلمین کی تعداد چھ اور کشتگان قریش کی تعداد آٹھ بتائی ہے۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۵۱ مطبوعہ بیروت۔
- ۵۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا﴾ (احزاب۔ ۹)
- ۶۔ الْآن نَضْرُوهُمْ وَ لَا يَغْزُونَا (ارشاد شیخ مفید/ ۵۶)۔
- ۷۔ مسعودی کی نقل کے مطابق ۱۵ دن جبکہ ابن ہشام وغیرہ کے نزدیک ۲۵ دن۔ ک سیرہ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۳۶۔
- ۸۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۸۲/۵۸۳۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۵۸۰/۳۹۵۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۴۳، سیرہ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۵۰/۲۳۳
- ۹۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَ تَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (انفال ۲۴)
- ۱۰۔ ﴿وَ آخِرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَ آخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (توبہ ۱۰۲) سیرة ابن ہشام ج ۲ ص ۲۳۴، ۲۳۸۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۸۵۔
- ۱۱۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۵۰۹۔

۱۲۔ ایضاً۔

۱۳۔ فروغ ابدیت ج ۲، ص ۵۶۱۔

۱۴۔ مغازی واقدی ج ۲، ص ۵۱۰۔

۱۵۔ ارشاد شیخ مفید ص ۵۸۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۲۳۹۔

۱۶۔ جناب سعد ایک متقی، عادل، دانش مند اور سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے انسان تھے۔ جنگ احزاب میں جو زخم ان کو لگا تھا اس بنا پر وہ بستر شہادت پر پڑے ہوئے اپنی زندگی کے آخری دن گزار رہے تھے ظاہر ہے کہ ایسا آدمی اپنی نفسانی خواہش کے زیر اثر فیصلہ نہیں کریگا اور مصلح اسلامی کو یہودیوں کے ساتھ اپنی دیرینہ دوستی پر فدا نہیں کرے گا اور یہودیوں کی عظیم خیانت کے باوجود ان پر زیادتی نہیں کرے گا۔

۱۷۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۵۱۰۔ ۵۱۲۔

۱۸۔ تورات سفر تثنیہ، فصل ۲۰۔

۱۹۔ ان کی تعداد ۶۰۰، ۶۵۰ اور ۹۰۰ بھی لکھی گئی ہے۔

۲۰۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۵۱۳/۵۱۴۔ Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

۲۱۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۵۱۰۔ بحار الانوار ج ۲ ص ۲۱۲۔

۲۲۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۵۲۳۔

ساتواں سبق

چھ ہجری کا آغاز

غزوہ بنی لحيان

مفسدين فى الارض کا قتل

غزوہ بنی مصطلق

ایک حادثہ

زید بن ازقم کا آنحضرت ﷺ کو خبر پہنچانا

باپ اور بیٹے میں فرق

بنی مصطلق کا اسلامی تحریک میں شامل ہونا

ایک فاسق کی رسوائی

آنحضرت ﷺ کی بیوی پر تہمت

Presented by: <https://jainlibrary.com/>

صلح حدیبیہ -- مکہ کی راہ پر

قریش کا موقف

قریش کے نمائندے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں

آنحضرت ﷺ کے سفرائی

بیعت رضوان -- صلح نامے کا متن

صلح کے مخالفین

ابوبصیر کا واقعہ اور صلح نامے کی دوسری شرط کا خاتمہ

صلح حدیبیہ کے نتائج کا تجزیہ

سوالات

چھ ہجری کا آغاز

یہ سال، سیاسی اور جنگی اعتبار سے تاریخ اسلام میں اہم ترین سال شمار کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ لشکرِ احزاب کی شکست اور ہجرت کے پانچویں سال یہودیوں پر مسلمانوں کی کامیابی کے بعد لشکرِ اسلام کے حملے شروع ہوئے۔ اس طرح کہ اس سال ۲۳ جنگی دستے (سریہ) مختلف ذمہ داریوں کے ساتھ بھیجے گئے اور ان میں سے بہت سے گروہ اہم کامیابیوں اور بہت زیادہ مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ واپس آئے۔ اس سال چار غزوات اور کل ۲۸ جنگی حملے وقوع پذیر ہوئے^(۱) اور صلح حدیبیہ کا اہم معاہدہ بھی اسی سال طے پایا۔ اب اختصار کے ساتھ اس سال کے اہم جنگی واقعات بیان کرتے ہیں۔

غزوہ بنی لہی ان

یکم ربیع الاول ۶ ہجری^(۲) بمطابق ۲۳ جولائی سنہ ۶۲۷ء بروز منگل۔
سنہ ۳ ہجری میں بنی لہیان کے ہاتھوں مبلغین اسلام کی شہادت کے سلسلے میں رونما ہونے والے بدترین سانحے "رجیع" کے مجرمین کو تنبیہ کرنے کیلئے رسول خدا ﷺ تیار ہوئے۔ اب دو سال کے بعد جو رسول خدا ﷺ کو مناسب موقع ملا تو آپ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ میں

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

اپنا جانشین معین فرمایا اور لشکر اسلام کے ایک ہزار افراد کے ساتھ مختصر راستے سے شمال کی طرف روانہ ہوئے۔ اور یوں ظاہر کیا کہ جیسے آپ ﷺ شام جا رہے ہوں لیکن چند منزلیں طے کرنے کے بعد آپ داہنی طرف مڑ گئے اور نہایت تیزی سے بنی لحيان کی طرف آگئے۔ مگر لشکر اسلام کی آمد سے، دشمن آگاہ تھے لہذا پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ رسول خدا ﷺ نے ایک جنگی مشق کی اور لشکر اسلام کے دستوں کے ساتھ راہ مکہ میں واقع "عسفان" کی طرف روانہ ہوئے اور پھر آپ نے دو جاسوسوں کو مامور کیا کہ وہ قریش کی خبر لائیں۔

اس جنگی مشق نے قرب و جوار میں آباد قبائل کی نفسیات پر بہت گہرا اثر ڈالا اور قریش کی شان و شوکت اور وقار ان کی نظروں سے گر گیا۔ لشکر اسلام اس مشق کے بعد واپس مدینہ لوٹ آیا (۳)

مفسدین فی الارض کا قتل (مطالعہ کیلئے)

تاریخ: شوال ۶ ہجری

قبیلہ عُرَیْنہ سے آٹھ آدمی مدینہ آئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مدینہ کی آب و ہوا ان کو اس نہ آئی اور وہ بیمار پڑ گئے۔ رسول خدا ﷺ نے ان کو اپنے اونٹوں کی چراگاہ پر بھیج دیا تاکہ وہ لوگ کھلی ہوا میں تازہ دودھ پی کر صحت مند ہو جائیں۔ چند دنوں تک جو، ان لوگوں نے اونٹوں کا دودھ استعمال کیا تو تندرست و توانا ہو گئے لیکن بجائے اس خدمت کی قدر دانی کے انہوں نے رسول خدا ﷺ کے چرواہے "یسار" کو نہایت بیدردی سے قتل کر دیا اس کے ہاتھ پاؤں اور سر قلم کر دیا، زبان اور آنکھوں میں

کانٹے چھو دیئے اور پھر رسول خدا ﷺ کے تمام پندرہ اونٹوں کو چُرا لے گئے۔ آپ ﷺ نے "گرز بن جابر" کو ۲۰ افراد کے ساتھ ان کا پیچھا کرنے کے لئے بھیجا۔ گمز اور اس کے ساتھی ان کو اسیر کر کے مدینہ لائے رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ زمین پر فساد پھیلانے والوں کے ہاتھ پیر کاٹ کر، سُولی پر لٹکا دیا جائے۔ اس طرح سے ان کو خیانت کی سزا مل گئی۔ قرآن مجید کی یہ آیت مفسدین کے بارے میں نازل ہوئی کہ:

"ان لوگوں کی سزا جو لوگ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سُولی چڑھادیئے ایں یا ان کے ہاتھ پیر مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو ملک بدر کر دیا جائے ان کے لئے دنیا میں تباہی اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔" (۴)

غزوہ بنی مُصطلق یا مُریسج

شعبان ۶ ہجری (۵) بمطابق نومبر، دسمبر ۶۲۷ء

رسول خدا ﷺ کو خبر ملی کہ بنی مُصطلق (قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ) سپاہ اسلام کے خلاف اسلحہ اور لشکر جمع کرنے کی فکر میں ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے تحقیق کے لئے بُریدہ بن حصید اسلمی کو اس علاقے میں بھیجا، بُریدہ، بنی مُصطلق کی طرف روانہ ہوئے اور اجنبی بن کر قبیلے کے سردار سے رابطہ قائم کیا اور واپسی پر اس خبر کے صحیح ہونے کی تائید کی۔

رسول خدا ﷺ نے ابوذر غفاری کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور ایک ہزار جان بازوں کے ہمراہ پیر کے دن دوسری شعبان کو دشمن کی طرف چل پڑے اور چاہ مُریسج (۶) کے پاس خیمہ زن ہوئے اس غزوہ میں کچھ ایسے منافقین بھی مالِ غنیمت کے لالچ میں لشکر

اسلام کے ساتھ ہو گئے جو کسی جنگ میں حضرت ﷺ کے ساتھ نہیں تھے۔
مقام مریض میں دونوں لشکروں کی صفیں آراستہ ہوئیں۔ فرمان رسول خدا ﷺ کے مطابق تیراندازوں نے حملہ کیا اور تھوڑی دیر میں بنی مصطلق ہار گئے اور ان کا ایک آدمی بھی فرار نہ کر سکا۔ ان کے دس آدمی مارے گئے اور باقی اسیر ہوئے۔ اس حملے میں ایک مسلمان بھی شہید ہوا۔

جنگ میں مال غنیمت کے طور پر دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار گوسفند مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور دو سو خاندان بھی اسیر ہوئے (۷)

ایک حادثہ

جنگ ختم ہونے کے بعد واپسی راہ میں ایک چھوٹا سا حادثہ پیش آگیا، اگر رسول خدا ﷺ اس پر مخصوص مہارت کے ساتھ قابو نہ پا گئے ہوتے تو اسلام کے لئے ایک نیا خطرہ بن جاتا۔

پانی کے بارے میں جہجہ غفاری جو کہ عمر بن خطاب کا غلام اور مہاجرین میں سے تھا، اور سنان جہنی جو کہ انصار میں سے تھا، آپس میں الجھ گئے۔ سنان نے مدد کیلئے آواز دی اے انصار اور جہجہ نے مدد کے لئے پکارا، اے مہاجرین نزدیک تھا کہ بہت بڑا ہنگامہ کھڑا ہو جائے۔ منافقین کے سردار عبد اللہ بن ابی نے موقع کو غنیمت جانا اور اپنے آس پاس کے لوگوں سے بولا۔

خدا کی قسم ہمارا اور ان جلایب (۸) کا معاملہ اس مثل جیسا ہے کہ "اپنے گتے کو موٹا کرو تا کہ وہ تمہیں ہی کو کاٹ کھائے۔" لیکن خدا کی قسم جب ہم مدینہ پلٹ کے جائیں

کے تو چونکہ ہم مدینہ کے باعزت لوگ ہیں اس لئے ان زبوں حال اور بے چارے مہاجرین کو باہر نکال دیں گے^(۹)

زید بن ارقم کا آنحضرت ﷺ کو خبر پہنچانا

زید بن ارقم نے جب عبد اللہ بن ابی کی باتیں سنیں تو رسول خدا ﷺ کے پاس گئے اور اس کی سازش آمیز اور منافقانہ باتوں کو پیغمبر اکرم ﷺ کے سامنے نقل کر دیا۔ رسول خدا ﷺ نے زید کی خبر کے بارے میں وحی کے ذریعہ اطمینان حاصل کر لینے کے بعد زید کے کان کو پکڑ کر کہا "یہ اس شخص کے کان ہیں جس نے اپنے کانوں کے ذریعہ خدا سے وفا کی ہے۔"

عبد اللہ بن ابی نے جب زید کے اطلاع دینے کی خبر سنی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور آنحضرت ﷺ کے سامنے جھوٹی قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں نے ایسی بات نہیں کہی اور چونکہ وہ اپنے قبیلے کے درمیان بزرگوں اور صاحب احترام شخصیتوں میں شمار کیا جاتا تھا اس لئے انصار میں سے کچھ لوگ پیغمبر اکرم ﷺ کے حضور میں پہنچے اور ابی کے فرزند کی حمایت میں کہا کہ شاید زید نے ایسی بات کا وہم کیا ہو یا ان کے کانوں نے غلط سنا ہو یہاں تک سورہ منافقون کے نازل ہونے کے بعد اس پاک دل نوجوان کو اطمینان حاصل ہوا اور عبد اللہ بن ابی ذلیل ہوا۔^(۱۰)

عمر بن خطاب نے اس واقعہ کو سننے کے بعد رسول خدا ﷺ سے خواہش ظاہر کی کہ عبد اللہ بن ابی قتل کو کر دیا جائے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "ایسی صورت میں دشمن کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں مصلحت یہ ہے کہ ہم جلد سے جلد نکل چلیں تاکہ باطل اندیشے دلوں سے رخت سفر باندھ کر نکل جائیں۔"

کوچ کا حکم ہونے کے بعد لشکر اسلام ایک رات دن مسلسل چلتا رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب ان کے سر پر پہنچ گیا، اس وقت ٹھہرنے کا حکم دیا گیا۔ جاں بازان اسلام تھکن کی وجہ سے خاک پر پڑے رہے اور گہری نیند سو گئے۔ اس اطمینان اور خوشی کے ساتھ جو ایک لمبی اور غیر معمولی تھکن کے بعد روح و اعصاب کو حاصل ہوتی ہے، کدورتیں دلوں سے نکل گئیں اور کینہ کی آگ خود بخود بجھ گئی۔ (۱۱-۱۲)

باپ اور بیٹے میں فرق

عبداللہ بن ابی کعب نے سوچا کہ شاید رسول خدا ﷺ اس کے باپ کے قتل کا فرمان صادر کریں گے تو فوراً رسول خدا ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا "اے رسول اللہ سب لوگ جانتے ہیں کہ کوئی بھی میری طرح باپ سے نیک برتاؤ نہیں کرتا لیکن اگر آپ ﷺ کا فرمان یہ ہے کہ وہ قتل کیا جائے تو آپ ﷺ حکم دیں میں خود اسے قتل کروں گا۔"

رسول خدا ﷺ نے جواب دیا "نہیں تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو" پیغمبر اکرم ﷺ کے بزرگانہ سلوک نے ابن ابی کعب کے دوستوں کے درمیان اس کی حیثیت و شخصیت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ یہاں تک کہ لوگ کھلم کھلا اس کو برا بھلا کہنے لگے۔

رسول خدا ﷺ نے عفو و درگزر کے ذریعے خطرناک دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، ایک دن آپ ﷺ عمر بن خطاب کو مخاطب کر کے فرمایا جناب عمر سے خطاب کرتے ہوئے آپ ﷺ نے کہا کہ "جس دن تم اس کو قتل کرنے کے لئے کہہ رہے تھے اگر میں قتل کر دیتا تو اس کے دفاع میں بجلیاں کوند پڑتیں لیکن اگر آج ہم اس کے قتل کا حکم دیدیں تو لوگ اس کی جان کے درپے ہو جائیں گے۔" (۱۳)

بنی مُصطلق کا اسلامی تحریک میں شامل ہونا

جب رسول خدا ﷺ نے مالِ غنیمت اور اساری کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا اس وقت بنی مُصطلق کے رئیس "حارث بن ابی ضرار" کی بیٹی "جوئیرہ" ایک مسلمان کے حصے میں آئیں انہوں نے اپنے مالک سے طے کیا کہ میں کچھ رقم ادا کر کے آزاد ہو جاؤں گی لیکن ان کے پاس پیسے نہیں تھے۔ ان کی صرف ایک امید تھی پیغمبر اکرم ﷺ کا لطف و مہربانی، پیغمبر اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا "میں حارث کی بیٹی ہوں اور اسیر ہو کر آئی ہوں، وریں نے یہ طے کر لیا ہے کہ کچھ پیسے ادا کر کے آزاد ہو جاؤں اے اللہ کے رسول ﷺ میں آئی ہوں تاکہ اس رقم کی ادائیگی میں آپ ﷺ میری مدد فرمائیں۔" رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ "آیا تمہیں یہ پسند ہے کہ مینتمہارے لئے اس سے بہتر کام انجام دوں؟ جن پیسوں کی تم فرض دار ہو اس کو میں ادا کر دوں پھر تم سے شادی کر لوں؟ جوئیرہ اس پیش کش سے مسرور ہو گئیں۔

جوئیرہ سے رسول خدا ﷺ کی شادی کی خبر اصحاب میں پھیل گئی لوگوں نے بنی مُصطلق کے پیغمبر اکرم ﷺ کے رشتہ دار بن جانے کے احترام میں اپنے اساری کو آزاد کر دیا۔ جب بنی مُصطلق نے لشکر اسلام کا یہ بڑا پن اور درگزر دیکھا تو مسلمان ہو گئے اور ایک بابرکت شادی کے نتیجے میں وہ سب کے سب اسلامی تحریک میں شامل ہو گئے۔ (۱۴)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

ایک فاسق کی رسوائی

بنی مُصطلق کے مسلمان ہو جانے کے بعد رسول خدا ﷺ نے ولید بن عُقبہ بن ابی مُعیط کو ان کی طرف زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ بنی مُصطلق نے جب سنا کہ پیغمبر اکرم ﷺ کا

نمائندہ ان کی طرف آرہا ہے تو وہ استقبال کے لئے دوڑ پڑے لیکن ولید دڑ گیا اور اس نے خیال کیا کہ وہ لوگ جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہیں، لہذا اس نے مدینہ واپس آکر رسول ﷺ خدا سے کہا کہ "وہ لوگ مجھے قتل کر دینا چاہتے تھے اور انہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔"

بنی مُضَلِّق کے ساتھ دوبارہ جنگ کی باتیں لوگوں کی زبان پر چڑھ گئیں اس واقعہ کے بعد بنی مُضَلِّق کا ایک وفد مدینہ آیا اور اس نے حقیقت حال بیان کی (۱۵) اس واقعہ کے بارے میں سورہ حجرات کی مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی:

"اے ایمان لانے والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی کی بنا پر لوگوں (کی جان و مال) کو نقصان پہنچا دو پھر (جب معلوم ہو کہ فاسق نے جھوٹ بولا تھا) تو جو کچھ کیا ہے اس پر تم کو پشیمانی ہو۔" (۱۶)

آنحضرت ﷺ کی بیوی پر تہمت (واقعہ افک) (مطالعہ کیلئے)

رسول خدا ﷺ جب بھی سفر پر جانا چاہتے (حتیٰ کہ جنگ کے لئے بھی) تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ نکالتے تھے جس کے نام قرعہ نکل آتا اسی بیوی کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔

غزوہ بنی مُضَلِّق کے موقع پر جناب عائشہ کے نام قرعہ نکلا آپ ﷺ انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ جنگ سے واپسی کے دوران جب مدینہ کے قریب پہنچے تو وہیں ٹھہر گئے اور آرام کرنے لگے۔ اسی اثنا میں عائشہ اس بات کی طرف متوجہ ہوئیں کہ ان کا گلوبند گم ہو گیا ہے اس کو ڈھونڈنے کے لئے آپ خیمہ گاہ سے دور چلی گئیں جب واپس پلٹیں تو لشکر اسلام وہاں سے کوچ کر چکا تھا اور عائشہ تہارہ گئی تھیں۔ ایک متقی اور نیک شخص جن کا نام صفوان

بن معطل تھا اور جو لشکر اسلام کے پیچھے پیچھے اطلاعات حاصل کرنے کے لئے چلا کرتے تھے، وہاں پہنچے اور جناب عائشہ کو دیکھا کہ وہاں تنہا ہیں۔ نہایت ادب سے اونٹ سے اونٹ سے نیچے اترے، اونٹ کو زمین پر بٹھایا اور خود دوڑ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ عائشہ اونٹ کی پشت پر سوار ہو گئیں انہوں نے اونٹ کی مہار پکڑی اور راستے میں گفتگو کئے بغیر مدینہ لے آئے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو منافقین نے عبداللہ بن ابی کی قیادت میں صفوان اور عائشہ کے بارے میں تہمتیں تراشیں، ناواقف ان تہمتوں کو لے اڑے، مدینہ میں تہمتوں اور افواہوں کا بازار گرم تھا، اور ہر آدمی ایک الگ بات کہنے لگا، جناب عائشہ بیمار ہو گئیں اور اس تہمت کے غم میں جو بے گناہی کے باوجود ان پر لگائی گئی تھی روتی رہتیں اور کسی وقت چین نہ پاتیں، قریب تھا کہ اس موضوع پر فتنہ برپا ہو جائے کہ سورہ نور کی آیات نمبر ۱۱ سے ۲۷ تک نازل ہوئیں اور عائشہ کو یہ خوش خبری سنائی گئی کہ خدا تمہاری پاکیزگی پر گواہ ہے۔ (۱۷) پھر رسول خدا ﷺ نے تہمت لگانے والوں پر حد جاری کی۔ جن لوگوں پر حد جاری کی گئی ان میں حسان بن ثابت اور حمنہ کا نام بھی نظر آتا ہے۔ (۱۸)

ابن اسحاق کہتا ہے کہ بعد میں معلوم ہوا کہ صفوان بن معطل دراصل مرادنگی سے عاری اور عورتوں کے ساتھ نزدیکی نہیں کر سکتا تھے۔ یہ مرد پارسا کسی جنگ میں شہید ہو گئے۔ (۱۹)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

صلح حدیبیہ

ذی قعدہ ۷ ہجری بمطابق فروری و مارچ ۶۲۸ عیسوی

مکہ کی راہ پر:

لشکر اسلام کی پے در پے کامیابیوں اور مشرکین مکہ کی گوشہ گیری نے پیغمبر اکرم ﷺ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ دوسری بار جزیرۃ العرب میں مسلمانوں کی حیثیت و وقار کے استحکام کے لئے اقدام کریں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مسلمان سفر حج کے لئے تیار ہو جائیں اور ہمسایہ قبائل جو ابھی تک حالت شرک پر باقی تھے ان سے آپ نے مسلمانوں کے ساتھ اس سفر پر چلنے کی خواہش ظاہر کی۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے عذر پیش کیا اور ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔

اس سفر میں عبادتی اور معنوی خصوصیات کے علاوہ مسلمانوں کے لئے وسیع اجتماعی اور سیاسی مصلحتیں بھی تھیں۔ اس لئے کہ عرب کے متعصب قبائل نے مشرکین کے غلط پروپیگنڈے کی بنا پر یہ سمجھ رکھا تھا کہ رسول خدا ﷺ خانہ کعبہ کے لئے "جو سلف کی بارگاہ اور افتخار کا مظہر ہے"، کسی طرح اس کی قدر و منزلت کے قائل نہیں ہیں اور اسی وجہ سے اسلام کے پھیلاؤ سے شدت کے ساتھ ہراساں تھے۔ اب غلط خیالات کے پردے چاک ہوئے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ رسول خدا ﷺ، حج کو ایک واجب فریضہ جانتے ہیں۔ ایک طرف اگر قریش مانع نہیں ہوتے اور زیارت کعبہ کی توفیق ہو گئی تو یہ مسلمانوں کے لئے بڑی کامیابی ہوگی کہ وہ چند سال کے بعد ہزاروں مشرکین کی آنکھوں کے سامنے اپنی عبادت کے مراسم ادا کریں گے دوسری طرف اگر قریش مسلمانوں کے مکہ میں داخل ہونے سے مانع ہوتے تو اعراب کے جذبات طبعی طور پر مجروح ہو جائیں گے کہ ان لوگوں نے مسلمانوں کو فریضہ حج انجام دینے کے لئے آزاد کیوں نہ چھوڑا۔ یہ سفر چونکہ جنگی سفر تھا اس لئے پر رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے ہمراہ صرف ایک تلوار "مسافر کا اسلحہ" کے

عنوان سے رکھ سکتا ہے۔ اسکے علاوہ اور کوئی ہتھیاز رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ رسول خدا ﷺ نے قربانی کے لئے ستر (۷۰) اونٹ مہینا کئے اور چودہ سو مسلمانوں کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مقام ذوالحلیفہ میں احرام باندھا۔ آپ نے عباد بن بشر کو ۲۰ مسلمانوں کے ساتھ ہر اول دستہ کے عنوان سے آگے بھیج دیا تاکہ راستے میں آنے والے لوگوں کے کانوں تک لشکر اسلام کی روانگی کی خبر پہنچادیں اور کسی خطرے یا سازش کی صورت میں اس کی خبر رسول خدا ﷺ کو دیں۔ (۲۰)

قریش کا موقف

جب قریش، رسول خدا ﷺ کی روانگی سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے بتوں (لات و عزی) کی قسم کھائی کہ آنحضرت ﷺ کو مکہ میں آنے سے روکیں گے۔ قریش کے سرداروں نے رسول خدا ﷺ کو روکنے کے لئے خالد بن ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ مقام "کراع الغمیم" بھیجا جہاں پہنچ کر یہ لوگ ٹھہر گئے۔ رسول خدا ﷺ قریش کے موقف سے آگاہی کے بعد یہ چاہتے تھے کہ خونریزی کے ذریعے اس مہینے اور حرم کی حرمت مجروح نہ ہو اس لئے آپ ﷺ نے راہنما سے فرمایا کہ کارواں کو اس راستے سے لے چلو کہ جس راستے میں خالد کا لشکر نہ ملے۔ راہنما، قافلہ اسلام کو نہایت دشوار گزار راستوں سے لے گیا یہاں تک کہ یہ لوگ مکہ سے ۲۲ کیلومیٹر دور "حدیبیہ" کے مقام پر پہنچ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے سب کو یہ حکم دیا کہ یہیں اتر جائیں اور اپنے خیمے لگالیں (۲۱)

قریش کے نمائندے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں

قریش نے آنحضرت ﷺ کے حقیقی مقصد سے باخبر ہونے کیلئے اپنے یہاں کی اہم شخصیتوں کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کا مقصد جان لیں۔

قریش کے پہلے نمائندہ وفد میں بدیل خزاعی قبیلہ خزاعہ کے افراد کے ساتھ آیا۔ جب وہ رسول خدا ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا "میں جنگ کے لئے نہیں آیا میں تو خانہ خدا کی زیارت کے لئے آیا ہوں" نمائندے واپس چلے گئے اور انہوں نے یہ اطلاع قریش کو پہنچا دی۔ لیکن قریش نے کہا "خدا کی قسم: ہم ان کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، چاہے ان کا آنا خانہ خدا کی زیارت کی غرض سے ہی کیوں نہ ہو"۔ دوسرے اور تیسرے نمائندہ وفد بھیجے گئے اور انہوں نے بھی "بدیل" والی صورت حال بیان کی۔ قریش کے تیسرے نمائندے "حلیس بن علقمہ" جو عرب کے تیراندازوں کا سربراہ تھا، نے قریش کے سرداروں کو مخاطب کر کے کہا کہ "ہم نے ہرگز تم سے یہ معاہدہ نہیں کیا کہ ہم خانہ خدا کے زائرین کو روکیں گے، خدا کی قسم اگر تم لوگ، محمد ﷺ کو آنے سے روکو گے تو میں اپنے تیرانداز ساتھیوں کے ساتھ تمہارے اوپر حملہ کر کے تمہاری لینٹ سے لینٹ بجا دوں گا۔ قریش اپنے اندر اختلافات رونما ہونے سے ڈر گئے اور انہوں نے "حلیس" کو اطمینان دلایا کہ ہم کوئی ایسا راستہ منتخب کریں گے جو تمہاری خوشنودی کا باعث ہوگا۔

قریش کا چوتھا نمائندہ "عروہ بن مسعود" تھا جس پر قریش طمینان کامل رکھتے تھے۔ وہ جب رسول خدا ﷺ سے ملا تو اس نے کوشش کی کہ اپنی باتوں میں قریش کی طاقت کو زیادہ اور اسلام کی قوت کو کم کر کے پیش کرے اور مسلمانوں کو جھک جانے اور بلا قید و شرط واپس

جانے پر آمادہ کر لے۔ لیکن جب وہ واپس گیا تو اس نے قریش سے کہا کہ "میں نے قیصر و کسری اور سلطان جیشے جیسے بڑے بڑے بادشاہوں کو دیکھا ہے مگر جو بات محمد ﷺ میں ہے وہ کسی اور میں نہیں۔"

میں نے دیکھا کہ مسلمان ان کے وضو کا ایک قطرہ پانی بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے وہ لوگ تبرک کے لئے اس کو جمع کرتے ہیں اور اگر ان کا ایک بال بھی گر جائے تو ان کے اصحاب فوراً تبرک کے لئے اٹھا لیتے ہیں، لہذا اس خطرناک موقع پر نہایت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا (۲۲)

آنحضرت ﷺ کے سفرائی

آنحضرت ﷺ نے ایک تجربہ کار شخص کو جس کا نام "خراش" تھا اپنے اونٹ پر سوار کیا اور قریش کے پاس بھیجا، لیکن ان لوگوں نے اونٹ کو قتل کر دیا اور پیغمبر اکرم ﷺ کے نمائندے کو قتل کرنے پر اتر آئے، مگر یہ حادثہ تیر اندازان عرب کے ایک دستے کی وساطت سے ٹل گیا۔

قریش کی نقل و حرکت یہ بتا رہی تھی کہ ان کے سر پر جنگ کا جنون سما یا ہوا ہے۔ رسول خدا ﷺ مسئلہ کے مسالمت آمیز حل سے مایوس نہیں ہوئے۔ لہذا آپ ﷺ نے قریش کے پاس ایسے شخص کو نمائندہ بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا جس کا ہاتھ کسی بھی جنگ میں قریش کے خون سے آلودہ نہ ہوا ہو، لہذا آپ ﷺ نے عمر بن خطاب کو حکم دیا کہ وہ قریش کے پاس جائیں۔ لیکن انہوں نے جانے سے معذرت کر لی۔ رسول ﷺ نے خدا نے عثمان بن عفان کو "جن کی اشراف قریش سے قریب کی رشتہ داری تھی" اشراف قریش کے پاس بھیجا۔ عثمان قریش کے ایک

آدمی کی پناہ میں مکہ میں وارد ہوئے اور پیغمبر اکرم ﷺ کے پیغام کو قریش کے سرکردہ افراد تک پہنچایا۔ انہوں نے پیش کش رد کرنے کے ساتھ ساتھ عثمان کو بھی اپنے پاس روک لیا اور واپس جانے کی اجازت نہیں دی۔ مسلمانوں کے درمیان یہ افواہ اڑ گئی کہ قریش نے عثمان کو قتل کر دیا ہے۔ (۲۳)

بیعت رضوان

پیغمبر اکرم ﷺ کے نمائندے کی واپسی میں تاخیر کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان عجیب اضطراب اور ہیجان پیدا ہو گیا اور مسلمان جوش و خروش میں آکر انتقام پر آمادہ ہو گئے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے ان کی جذبات کو متحرک کرنے کے لئے فرمایا "ہم یہاں سے نہیں جائیں گے جب تک کوئی فیصلہ نہیں ہو جاتا۔" اس خطرناک صورتحال میں اگرچہ مسلمانوں کے لئے جنگ کے لئے ضروری ہتھیار اور ساز و سامان نہ تھا پھر بھی رسول خدا ﷺ نے ارادہ کیا کہ اپنے اصحاب کے ساتھ عہد و پیمانہ کی تجدید کریں، چنانچہ آنحضرت ﷺ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور سوائے ایک کے تمام اصحاب نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بعنوان بیعت ہاتھ رکھا اور قسم کھائی کہ خون کے آخری قطرے تک اسلام کا دفاع کریں گے۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

یہ وہی "بیعت رضوان" ہے کہ جس کے بارے میں قرآن میں آیا ہے:

"خداوند عالم ان مومنین سے جنہوں نے تمہارے ساتھ درخت کے نیچے بیعت کی، خوش ہو گیا اور ان کے وفا و خلوص سے آگاہ ہو گیا، اللہ نے ان کے اوپر سکون کی چیز نازل کی اور عنقریب فتح، اجر کے عنوان سے ان کے لئے قرار دی ہے۔" (۲۴)

بیعت کی رسم ختم ہوئی ہی تھی کہ عثمان لوٹ آئے اور قریش کے وہ جاسوس جو دور سے

بیعت کا واقعہ دیکھ رہے تھے پریشان ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے (تا کہ اس خطرناک صورتحال کی خبر قریش کے گوش گزار کریں)۔
 قریش کے سربراہ اورہ افراد نے "سہیل بن عمرو" کو صلح کا معاہدہ طے کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ (۲۵)

صلح نامے کا متن

جب سہیل بن عمرو، رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو یوں گویا ہوا "قریش کے سربراہ اورہ افراد کا خیال ہے کہ آپ اس سال یہاں سے مدینہ واپس چلے جائیں اور حج و عمرہ کو آئندہ سال انجام دیں"۔
 پھر مذاکرات کا باب کھل گیا اور سہیل بن عمرو بات بات پر بے موقع سخت گیری سے کام لے کر پریشانی کھڑی کرتا رہا۔ جب کہ پیغمبر اکرم ﷺ چشم پوشی کے رویے کو اس لئے نہیں چھوڑ رہے تھے کہ کہیں صلح کا راستہ ہی بند نہ ہو جائے۔ مکمل موافقت کے بعد رسول خدا ﷺ نے حضرت علی (ع) سے فرمایا کہ صلح نامہ لکھو، حضرت علی (ع) نے رسول خدا ﷺ کے حکم سے لکھا:

بسم الله الرحمن الرحيم

سہیل نے کہا کہ ہم اس جملے سے آشنا نہیں ہیں آپ بسمک اللهم لکھیں۔ (یعنی تیرے نام سے اے خدا) رسول خدا ﷺ نے موافقت فرمائی پھر حضرت علی (ع) نے پیغمبر اکرم ﷺ کے حکم سے لکھا "یہ وہ صلح ہے جسے اللہ کے رسول محمد ﷺ انجام دے رہے ہیں"۔

سہیل بولا "ہم آپ ﷺ کی رسالت اور نبوت کو قبول نہیں کرتے اگر اس کو قبول کرتے تو آپ سے ہماری لڑائی نہ ہوتی۔

لہذا آپ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیں (۲۶)

آنحضرت ﷺ نے حضرت علی (ع) کو حکم دیا کہ اس جملے کو مٹادیں لیکن حضرت علی (ع) نے عرض کیا "میرے ہاتھوں میں آپ ﷺ کا نام مٹانے کی طاقت نہیں ہے" رسول خدا ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے اس جملے کو مٹا دیا۔ (۲۷)

صلح نامے کی کچھ شرائطیوں تھیں:

۱۔ قریش اور مسلمان دونوں عہد کرتے ہیں کہ دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے تاکہ جزیرۃ العرب میں اجتماعی امن و امان اور صلح قائم ہو جائے۔

۲۔ جب بھی قریش کا کوئی آدمی مسلمانوں کی پناہ میں چلا جائے گا تو محمد ﷺ اس کو واپس کمرینگے لیکن اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص قریش کی پناہ میں آجائے گا تو قریش پر لازم نہیں کہ وہ اس کو واپس کریں۔

۳۔ مسلمان اور قریش جس قبیلے کے ساتھ چاہیں عہد و پیمانہ کر سکتے ہیں۔

۳۔ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب اس سال مدینہ واپس جائیں اور آئندہ سال زیارت خانہ خدا کے لئے آسکتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ مکہ میں قیام نہ کریں اور مسافر جتنا ہتھیار لے کر چلتا ہے اس سے زیادہ ہتھیار اپنے ساتھ نہ رکھیں (۲۸)۔

۵۔ مکہ میں مقیم مسلمان اس معاہدے کی رو سے اپنے مذہبی امور آزادی سے انجام دے سکتے ہیں اور قریش انہیں آزار یا مجبور نہیں کریں گے کہ وہ اپنے مذہب سے پلٹ جائیں ان کے دین کا مذاق نہیں اڑائیں گے۔ اسی طرح وہ مسلمان جو مدینہ سے مکہ آئیں

ان کی جان و مال محترم ہے۔ (۲۹)

معاہدہ کے دو نسخے تیار کئے گئے اور ایک نسخہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اس

کے بعد آپ ﷺ نے جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا اور وہیں سرمنڈوایا (۳۰) اور اس طرح ۱۹ دن کے بعد آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

صلح کے مخالفین (مطالعہ کیلئے)

صلح کا معاہدہ کچھ مسلمانوں خصوصاً بعض مہاجرین کی ناراضگی کا باعث بنا اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ تکلیف صلح نامہ کی دوسری شق کی وجہ سے ہوئی جس میں مسلمانوں کے پاس پناہ لینے والوں کو واپس کر دینے کو لازم قرار دیا گیا تھا، مخالفین صلح میں سب سے آگے عمر بن خطاب تھے و اقدی کی روایت کے مطابق عمر اور ان کے ہمنوا افراد رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور کہا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ ﷺ نے نہیں کہا تھا کہ ہم جلدی ہی مکہ میں داخل ہو کر کعبہ کی کنجی لے لیں گے اور دوسروں کے ساتھ عرفات میں وقوف کریں گے؟ اور اب حالت یہ ہے کہ نہ ہماری قربانی خانہ خدا تک پہنچی اور نہ ہم خود رسول خدا ﷺ نے عمر کو جواب دیا کہ "کیا میں نے اسی سفر کے لئے کہا تھا؟ عمر نے کہا "نہیں" پھر مقبول رسول ﷺ نے عمر کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ "کیا تم احد کا دن بھول گئے ہو جس دن تم بھاگتے ہوئے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے اور میں تمہیں پکار رہا تھا؟ کیا تم احزاب کا دن بھول گئے؟ کیا تم فلا دن بھول گئے؟"

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

مسلمانوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ نے جو کچھ سوچ رکھا ہے ہم نے اس کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ آپ ﷺ خدا اور اس کے حکم کو ہم سے بہتر جانتے ہیں۔

اسی طرح جب صلح نامہ لکھا گیا تو عمر اپنی جگہ سے اٹھ کر رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور کہا "اے اللہ کے رسول ﷺ

کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟" آپ نے فرمایا: "بے شک ہم مسلمان

ہیں "عمر نے کہا کہ "پھر دین خدا میں ہم کیوں ذلت اور پستی برداشت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں خدا کے حکم کی کبھی بھی مخالفت نہیں کروں گا اور خدا بھی مجھے تباہ نہیں کرے گا۔" (۳۱) عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ "میں نے کبھی بھی حدیبیہ کے دن کی طرح اسلام کے بارے میں شک نہیں کیا۔" (۳۲)

ابو بصیر کی داستان اور شرط دوم کا خاتمہ (مطالعہ کیلئے)

ابو بصیر نامی ایک مسلمان جو مدت سے مشرکین کی قید میں زندگی گزار رہے تھے مدینہ بھاگ آئے قریش نے پیغمبر اکرم ﷺ کو خط لکھا اور خط بنی عامر کے ایک شخص کے حوالہ کیا اور اپنے غلام کو اس کے ساتھ کر دیا اور یاد دلایا کہ صلح حدیبیہ کی دوسری شق کے مطابق ابو بصیر کو واپس کرنا رسول خدا ﷺ نے معاہدے کے مطابق ابو بصیر سے کہا تمہیں مکہ لوٹ جانا چاہیے، کیونکہ ان کے ساتھ جیلہ بازی سے کام لینا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔ میں مطمئن ہوں کہ خدا تمہاری اور دوسروں کی آزادی کا وسیلہ فراہم کرے گا۔"

ابو بصیر نے عرض کیا "کیا آپ ﷺ مجھے مشرکین کے سپرد کر رہے ہیں تاکہ وہ مجھے دین خدا سے بہکا دیں؟" رسول خدا ﷺ نے پھر وہی بات دہرائی اور ان کو قریش کے نمائندے کے سپرد کر دیا۔ جب وہ لوگ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو ابو بصیر نے ان محافظین میں سے ایک کو قتل کر دیا۔ اور اس کی تلوار اور گھوڑا غنیمت کے طور پر لے لیا اور مدینہ لوٹ آئے۔ جب رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے اپنے عہد کو پورا کیا اور مجھے اس قوم کے سپرد کر دیا میں نے اپنے دین کا دفاع کیا تاکہ میرا دین برباد نہ ہو۔"

ابو بصیر چونکہ مدینہ میں نہیں رہ سکتے تھے اس لئے صحرا کی طرف چلے گئے اور دریائے

سرخ کے ساحل پر مکہ سے شام کی طرف جانے والے قافلوں کے راستے میں چھپ گئے جو لوگ مکہ میں مسلمان ہوئے تھے اور معاہدے کے مطابق مدینہ نہیں آسکتے تھے وہ ابو بصیر کے پاس چلے جاتے تھے رفتہ رفتہ ان کی تعداد زیادہ ہو گئی اور انہوں نے قریش کے تجارتی قافلوں پر حملے کر کے نقصان پہنچانا شروع کر دیا۔ قریش نے اس آفت سے بچنے کے لئے پیغمبر اکرم ﷺ کو خط لکھا اور ان سے عاجزانہ طور پر خواہش کی کہ ابو بصیر اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ بلا لیں اور پناہ گزینوں کو واپس کرنے والی شرط صلح نامہ کے متن سے حذف کر دی جائے۔ (۳۳)

صلح حدیبیہ کے نتائج کا تجزیہ

۱۔ پے در پے جنگیں ایک دوسرے سے براہ راست روابط میں رکاوٹ بنی ہوئی تھیں لیکن اس صلح نے افکار کے آزادانہ ارتباط اور اعتقادی بحث و مباحثہ کا راستہ کھول دیا اور یہ روابط عرب معاشرے میں اسلامی روش اور دلوں میں اسلام کے نفوذ کی وسعت کا ذریعہ بن گئے اس طرح کہ صلح حدیبیہ والے سال پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد چودہ سو تھی جبکہ فتح مکہ والے سال دس ہزار افراد رسول خدا ﷺ کے ساتھ تھے۔

۲۔ صلح کے ذریعہ داخلی امن و امان قائم ہو جانے کے بعد اسلام کی عالمی تحریک کو سرحدوں کے پار لے جانے اور عالمی پیغام کو نشر کرنے کے لئے رسول خدا ﷺ کو موقع مل گیا۔

۳۔ یہ صلح درحقیقت تحریک اسلامی کو مٹانے کے لئے وجود میں آنے والے ہر طرح کے نئے جنگی اتحاد کے لئے مانع بن گئی اور اس طرح لشکر اسلام کے ہاتھ یہ موقع آگیا کہ وہ خیبر کے یہودیوں جیسے بڑے دشمن کو راستے سے ہٹا سکیں۔

صلح کے فوائد کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "پیغمبر اکرم ﷺ کی زندگی کی تاریخ میں کوئی واقعہ صلح حدیبیہ سے زیادہ فائدہ مند نہیں تھا"۔ (۳۴)

سوالات

- ۱۔ ہجرت کا چھٹا سال کس اہمیت کا حامل ہے؟
- ۲۔ مفسدین فی الارض (زمین پر فساد پھیلانے والے) کون لوگ تھے اور کیوں قتل کئے گئے؟
- ۳۔ بنی مُصطلق کیوں کر اسلام کے گرویدہ ہوئے؟
- ۳۔ صلح حدیبیہ کے معاہدے کا کیا نتیجہ رہا؟
- ۵۔ بیعت رضوان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
- ۶۔ کون لوگ صلح کے مخالف تھے؟
- ۷۔ عبداللہ بن اُبی نے غزوہ بنی مصطلق میں کیا کیا اور کون سا سورہ اس موقع پر نازل ہوا؟
- ۸۔ حدیث "افک" کیا ہے؟ مختصراً بیان کیجئے۔
- ۹۔ آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ان جَائِكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ کس کے بارے میں اور کس موقع پر نازل ہوئی؟
- ۱۰۔ صلح کی دوسری شرط کیسے لغو ہوئی؟

حوالہ جات

- ۱۔ ڈاکٹر آبتی مرحوم کی کتاب "تاریخ پیامبر" ملاحظہ ہو ص ۳۸۹، ۳۶۳
- ۲۔ اس غزوہ کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے واقدی کہتے ہیں کہ یہ یکم ربیع الاول ۶ھ میں وقع ہوا تھا لیکن ابن ہشام کے مطابق یہ ماہ جمادی الاولیٰ میں وقع ہوا ہے۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۵۳۵۔ سیرہ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۴۹ ملاحظہ ہو۔
- ۳۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۵۳۵۔ طبری ج ۲ ص ۵۹۵۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۴۸۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۲۹۲۔
- ۳۔ ﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّوْا أَوْ يُبَاؤُوا أَوْ يُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (ماندہ ۳۳) (طبقات ج ۲ ص ۹۲)۔
- ۵۔ ابن سحاق، اور ابن ہشام نے اس غزوہ کو ۶ ہجری کے واقعات میں نقل کیا ہے اگرچہ واقدی، ابن سعد اور مسعودی جیسے تاریخ نویسوں نے اسے کو سنہ ۵ ہجری کے واقعات میں ذکر کیا ہے۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۰۲۔ مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۰۳۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۹۳۔ التنبیہ والاشراف ص ۲۱۵۔
- ۶۔ مُرَيْسِعٌ سے فرع تک جو مدینہ سے آٹھ منزل پر واقع ہے ایک روز کی مسافت کا استہ ہے۔ بعض لغت میں "مُرَيْسِعٌ" ذکر ہوا ہے اگر ایک روز مسافت والی بات درست مان لی جائے تو اس کا مدینہ سے فاصلہ صرف آٹھ کلومیٹر ہوگا جو کہ ایک بعید بات ہے (مصحح)۔
- ۷۔ تاریخ پیامبر ﷺ ڈاکٹر آبتی مرحوم ص ۳۰۷۔
- ۸۔ جلابیب جلاباب کی جمع ہے۔ کشادہ پیرہن کو کہتے ہیں۔ جو لوگ مسلمان ہو جاتے تھے مشرکین ان کے لئے یہ لفظ استعمال کرتے تھے (رک) سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۰۳۔

۹۔ تاریخ طبری ج ۲، ص ۶۰۲۔ ﴿يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾ (سورہ منافقون آیت ۸)۔

۱۰۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۰۳-۳۰۵۔

۱۱۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۰۶، ۶۰۷۔

۱۲۔ انتظامی اصولوں اور علم نفسیات میں اس اصول سے بخوبی استفادہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر فوج میں تشست، اختلاف اور کینہ توزی کو روکنے کے لئے آتش اختلاف کو شعلہ ور ہونے کی فرصت دینے کے بجائے انہیں کام میں اتنا مشغول کر دیا جائے کہ آپس میں جھگڑنے کی فرصت ہی نہ رہے اور نہ ہی گمراہ کن خیالات ان کے ذہن میں باقی بچیں۔

۱۳۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۰۸۔

۱۴۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۱۰۔

۱۵۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۰۹۔

۱۶۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا انْجَنِبُوا فِئْتَابَ النَّارِ وَأَنْتُمْ كَالصَّالِمِينَ﴾ (سورہ بقرہ آیت ۲۸)۔

نادمین﴾ (حجرات آیت ۶)۔

۱۷۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۱۱۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۱۱۔ مغازی و قدی ج ۲ ص ۳۲۶ سے ص ۳۳۲ تک، طبقات ابن

سعد ج ۲ ص ۶۵۔ اسباب النزول واحدی ص ۲۱۳ سے ۲۱۷ تک۔ نہایہ الارب ۳۱۷-۳۰۵۔

۱۸۔ اگرچہ حسان بن ثابت شاعر اسلام اور پیغمبر اکرم ﷺ کی بولتی ہوئی زبان تھے۔ مگر تہمت کے جرم میں ان کی اس حیثیت کو نہیں دیکھا گیا۔ حمزہ شہید مصعب بن عمیر کی بیوی، شہید عبداللہ بن جحش کی بہن، پیغمبر اکرم ﷺ کی پھوپھی کی لڑکی اور ان کی بیویوں میں سے ایک بیوی کی بہن تھی۔ مگر قوانین الہی کو جاری کرنے میں مجرم کے لئے ان باتوں کی گنجائش نہیں ہے۔ سیرہ ابن ہشام ج ۲ ص ۳۰۹۔

۱۹۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۱۹۔

۲۰۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۲۱۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۹۵۔

۲۱۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۹۶۔

۲۲۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۲۵ سے ص ۳۲۸ تک۔

۲۳۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۲۸۔ ۳۲۹۔

۲۴۔ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَنْ فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَنَا هُمْ فَتَحُوا قَرِيبًا (فتح/۱۸)۔

۲۵۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۳۰ و ۳۳۵۔

۲۶۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۳۱۔ ۳۳۲۔

۲۷۔ بحار الانوار ج ۲۰ ص ۳۳۳۔ ۳۵۲۔

۲۸۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۳۲۔

۲۹۔ بحار الانوار ج ۲۰ ص ۳۵۰۔

۳۰۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۳۳۔

۳۱۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۰۵ سے ۶۱۰ تک

۳۲۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۰۴ از تبث اریباً مِنْهُ أَشْلَكَ الْإِيْمَانُ: Presented by: <https://www.KitaboSunnat.com>

۳۳۔ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۳۳۵۔ ۳۳۸ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۳۹ تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ۔ مغازی واقدی ج ۲ ص

۶۲۳ سے ۶۳۱ تک۔ حیات الصحابة ج ۱ ص ۱۳۳۔

۳۴۔ "مَا كَانَ قَضِيَّةَ أَعْظَمَ بَرَكَةٍ مِنْهَا" فروع ابدیت ج ۲ ص ۶۰۰۔

آٹھواں سبق

پیغمبر ﷺ اسلام کے عالمی پیغام کا اعلان
سیاسی حکمت عملی کے نکات کی رعایت
خسر و پرویز کے نام خط اور اسکی گستاخی
جشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام آنحضرت ﷺ کا خط
دوسرے حکمرانوں کا موقف
خیبر کے یہودیوں سے جنگ کے اسباب
لشکر توحید کی روانگی
معلومات کی فراہمی
جنگی اعتبار سے مناسب جگہ پر لشکر گاہ کی تعیین
لشکر کیلئے طبی امداد و رسائی کا انتظام

Presented by: <https://jahilibrary.com/>

جدید معلومات

آغاز جنگ اور پہلے قلعہ کی فتح
سردار کے حکم سے روگردانی
جنگی حکمت عملی
علی (ع) فاتح خیبر

سوالات

پیغمبر اسلام ﷺ کے عالمی پیغام کا اعلان

محرم ۱۰۰۰ (۱) بمطابق اپریل ۶۲۸

صلح حدیبیہ کے معاہدے نے رسول خدا ﷺ کو جنوب (مکہ) کی طرف سے مطمئن کر دیا اور پر امن فضا کے سبب عرب کے سربرآوردہ افراد کا ایک گروہ، اسلام کا گرویدہ ہو گیا۔ اس موقع پر اسلام کے عظیم رہنما نے فرصت کو غنیمت جانا اور اس وقت کے حکمرانوں، قبائلی سرداروں اور عیسائی راہنماؤں سے مذاکرہ اور مکاتبہ کا باب کھول دیا اور خدا کے حکم سے اپنے آئین کو، جو ایک عالمی آئین دنیا کی قوموں کے سامنے پیش کیا۔

رسول خدا ﷺ نے جو خطوط، دعوت اسلام کے عنوان سے سلاطین، قبائل کے روساء اور اس زمانے کی سیاسی و مذہبی نمایاں شخصیتوں کو تحریر فرمائے تھے وہ آپ ﷺ کی دعوت کے طریقہ کار کی حکایت کرتے ہیں۔

اس وقت ۱۸۵ خطوط کے متن ہماری دسترس میں نہیں جن کو پیغمبر اسلام ﷺ نے تبلیغ، دعوت اسلام یا شاق و پیمان کے طور پر تحریر فرمایا تھا۔^(۱)

یہ خطوط دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں اسلام کی روش اور طریقہ کار کے جس کی بنیاد، منطق و برہان پر تھی نہ کہ جنگ و شمشیر پر، روشنی ڈالتے ہیں، جو حقائق ان خطوط میں پوشیدہ ہیں اور جو اہل انصاف و انصافیت اور راہنمائی رسول خدا ﷺ نے دوسری قوموں کے سامنے پیش کی ہیں، وہ اسلام کے عالمی پیغام اور آپ ﷺ کی دعوت کے طریقہ کار کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

سیاسی حکمت عملی کے نکات کی رعایت

مختلف علاقوں اور سلاطین کے پاس رسول خدا ﷺ کے بھیجے ہوئے افراد اور سفراء معارف اسلامی سے آگاہ اور اس پر تسلط رکھنے کے ساتھ ساتھ، ادب و سخن میں کم نظیر تھے اور اس زمانے کے لوگوں کے معاشرتی اور دینی آداب و رسوم سے واقفیت رکھتے تھے۔ اس زمانے کی طاقتوں کا سامنا کرنے میں عین یقین اور صاف گوئی کے ساتھ ان کی ظاہری وضع و قطع بھی سیاسی حکمت عملی کے نکات کی رعایت کی حکایت کرتی تھی۔^(۳)

رسول خدا ﷺ نے عالمی پیغام رسالت پر مشتمل خطوط، ایک ہی دن چھ منتخب افراد کے ذریعے ایران، روم، حبشہ، مصر، یمامہ، بحرین، اردن اور حیرہ کی طرف روانہ فرمائے۔^(۴)

رسول خدا ﷺ خطوط پر (محمد رسول اللہ) "جو کہ آپ کی انگوٹھی پر کھدا ہوا تھا" کی مہر لگاتے اور خطوط کو بند کر کے مخصوص موم سے چکا دیا کرتے تھے۔^(۵)

جس زمانے میں آپ ﷺ یہ خطوط تحریر فرما رہے تھے، اس وقت دنیا کی دو بڑی طاقتیں، ایران اور روم اپنے اپنے ملک کا رقبہ بڑھانے کے سلسلے میں ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان تھیں اور دنیا کی سیاست انہی کے گرد گھوم رہی تھی۔ قیصر روم کے نام رسول خدا ﷺ کے خط کا مضمون یہ تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

محمد رسول خدا ﷺ کی طرف سے روم کے بزرگ "قیصر" کے نام

سچائی اور ہدایت کی اتباع کرنے والوں پر سلام، تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں، اسلام کو قبول کر لو تا کہ صحیح و سالم رہو اور خدا بھی تم کو (خود تمہارے ایمان کا اور تمہارے زیر

نگیں افراد کے ایمان کا) دوہرا اجر دے گا۔ اے اہل کتاب میں تم کو اس بات کی طرف دعوت دیتا ہوں جو تمہارے اور ہمارے درمیان یکساں ہے اور وہ یہ ہے کہ سوائے خدائے واحد کے ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک قرار نہ دیں اور ہم میں سے بعض، بعض کو رب نہ بنائیں اور جب وہ لوگ روگردانی کریں تو کہو کہ تم گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔^(۶)

محمد رسول اللہ^(۷)

جب دجیہ کلبی نے خط، قیصر روم تک پہنچایا تو اس نے اسلام اور دین موعود انجیل کے بارے میں مفصل تحقیقات کے بعد مندرجہ ذیل عبارت پر مشتمل خط رسول خدا ﷺ کو لکھا۔

"یہ خط اس رسول خدا ﷺ کے لئے ہے جس کی بشارت عیسیٰ (ع) نے دی ہے (یہ خط) قیصر بادشاہ روم کی طرف سے ہے۔ آپ کا خط اور قاصد ہمارے پاس پہنچا میں اس بات کی سچی گواہی دیتا ہوں کہ خدانے آپ ﷺ کو رسالت پر مبعوث کیا ہے۔ آپ کا نام اور آپ کا تذکرہ اس انجیل میں دیکھ رہا ہوں جو ہمارے ہاتھ میں ہے۔ عیسیٰ (ع) بن مریم نے آپ ﷺ کے آنے کی بشارت دی ہے۔ میں نے بھی رومیوں کو دعوت دی ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور مسلمان ہو جائیں لیکن انہوں نے اطاعت نہیں کی اور اسلام نہیں لائے۔ حالانکہ اگر وہ ہماری بات مانتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ میں تمنا کرتا ہوں کہ اے کاش آپ

ﷺ کا خدمت گزار ہوتا اور آپ ﷺ کے پیرو ہوتا۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com>

پھر قیصر نے خط کو تحائف کے ساتھ دجیہ کلبی کے ذریعہ رسول خدا ﷺ کے پاس بھیج دیا۔^(۸)

شاہ ایران خسرو پرویز کے نام رسول اللہ کے خط کا متن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول خدا ﷺ کی طرف سے ایران کے عظیم کسری کے نام۔

سلام ہو اس شخص پر جو سچائی اور ہدایت کا پیرو ہو، خدا اور رسول ﷺ پر ایمان لایا ہو اور گواہی دیتا ہو کہ اس کے علاوہ کوئی پروردگار نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اس کے بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ مسیحتیہیں خدا کی طرف بلاتا ہوں اس لئے کہ میں خلق خدا کے درمیان خدا کا رسول ﷺ ہوں تاکہ میں زندہ افراد کو خوف و امید دلاؤں۔ تم اسلام قبول کر لو تاکہ محفوظ رہو اور اگر تم نے انکار کیا تو تمہارے پیروکاروں کا بوجھ بھی تمہارے سر ہے گا۔

محمد رسول ﷺ اللہ (۹)

عبد اللہ بن حذافہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کا خط ایران کے دربار میں پہنچایا۔ جب مترجمین نے بادشاہ کے سامنے خط پڑھا تو وہ بھڑک اٹھا کہ محمد ﷺ کون ہے؟ جو اپنے نام کو میرے نام سے پہلے لکھتا ہے؟ اور خط پڑھے جانے سے پہلے ہی اس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

رسول خدا ﷺ کا قاصد مدینہ واپس آیا اور اس نے بادشاہ کو اپنا خط لکھا۔ آپ ﷺ نے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور

فرمایا:

"خدا یا اس شخص نے میرا خط پھاڑ ڈالا تو اس کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔" (۱۰)

خسرو پرویز کے نام خط اور اسکی گستاخی

ساسانی بادشاہ نے طاقت کے نشے میں چور ہو کر یمن کے کٹھ پتلی حاکم "باذان" کو لکھا

کہ مجھے خبر ملی ہے کہ مکہ میں کسی قریشی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تم دو دلیر آدمیوں کو وہاں بھیجو تا کہ وہ اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لائیں۔"

حاکم یمن "باذان" نے مرکز کے حکم کے مطابق دو دلیر آدمیوں کو حجاز روانہ کیا جب یہ لوگ طائف پہنچے تو وہاں کے ایک شخص نے مدینہ کی طرف راہنمائی کی اور دونوں افراد مدینہ جا پہنچے اور باذان کا خط پیغمبر اسلام ﷺ کو دیا۔ آپ ﷺ کی عظمت و ہیبت اور اطمینان نے پیغام لانے والوں کو وحشت میں ڈال دیا۔

جب پیغمبر اسلام ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو وہ لمرز نے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا "اب تم جاؤ، کل میں اپنا فیصلہ سناؤں گا"۔ دوسرے دن جب والی یمن کے کارندے جواب لینے کے لئے پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پروردگار عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ کل رات جب رات کے سات گھنٹے گزر چکے تھے (۱۰ جمادی الاول سنہ ۷ھ کو) "خسر و پرویز" اپنے بیٹے "شیرویہ" کے ہاتھوں قتل ہو گیا ہے اور اس کا بیٹا تخت سلطنت پر قابض ہو گیا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو بیش قیمت تحائف دے کر یمن روانہ کیا۔ انہوں نے یمن کی راہ لی اور باذان کو اس خبر سے مطلع کیا۔ باذان نے کہا کہ "اگر یہ خبر سچ ہے تو پھر یقیناً وہ آسمانی پیغمبر ہے اور اس کی پیروی کرنا چاہیئے ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ شیرویہ کا خط حاکم یمن کے نام آن پہنچا جس میں لکھا تھا کہ "آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے خسر و پرویز کو قتل کر دیا اور ملک کا غم و غصہ اس بات کا باعث بنا کہ میں اس کو قتل کر دوں اس لئے کہ اس نے فارس کے اشراف کو قتل اور بزرگوں کو متفرق کر دیا تھا۔ جب میرا خط تمہارے ہاتھ میں پہنچے تو لوگوں سے میرے لئے بیعت لو اور اس شخص سے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور جس کے خلاف میرے باپ نے حکم دیا تھا، ہرگز سختی کا برتاؤ نہ کرنا

یہاں تک کہ میرا کوئی نیا حکم تم تک پہنچے۔

شیرویہ کے خط نے اس خبر کی تائید کر دی جو رسول خدا ﷺ نے عالم غیب اور وحی کے ذریعہ دی تھی۔ ایرانی نادحاکم باذان اور ملک یمن کے تمام کارندے جو ایرانی تھی، مسلمان ہو گئے اور یمن کے لوگ رفتہ رفتہ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ باذان نے رسول خدا ﷺ کے نام ایک خط میں اپنے اور حکومت کے کارندوں کے اسلام لانے کی خبر پہنچائی۔^(۱۱)

جشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام آنحضرت ﷺ کا خط

بسم الله الرحمن الرحيم

محمد رسول اللہ کی طرف سے زما دار جشہ نجاشی کے نام۔ تم پر سلام ہو، ہم اس خدا کی تعریف کرتے ہیں جس کے سوا کوئی خدا نہیں، وہ خدا کہ جو بے عیب اور بے نقص ہے۔ فرمان بردار بندے اس کے غضب سے امان میں ہیں وہ خدا اپنے بندوں کے حال کو دیکھنے والا اور گواہ ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب مریم کے فرزند عیسیٰ (ع) روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں جو پاکیزہ اور زاہدہ مریم کے بطن میں تھے، خدا نے اسی قدرت سے جس سے آدم ﷺ کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا ان کو بغیر باپ کے رحم میں پیدا کیا۔

میں تمہیں لا شریک خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اور تم سے یہی چاہتا ہوں کہ تم ہمیشہ خدا کے مطیع اور فرمان بردار اور میرے پاکیزہ آئین کی پیروی کرتے رہو۔ اس خدا پر ایمان لاؤ جس نے مجھے رسالت پر مبعوث فرمایا۔ میں پیغمبر خدا ہوں، تمہیں اور تمہارے تمام لشکر والوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور

اس خط اور سفیر کو بھیج کر میں اپنے اس عظیم فریضے کو پورا کر رہا ہوں جو میرے اوپر ضروری ہے اور تمہیں وعظ و نصیحت کر رہا ہوں۔ سچائی اور ہدایت کے پیروکاروں پر سلام۔

محمد رسول اللہ

نجاشی نے رسول خدا ﷺ کے خط کو لیا، آنکھوں سے لگایا، تخت سے نیچے اُترا اور تواضع کے عنوان سے زمین پر بیٹھ گیا اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور پھر آنحضرت ﷺ کے خط کے جواب میں لکھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ خط محمد رسول خدا ﷺ کی طرف، نجاشی کی جانب سے ہے، اس خدا کا درود و سلام آپ ﷺ پر ہو جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں اور جس نے میری ہدایت کی۔ حضرت عیسیٰ (ع) کے بشر اور پیغمبر ہونے کے مضمون کا حامل خط ملا۔ زمین و آسمان کے خدا کی قسم جو آپ ﷺ نے بیان فرمایا وہ حقیقت ہے۔ میں نے آپ ﷺ کے دین کی حقیقت سے آگاہی حاصل کی اور مہاجر مسلمانوں کی ضرورتوں کے پیش نظر ضروری اقدامات انجام دیتے گئے ہیں۔ اب میں اس خط کے ذریعے گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ خدا کے رسول وہ صادق شخص ہیں جن کی تصدیق آسمانی کتابیں کرتی ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کے پچازاد بھائی (جعفر بن ابی طالب) کے سامنے اسلام و ایمان و بیعت کے مراسم انجام دیئے ہیں اور اب اپنا پیغام اور قبول اسلام کی خبر پہنچانے کے لئے اپنے بیٹے "رارہا" کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنے علاوہ کسی کا ضامن نہیں ہوں۔ آپ ﷺ اگر حکم دیں تو میں خود آپ ﷺ کی خدمت بافیض میں حاضر ہو جاؤں۔ آپ ﷺ پر درود و سلام ہو۔

نجاشی (۱۲)

دوسرے حکمرانوں کا موقف

مصر و یمامہ کے سربراہان مملکت نے تحائف کے ساتھ رسول خدا ﷺ کے خط کا جواب دیا لیکن کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ مصر کے حاکم مقوقس نے بھی تحائف کے ساتھ رسول خدا ﷺ کے خط کا جواب انتہائی احترام کے ساتھ دیا (۱۳)۔ یمامہ کے حاکم نے جواب میں لکھا کہ میں اس شرط پر مسلمان ہونے کو تیار ہوں کہ رسول خدا ﷺ کے بعد حکومت میرے ہاتھ میں ہو۔ اس پیش کش کو رسول خدا ﷺ نے قبول نہیں کیا اور فرمایا یہ بات خدایٰ امور میں سے ہے (۱۴)۔

بحرین کا حاکم مسلمان ہو گیا اور رسول خدا ﷺ نے اس کو اسی طرح بطور حاکم باقی رکھا۔ اردن کے حاکم نے رسول خدا ﷺ کے سفیر کے سامنے اپنی جنگی طاقت کا مظاہرہ کیا اور مدینہ پر لشکر کشی کی فکر میں تھا اس سلسلہ میں مرکزی حکومت (روم) سے رائے طلب کی لیکن جب قیصر روم کی بدلی ہوئی نگاہوں کو دیکھا تو سب کچھ سمجھ گیا اور تمام سیاسی لوگوں کی طرح اپنا موقف بدل دیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے سفیر کی دلجوئی کی اور تحفے تحائف اس کے حوالے کئے (۱۵)۔

خیبر کے یہودیوں سے جنگ کے اسباب

اسلام شروع ہی سے یہودیوں کی بد عہدی اور سازشوں کا شکار تھا۔ یہودیوں کا ایک گروہ مدینہ سے ۱۶۵ کیلومیٹر دور شمال میں خیبر نامی ایک ہموار اور وسیع جگہ پر سکونت پذیر تھا کہ جہاں انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے نہایت مضبوط اور مستحکم سات قلعے بنا رکھے تھے۔ یہودیوں کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ تھی جن میں سے اکثر جوان اور جنگجو افراد تھے۔

صلح حدیبیہ نے رسول خدا ﷺ کو اس بات کا موقعہ دیا کہ عالمی پیغام کا اعلان کرنے کے علاوہ جزیرۃ العرب سے یہودیوں کے آخری خطرناک مرکز کی بساط لپیٹ دیں کیونکہ ایک تو سیاسی اور جنگی نکتہ نظر سے خیبر ایک مشکوک مرکز شمار ہوتا تھا اور خیبر کے یہودیوں ہی نے جنگ احزاب کی آگ بھڑکائی تھی اس لئے ممکن تھا کہ وہ دوبارہ مشرکین کو بھڑکائیں۔

دوسرے یہ کہ ایران و روم ایسی بڑی طاقتوں سے یہودیوں کے بہت قریبی تعلقات تھے۔ اور ہر لمحہ یہ اندیشہ تھا کہ بڑی طاقتوں کو ورغلا کر یا ان کی مدد سے یہ لوگ اسلام کو جڑ سے اکھاڑیں۔

تیسرے یہ کہ، صلح حدیبیہ کے وجہ سے یہودی یہ سوچنے لگے تھے کہ لشکری اور جنگی اعتبار سے کمزور ہونے کی بنا پر مسلمانوں نے صلحنامہ قبول کیا ہے، لہذا یہودی اس فکر میں تھے کہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تحریک اسلام پر ناگہانی ضرب لگائی جائے۔ ہر چند کہ صلح حدیبیہ کے معاہدے نے قریش و یہود کے جنگی اتحاد کے امکان کو ختم کر دیا تھا لیکن دیگر ایسے قبائل موجود تھے جو یہودیوں کے امکانی حملے کی صورت میں ان کا ساتھ دے سکتے تھے۔ یہ وجوہات تھیں جو اس بات کا سبب بنیں کہ رسول خدا ﷺ یہودیوں کی سرکوبی کے لئے پیش قدمی کریں اور آتش فتنہ کو خاموش کر دیں۔

Presented by <https://jafriLibrary.com/>

یکم ربیع الاول ۷ ہجری (۱۶) بروز ہفتہ بمطابق ۱۲ جولائی ۶۲۸ عیسوی

رسول اکرم ﷺ سولہ سو جاں بازوں کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور ہمیشہ کی طرح ناگہانی طور پر دشمن کے سر پر پہنچنے کے لئے تیزی سے مقام رجیع کی جانب روانہ ہوئے

۔ (یہ ایک چشمہ ہے جو خیبر و غطفان کی سرزمین کے درمیان واقع ہے اور غطفان کی ملکیت ہے) چنانچہ اس طرح آپ ﷺ نے دشمن کو بھی غافل بنایا اور دو جنگی حلیفوں یعنی خیبر کے یہودیوں اور غطفان کے بدوؤنکے درمیان جدائی بھی ڈال دی۔

معلومات کی فراہمی

رسول خدا ﷺ نے روانگی سے قبل لشکر اسلام کے آگے "عباد بن بشر" کو چند سواروں کے ساتھ دشمن کے لشکر کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ ان لوگوں نے ایک یہودی جاسوس کو گرفتار کر لیا اور اس کو دھمکا کہ، خیبر کے یہودیوں کے اہم جنگی راز اور یہودیوں کے پست حوصلوں کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔^(۱۷)

خیبر کا مضبوط قلعہ راتوں رات مسلمانوں کے محاصرے میں آگیا۔ صبح سویرے خیبر کے یہودی مسلمانوں کے حملہ اور محاصرے سے غافل قلعوں سے باہر نکلے اور بیلچے، تھیلے وغیرہ لے کر کھیتوں اور نخلستانوں کی طرف چل پڑے کہ اچانک مسلمانوں پر نظر پڑی جو خیبر کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ وہ لوگ ڈر کے مارے خیبر کے قلعوں کی طرف بھاگے اور آواز دی "محمد ﷺ ہم سے لڑنے آئے ہیں"۔^(۱۸)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

جنگی اعتبار سے مناسب جگہ پر لشکر گاہ کی تعیین

ابتدا میں لشکر اسلام نے خیموں کو نصب کرنے کے لئے ایک جگہ کا انتخاب کیا لیکن یہ جگہ بہت زیادہ مرطوب ہونے کے علاوہ صحت و صفائی کے اعتبار سے بھی نامناسب اور یہودیوں کے تیروں کی زد پر واقع تھی جب یہ جگہ جنگی اعتبار سے مناسب معلوم نہ ہوئی تو

رسول خدا ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کمر کے نخلستان کی پشت پر مناسب ترین رجیع نامی جگہ کو لشکرگاہ کے لئے معین فرمایا اور کچھ سپاہیوں کو اس جگہ کی حفاظت اور نگہبانی کے لئے مقرر کر دیا۔ جو باری باری لشکرگاہ کی نگہبانی اور حفاظت کا فریضہ انجام دیتے۔^(۱۹)

لشکر کے لئے طبی امداد رسانی کا انتظام

زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے والی "نُسَبَیَّة" نامی خاتون چند ایسی عورتوں کے ساتھ جو اس فن سے آشنا تھیں مدینہ سے لشکر اسلام کے ہمراہ آئیں اور لشکرگاہ کی پشت پر جنگی مجروحین کی مرہم پٹی کے لئے ایک خیمہ نصب کیا اور جانبازوں کی مدد کے لئے تیار ہو گئیں۔^(۲۰)

جدید معلومات

مقام رجیع میں ایک یہودی نے جو بہت زیادہ خوف زدہ ہو گیا تھا خود کو لشکر اسلام کے حوالہ کر دیا اور کہنے لگا کہ اگر کچھ خبریں لشکر اسلام کو دے تو کیا اس کو امان ملے گی؟ جب اس کو امان دی گئی تو اس نے بہت سے جنگی راز فاش کر دیئے اور بتایا کہ یہودیوں کے درمیان اختلاف ہو گیا ہے۔ پھر مسلمانوں کی قلعوں اور حصاروں تک راہنمائی کی۔^(۲۱)

آغاز جنگ اور پہلے قلعہ کی فتح

خیبر میں سات قلعے تھے جن کے نام، ناعم، قموص، کتبہ، نطاة، شق، وطیح، سلالم ہیں ان قلعوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ رجیع کو لشکرگاہ کے عنوان سے منتخب کرنے اور ترتیب دینے میں تقریباً سات دن لگ گئے، اس کے بعد لشکر اسلام دن میں قلعوں پر حملہ کرتا اور راتوں کو اپنی قیام گاہ پر واپس آجاتا تھا۔ جنگ کے پہلے دن پچاس جانبازان اسلام تیروں

سے مجروح ہونے، علاج کے لئے انکو اس خیمہ میں پہنچایا گیا جو اس کام کے لئے نصب کیا گیا تھا۔
 بالآخر سات دنوں کے بعد ناعم نامی پہلا قلع فتح ہوا، اس کے بعد رفتہ رفتہ سارے قلعے لشکر اسلام کے قبضہ میں آگئے۔
 ان قلعوں میں سے ایک قلعہ کی فتح کے دوران اس یہودی کی زوجہ اسیر ہوئی جس نے لشکر اسلام کے لئے معلومات فراہم کرنے
 میں مدد دی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اسے اُس کے شوہر کے حوالے کر دیا۔^(۲۲)

سردار کے حکم سے روگردانی

رسول خدا ﷺ جب "ناعم" نامی قلعہ کی حصار کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے لشکر کو صف آرا کیا اور فرمایا کہ جب تک حکم
 نہ پہنچے اس وقت تک جنگ نہ کرنا۔ اس موقع پر ایک سپاہی نے خود سرانہ طور پر ایک یہودی پر حملہ کر دیا لیکن یہودیوں کے ہاتھوں
 مارا گیا۔ جاں بازوں نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ کیا یہ شہید شمار ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "منادی بہ آواز بلند اعلان
 کر دے کہ جو اپنے سپہ سالار کے حکم سے سرتابی کرے جنت اس کے لئے نہیں ہے۔"^(۲۳)

Presented by: <https://afriLibrary.com/>

جنگی حکمت عملی

لشکر اسلام کی کمان رسول خدا ﷺ کے ہاتھ میں تھی اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق عمدہ جنگی حکمت عملی کے
 ساتھ لشکر اسلام ایک ایک قلعہ کا محاصرہ کرتا جا رہا تھا اور کوشش کر رہا تھا

کہ جس قلعہ کا محاصرہ ہو چکا ہو اس کا رابطہ دوسرے قلعوں سے منقطع کر دے اور اس طرح قلعہ کو فتح کر لینے کے بعد دوسرے قلعہ کا محاصرہ کرتا تھا۔

وہ قلعے جن کا ایک دوسرے سے ارتباط تھا یا جن کے اندر جنگجو زیادہ استقامت کا مظاہرہ کرتے تھے ذرا دیر میں فتح ہوتے تھے۔ لیکن وہ قلعے جن کا آپس میں رابطہ بالکل منقطع ہو جاتا تھا وہ کمانڈروں کے رعب و دہدہ کے سامنے ج ہی ہتھیار ڈال دیتے تھے اور ان کو فتح کرنے میں قتل و خونریزی بھی کم ہوتی تھی۔ (۲۴)

علی علیہ السلام فاتح خیبر

قلعے یکے بعد دیگرے فتح ہو گئے صرف دو قلعے باقی رہ گئے اور یہودی ان قلعوں کے اوپر سے مسلمانوں پر بڑی تیزی سے تیرا ج سارے تھے۔ رسول خدا ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک صحابی (ابوبکر) کو لشکر کی سرداری دیکر قلعہ فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اور ان کے ہاتھوں میں پرچم دیا۔ لیکن وہ بغیر پیش قدمی کیے شکست کھا کر پلٹ آئے۔ دوسرے دن پیغمبر اسلام ﷺ نے لشکر کا علم، دوسرے صحابی (عمر) کے حوالہ کیا لیکن وہ بھی پیش قدمی نہ کر سکے اور شکست کھا کر واپس آ گئے۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

تیسرے دن رسول خدا ﷺ نے پرچم، سعد بن عبادہ کے حوالہ کیا لیکن وہ بھی شکست سے دوچار ہوئے، خود وہ اور ان کا لشکر زخمی ہو گیا اور وہ بھی بیٹھ رہے۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ "کل میں علم اس کے حوالے کروں گا جس کو خدا اور اس کا رسول ﷺ دوست رکھتے ہیں اور وہ بھی خدا اور اس کے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ شکست کھانے والا اور بھاگنے والا نہیں، خدا اس کے ہاتھوں فتح عطا کرے گا۔" (۲۵)

رات ختم ہوئی صبح نمودار ہوئی۔ رسول خدا ﷺ نے علی (ع) کو بلانے کے لئے بھیجا آپ (ع) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے جبکہ آپکی آنکھوں میں درد تھا چنانچہ فرمایا "حضور ﷺ نہ میں دشت دیکھ پا رہا ہوں اور نہ پہاڑ" پھر آپ (ع) پیغمبر اسلام ﷺ کے قریب پہنچے آنحضرت ﷺ نے فرمایا "آنکھیں کھولو" رسول ﷺ خدا نے اپنا لعاب دہن علی (ع) کی آنکھوں میں لگایا تو آپکی آنکھیں شفا یاب ہو گئیں۔ (۲۶) پھر آپ ﷺ نے پرچم، حضرت علی (ع) کو دیا اور کامیابی کے لئے دعا کی، امیر المؤمنین علی (ع) قلعہ کی طرف چل پڑے۔

حضرت علی (ع) کی سرکردگی میں جب لشکر، قلعہ کے نزدیک پہنچا تو مرحب کے بھائی حارث نے اپنے مشاق اور تیز رفتار شہسواروں کے ساتھ لشکر اسلام پر حملہ کیا، مسلمان بھاگے علی (ع) تنہا اپنی جگہ جمے رہے، علی (ع) کی تلوار کی ضرب نے اپنا کام کیا اور حارث قتل ہو گیا۔ یہودیوں پر خوف و وحشت طاری ہو گیا وہ قلعہ کے اندر بھاگ گئے اور قلعہ کے دروازہ کو مضبوطی سے بند کر لیا۔ مسلمانوں نے جب یہ منظر دیکھا تو میدان میں پلٹ آئے، اس موقع پر خیبر کا مشہور پہلوان اور حارث کا بھائی "مرحب" اپنے بھائی کی موت پر بے تاب، اسلحہ میں غرق، غصہ میں بھرا، رجز پڑھتا ہوا قلعہ سے باہر کو دپڑا۔

وہ کہہ رہا تھا: "خیبر مجھے جانتا ہے میں مرحب ہوں اسلحہ میں غرق، آزمودہ کار پہلوان ہوں۔ کبھی میں نیزے سے وار کرتا ہوں کبھی شمشیر سے، جب شیر غصہ کے عالم میں ہوتا کوئی کچھار کے قریب نہیں بھٹکتا۔"

حضرت علی (ع) نے اس کے جواب میں فرمایا:

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے میں بہادر اور جنگلوں کا شیر ہوں۔ (۲۸)

اس کے بعد زبردست جنگ شروع ہوئی، شمشیر علی، (ع) مرحب کے سر میں درآئی اور اس کی سپر، پتھر کے خود اور سر کو دانتوں تک دو ٹکڑے کر دیا۔ یہ ضرب ایسی خطرناک اودل بلا دینے والی تھی کہ جسے دیکھ کر بعض یہودی بہادر بھاگ کھڑے ہوئے اور قلعہ کے اندر جا چھپے اور بقیہ افراد علی (ع) کے ساتھ دست بدست جنگ میں مارے گئے۔ علی (ع) نے شیر کی طرح یہودیوں کا پیچھا قلعہ کے دروازے تک کیا پھر قلعہ کے دروازے کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے اکھاڑ لیا اور جنگ کے اختتام تک سپر کی طرح استعمال کرتے رہے پھر اس کو اس خندق کے اوپر رکھ دیا۔ جو قلعہ کے چاروں طرف کھدی ہوئی تھی۔^(۲۹)

یہ دروازہ اتنا وزنی تھا کہ لشکر اسلام کے آٹھ سپاہی اس کو نہ اٹھا سکے۔ حضرت علی (ع) اس اعجازی قوت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "میں نے ہرگز بشری قوت سے اسے نہیں اکھاڑا بلکہ خدا داد قوت کے زیر اثر اور روز جزا پر ایمان کی بنا پر یہ کام کیا ہے۔"^(۳۰) علی (ع) کی شجاعت، بہادری اور ان کے ہاتھوں کی طاقت سے خیبر کی فتح اور دوسروں کی ناتوانی کے بارے میں بہت سی حدیثیں اہل سنت کی کتابوں میں موجود ہیں مزید معلومات کیلئے ان ماخذوں کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔^(۳۱)

سوالات

- ۱۔ رسول خدا نے کس، کس بادشاہ کو خط لکھے؟
- ۲۔ یمن کا حاکم اور وہاں کے لوگ کیوں کر مسلمان ہوئے؟
- ۳۔ قیصر نے رسول خدا ﷺ کے لئے کیا جواب لکھا؟
- ۴۔ دوسرے حکمرانوں کا موقف کیا تھا؟
- ۵۔ رسول خدا نے خیبر کے یہودیوں سے کیوں جنگ کی؟
- ۶۔ خیبر میں حضرت علی (ع) کی شجاعت کے بارے میں کچھ بیان کیجئے۔

حوالہ جات

- ۱۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۵۸۔
- ۲۔ "الوثائق السياسية" مصنفہ پروفیسر حمید اللہ پاکستانی لیکچرر پیرس یونیورسٹی۔ مکاتیب رسول ﷺ "مؤلفہ حجۃ الاسلام و المسلمین علی احمدی میانجی اور" محمد ﷺ و زما داران" مصنفہ صابری ہمدانی ملاحظہ ہوں۔
- ۳۔ دجیہ کلبی اور عمرو بن امیہ اور دوسرے سفراء کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔
- ۳۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۵۸۔ سیرت حلبی ج ۳ ص ۲۳۰۔
- ۵۔ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۳۱ و ج ۱ ص ۲۵۸۔
- ۶۔ قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سوامی: بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شینا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشهدوا باننا مسلمون (آل عمران ۶۳)۔
- ۷۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۷۷۔
- ۸۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۷۷۔
- ۹۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۷۷۔
- ۱۰۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۵۹۔
- ۱۱۔ سیرہ حلبی ج ۳ ص ۲۳۷۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۶۰۔ کامل ج ۲ ص ۲۳۶۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۵۵۔
- ۱۲۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۵۳۔ ۶۵۲۔ سیرت حلبی ج ۳ ص ۲۳۸۔
- ۱۳۔ کامل ج ۲ ص ۲۱۰۔ طبقات ج ۱ ص ۲۶۰۔ سیرت حلبی ج ۳ ص ۲۵۰۔
- ۱۳۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۶۳۔ سیرة حلبی ج ۳ ص ۲۵۰۔
- ۱۵۔ سیرة حلبی ج ۳ ص ۲۵۵۔
- ۱۶۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۳۳۔
- ۱۷۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۳۰۔
- ۱۸۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۳۲۔

۱۹۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۳۳۔

۲۰۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۸۵۔ ۶۸۴۔

۲۱۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۳۶۔

۲۲۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۳۶۔

۲۳۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۳۹۔ "لا تحلّ الجنة لعاص"

۲۳۔ جرجی زیدان نے خیبر کے قلعوں کی تصویر اپنی کتاب تاریخ التمدن الاسلامی میں دی ہے ج ۱ ص ۶۱۔

۲۵۔ لاعطین الراية غدار جلايجه الله ورسوله ويحب الله ورسوله كراراً غير فرار لا يرجع حتى يفتح الله على يديه، بحار الانوار ج ۲۱۔ ۲۸۔

۲۶۔ حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ اس کے بعد میں درد چشم میں ہرگز مبتلا نہیں ہوا۔

۲۷۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۵۳۔ ۶۵۲۔

۲۸۔ ارشاد مفید ص ۶۷۔

۲۹۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۵۳۔ ۶۵۵۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

۳۰۔ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۲۶۔

۳۱۔ صحیح بخاری ج ۵ ص ۱۷۱ و ج ۵ ص ۲۳۔ تاریخ بخاری ج ۱ ص ۱۱۵ و ج ۳ ص ۱۱۵۔ صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۱ و ج ۵

ص ۱۹۵ و ج ۷ ص ۱۲۰۔ مسند الحافظ ابی داؤد ص ۳۲۰۔ مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۹۹ و ج ۲ ص ۳۸۳۔ سنن ترمذی ج ۵

ص ۶۳۸۔ سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۵۔ خصائص ص ۲۔ تاریخ طبری ج ۲ ص ۳۱۰۔ طبقات ج ۳ ص ۱۵۶۔ عقد الفرید ج ۳ ص ۹۳

۔ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۳۰۵۔ معجم الصغیر طبرانی ص ۱۶۳۔ حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۳۰۔ سنن الکبریٰ ج ۹ ص ۱۰۷۔ مناقب ابن

مغازلی ص ۱۷۶۔ استیعاب در حاشیہ الاصابہ ج ۳ ص ۳۶۶۔ مصابیح السنن ج ۲ ص ۲۰۱۔ معالم التنزیل ج ۳ ص ۱۵۶۔ الشفا قاضی

عیاض ج ۱ ص ۲۷۲۔ اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۵۔ تذکرۃ النحواص سبط ابن جوزی ص ۱۵۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۳ ص

۲۲۱۔ کفایۃ الطالب باب ۶۲ ص ۱۱۶۔ البدایۃ و النہایۃ ابن کثیر ج ۳ ص ۱۸۳۔ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۲۳۔ الاصابہ ج ۲ ص ۵۰۲

۔ ینابیع المودۃ ص ۳۱۔

نواں سبق

طرفین کے خسارے کا تخمینہ

اسیروں کیساتھ اچھا برتاؤ

فتح کے وقت درگزر

مال غنیمت

مال غنیمت میں خیانت کی سزا

مال غنیمت کی تقسیم

خیبر پر حملے کے نتائج

خیبر میں لشکر اسلام کی کامیابی کے اسباب

فدک -- غزوہ وادی القری

تیمما -- فتح خیبر کے بعد انجام پانے والے سرایا

Presented by: <https://jainlibrary.com/>

مکہ کی طرف (عمرۃ القضاہ)

جنگ موتہ، عالمی استکبار سے پہلا مقابلہ

گریہ کیوں؟ -- غیر مساوی طاقتوں کی جنگ

لشکر اسلام کے دلیر سردار جعفر ابن ابی طالب کی شہادت

عبداللہ ابن رواحہ اور زید ابن حارثہ کی شہادت

مجاہدین کی واپسی

رسول خدا ﷺ جعفر ابن ابیطالب کے سوگ میں

جنگ ذات السلاسل

سوالات

طرفین کے خسارے کا تخمینہ

آخری قلعہ کی فتح کے نتیجے میں یہودیوں کو شکست اور لشکر اسلام کو فتح حاصل ہوئی اس جنگ میں یہودیوں کے ۹۳ سے زیادہ بڑے بڑے جنگجو ہلاک ہوئے جبکہ شہداء اسلام کی تعداد ۲۰ افراد سے زیادہ نہ تھی۔ اس کے علاوہ قلعوں پر حملے کے نتیجے میں کچھ یہودی، لشکر اسلام کی اسیری میں آئے۔

اسیروں کیساتھ اچھا برتاؤ

قلعوں میں سے جب ایک قلعہ فتح ہوا تو حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ اور ایک دوسری عورت اسیر ہوئی تو حضرت بلال ان دونوں کو یہودیوں کے مقتولین کی لاشوں کے قریب سے گزار کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے پیغمبر اسلام ﷺ اٹھے اور صفیہ کے سر پر عبا ڈال دی اور دونوں عورتوں کے آرام کے لئے لشکر گاہ میں ایک جگہ معین فرمادی پھر بلال سے سخت لہجہ میں کہا "کیا تمہارے دل سے مہر و محبت ختم ہو گئی ہے کہ تم ان عورتوں کو ان کے عزیزوں کے پاس سے گزار کر لارہے ہو؟" صفیہ کے دل پر پیغمبر کی محبت نے بڑا اثر کیا بعد میں آپ، پیغمبر اسلام ﷺ کی باوفا بیویوں کے زمرہ میں شامل ہوئیں۔^(۱)

فتح کے وقت درگزر

تاریخ کے فاتحین نے جب بھی دشمن پر کامیابی حاصل کی تو شمشیر انتقام سے اپنے کینہ کی آگ کو بجھایا اور دشمن کی تباہی میں بڑی بے رحمی کا ثبوت دیا لیکن خدا رسیدہ افراد نے ہمیشہ کامیابی کے موقعہ پر دشمنوں کے ساتھ نہایت لطف و محبت کا سلوک کیا ہے۔ فتح خیبر کے بعد، خیبر کے جن افراد نے زیادہ مال صرف کر کے جنگ احزاب کی عظیم شورش برپا کی تھی اور اسلام کو خاتمہ کے دہانہ پر لاکھڑا کیا تھا ان کے سروں پر پیغمبر رحمت ﷺ کے لطف و عطف کا سایہ رہا آپ ﷺ نے انہیں اجازت دی کہ سرزمین خیبر میں اپنے گھروں میں کام اور حسب سابق کھیتی باڑی میں مشغول رہیں اس کے بدلے خیبر کی آمدنی کا آدھا حصہ مسلمانوں کو دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فتح کے وقت نیزے کی نوک پر اسلام مسلط نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ نے ان کو مذہبی شعائر و رسوم کی ادائیگی کی آزادی مرحمت فرمائی۔^(۲)

مال غنیمت

فتح خیبر اور یہودیوں کو غیر مسلح کرنے کے بعد کافی مقدار میں ہتھیار، جنگی ساز و سامان، یہودیوں کے زیورات سے مالا مال خزانہ، کھانے کے برتن، کپڑے، بہت سے چوپائے اور کھالے پیئے کا بہت زیادہ سامان مال غنیمت کے طور پر لشکر اسلام کے ہاتھ آیا۔ رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ ایک شخص جانبازان اسلام کے درمیان اعلان کرے کہ "ہر مسلمان پر لازم ہے کہ مال غنیمت کو بیت المال میں لا کر جمع کر دے۔ چاہے وہ ایک سوئی اور دھاگہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ خیانت ننگ و عار ہے اور قیامت میں اس کی سزا آگ ہے۔"^(۳)

پھر عادلانہ تقسیم کے لئے تمام مال غنیمت ایک جگہ جمع ہوا اور آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اس میں سے کچھ نقد کی صورت میں لوگ تبدیل کر لائیں۔

"فروہ" جو مال غنیمت بیچنے کے کام پر مامور کئے گئے تھے، انہوں نے مال غنیمت میں سے ایک دستار، دھوپ سے بچنے کے لئے اپنے سر پر باندھ رکھی تھی، فراغت کے بعد دستار اتارے بغیر بے خبری کے عالم میں اپنے خیمہ میں چلے گئے وہاں دستار کا خیال آیا تو فوراً خیمہ سے باہر نکلے اور دستار مال غنیمت کے ڈھیر پر رکھ دی۔ جب رسول خدا ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ آگ کی دستار تھی جو تم نے اپنے سر پر باندھ رکھی تھی۔" (۴)

مال غنیمت میں خیانت کی سزا

سپاہیوں میں سے "گرگرہ" نامی ایک شخص رسول ﷺ خدا کے مرکب کی نگہبانی پر مامور تھا واپسی کے دوران اسے ایک تیر لگا اور وہ مارا گیا۔ رسول خدا ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا "گرگرہ" شہید ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "مال غنیمت میں سے عبا چرانے کے جرم میں اب آگ میں جل رہا ہے۔"

اس موقع پر ایک شخص نے پیغمبر اسلام ﷺ سے کہا کہ "میں نے بغیر اجازت کے ایک جوڑا جو مال غنیمت سے لے لیا ہے۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "واپس کر دو ورنہ قیامت کے دن آگ کی صورت میں یہ تمہارے پیروں میں ہوگا۔" (۵)

مال غنیمت کی تقسیم

خمس نکالنے کے بعد، جانبازان اسلام کے درمیان مال غنیمت تقسیم ہوا، رسول ﷺ خدا نے

ان عورتوں کو جنہوں نے لشکر اسلام کی مدد اور تیمارداری کی تھی بیش قیمت گلو بند و غیرہ عطا فرمائے۔^(۶)
 ایک شخص کو ایک خرابہ سے دو سو درہم ملے پیغمبر اسلام ﷺ نے خمس نکال لیا اور بقیہ درہم اس کو دیدئے۔^(۷)
 لشکر اسلام خیبر سے کوچ کرنے ہی والا تھا کہ مہاجرین حبشہ کے سرپرست جعفر ابن ابی طالب حبشہ سے واپس آگئے جب رسول
 خدا ﷺ کو مدینہ میں نہیں پایا تو خیبر کی طرف چل پڑے۔ آنحضرت ﷺ جعفر (ع) کی واپسی پر بہت خوش ہوئے سات قدم ان
 کے استقبال کے لئے بڑھے اور فرمایا سمجھ میں نہیں آتا کہ کس بات کے لئے زیادہ خوشی مناؤں؟ فتح خیبر کے لئے یا جعفر کی واپسی
 کے لئے؟^(۸)

خیبر پر حملے کے نتائج

خیبر کا حملہ، اسلام کے خلاف یہودیوں کی اقتصادی اور جنگی طاقت کی کسی کا باعث بنا۔ اس حملے کے دوسرے نتائج میں سے
 ایک یہ ہے کہ، یہودیوں کے اس گمروہ کے ہتھیار ڈال دینے کی بدولت مشرکین کی فوج میں خوف و ہراس پھیل گیا اور اسلام کی
 تحریک مزید پائیدار ہو گئی۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

خیبر میں لشکر اسلام کی کامیابی کے اسباب

- ۱۔ بہترین جنگی حربوں اور موثر حکمت عملی کا استعمال
- ۲۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی دقت اور حکیمانہ سپہ سالاری اور لشکر اسلام کا سپہ سالار کے حکم پر مکمل عمل کرنا۔

۳۔ جنگی حوالے سے مناسب جگہ پر پڑاؤ

۴۔ خیبر کے کامل محاصرے تک لشکر اسلام کی مکمل پوشیدگی۔

۵۔ دشمن کے حالات کی اطلاع اور ہر قلعہ میں لشکر کی تعداد و کیفیت کے بارے میں مکمل معلومات۔

۶۔ حضرت علی (ع) کی بے امان جنگ " ایسی جنگ کہ دشمن کے نقصانات میں سے آدھا نقصان دست زبردست حیدر کرار کی

توانائی کا نتیجہ تھا۔

فدک

خیبر سے ایک منزل اور مدینہ سے ۱۳۰ کیلومیٹر دور کچھ یہودی فدک نامی ایک قصبہ میں رہتے تھے۔ یہ لوگ خیبر کے یہودیوں کے انجام سے خوفزدہ تھے اور خدا نے ان کے دل میں خوف و دہشت مزید بڑھادیا۔ اس وجہ سے انہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کے نمائندہ کے جواب میں ایک شخص کو معاہدہ صلح کے لئے رسول خدا ﷺ کے پاس بھیجا اور آنحضرت ﷺ سے معاہدہ کیا کہ آدھا فدک آنحضرت ﷺ کے حوالہ کریں گے اور اسمیں کھیتی کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی آمدنی بھی ان کے حوالہ کریں گے۔^(۹)

رسول خدا ﷺ نے فدک فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو عطا کر دیا۔ فدک کی سالانہ آمدنی، ۲۳۰۰۰ درہم تھی جناب فاطمہ (ع) اس آمدنی کا بیشتر حصہ بے سہارا لوگوں کی امداد اور اجتماعی مصالح ایسے امور خیر میں صرف کرتی تھیں۔^(۱۰)

غزوہ وادی القری (۷ھ ق)

خیبر کی جنگ ختم ہونے کے بعد رسول خدا ﷺ مدینہ سے ۳۵۰ کیلومیٹر دور وادی القری کی

طرف روانہ ہوئے جو یہودیوں کا ایک اہم مرکز شمار کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا محاصرہ کر لیا، قلعہ چند دنوں تک لشکر اسلام کے محاصرے میں رہا۔ انجام کار فتح و کامرانی کے بعد آنحضرت ﷺ نے زمینوں کو انہی کے قبضہ میں رہنے دیا اور وہی معاہدہ جو خیبر کے یہودیوں سے ہوا تھا ان سے بھی طے پایا۔^(۱۱)

تیمائی (۷ھ ق)

مسعودی کی تحریر کے مطابق "تیمائی"^(۱۲) کے لوگ یہودی اور رسول خدا ﷺ کے دشمن تھے جب ان لوگوں نے وادی القریٰ کے فتح ہونے کی خبر سنی تو رسول خدا ﷺ سے صلح کر لی اور جزیہ دینے پر تیار ہو گئے^(۱۳) اس طرح سے جزیرۃ العرب سے یہودیوں کی طرف سے جنگی خطرہ بالکل ہی ختم ہو گیا۔

فتح خیبر کے بعد انجام پانے والے سرایا

خیبر کی فتح کے بعد رسول خدا ﷺ اپنے دیرینہ دشمن کی طرف سے مطمئن ہو گئے اور مدینہ میں وہ امن و سکون ہوا جو پہلے کبھی نہ تھا۔ ماہ صفر سے لے کر ذیقعدہ تک چند مہینوں کی مدت میں آپ ﷺ نے صرف چھ گروہ اطلاعات حاصل کرنے یا ان بکھرے دستوں اور جماعتوں کی تنبیہ و سزا کے لئے روانہ فرمائے جنہوں نے امن و امان میں رخنہ ڈال رکھا تھا۔ ان سرایا کے علاوہ کوئی دوسرا جنگی حملہ وقوع پذیر نہیں ہوا۔^(۱۴)

مکہ کی طرف (عمرة القضاء)

یکم ذیقعدہ ۷ھ (بروز جمعرات بمطابق ۳ فروری سنہ ۶۲۸ م)

صلح حدیبیہ کے ایک سال بعد صلح نامہ کے مطابق مسلمان عمرہ بجالانے کے لئے تین روز تک مکہ میں ٹھہر سکتے تھے۔ رسول خدا ﷺ لشکر اسلام کے دو ہزار افراد کے ساتھ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے پیغمبر اکرم ﷺ کے ہمراہ صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شامل تمام افراد موجود تھے سوائے خیبر میں شہید یا اس سے قبل وفات پا جانے والے مسلمانوں کے، البتہ کچھ دوسرے لوگ بھی سفر میں شریک ہو گئے تھے۔

معاهدے کے مطابق چونکہ مسلمان سوائے تلوار کے (جو مسافر کا اسلحہ سمجھا جاتا تھا) اپنے ساتھ زیادہ ہتھیار نہیں رکھ سکتے تھے۔ اس لئے رسول خدا ﷺ نے ممکنہ خطرے سے بچنے کے لئے لشکر اسلام کے ایک سردار کو دو سو جاں بازوں کے ہمراہ کافی اسلحہ کے ساتھ آگے بھیج دیا تاکہ وہ لوگ "مرا الظہران" پر مکہ سے ۲۲ کیلومیٹر شمال میں ٹھہریں اور ایک درہ میں آمادہ رہیں۔ مسلمان، مکہ کے قریب پہنچے، رسول خدا ﷺ ناقہ قصویٰ پر سوار اور عبداللہ ابن رواحہ مہار تھامے ہوئے فخر کے ساتھ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

دو ہزار مسلمان خاص شان و شوکت کے ساتھ جبکہ ان کی آواز فرط شوق سے لرز رہی تھی "لیک اللہم لیک" کی آواز بلند کرتے جا رہے تھے۔ برسوں بعد، کعبہ کی زیارت کی توفیق نصیب ہوئی تھی۔ قریش نے شہر مکہ خالی کر دیا تھا اور پہاڑ کی بلندیوں سے مسلمانوں کی جمعیت کو دیکھنے میں مشغول تھے۔ مسلمانوں کی صدائے لیک کی پر شکوہ گونج نے ان کے دلوں پر وحشت طاری کر دی تھی، عمرہ ادا کرنے کے بعد احتیاطی فوج کی جگہ دوسرے گروہ نے لے لی اور انہوں نے عمرہ کے فرائض انجام دیئے۔

مکہ میں تین روزہ قیام کی مہلت تمام ہوئی۔ قریش نے ایک شخص کو رسول خدا ﷺ کے پاس بھیجا اور مطالبہ کیا کہ جتنی جی ہو سکے مکہ سے نکل جائیں۔

اس سفر میں رسول خدا ﷺ نے مکہ کے شمال میں ۱۲ کیلومیٹر کے فاصلہ پر مقام سرف میں جناب میمونہ سے عقد فرمایا اور اس طرح قریش کے درمیان اپنی حیثیت اور زیادہ مضبوط کر لی۔^(۱۵)
عمرۃ القضاء کے بعد ۷ھ میں چار دوسرے سراپا بھی پیش آئے۔

جنگ موتہ

یکم جمادی الاول ۸ھ بمطابق اگست، ستمبر ۶۲۹ء

عالمی استخبار سے پہلا مقابلہ

رسول اکرم ﷺ نے بادشاہ بصری کے پاس ایک سفیر بھیجا سفیر رسول خدا ﷺ جب شام کی سرحد پر واقع سرزمین "موتہ" پر^(۱۷) پہنچے تو وہاں کے حاکم نے سفیر کو قتل کر دیا۔^(۱۸) ربیع الاول کے مہینہ میں پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف سے ۱۶ مبلغین مقام "ذات اطلاق" کے سفر پر مامور کئے گئے وہ بھی اسی سرزمین کے لوگوں کے ہاتھوں قتل کر دیئے گئے۔ ان میں سے ایک آدمی زخمی ہوا اور لاشوں کے بیچ گر پڑا اور پھر کسی طرح فرار ہو کر مدینہ پہنچا۔^(۱۹)

یہ واقعات سبب بنے کہ رسول خدا ﷺ موتہ کی طرف ایک لشکر روانہ فرمائیں۔

جہاد کا فرمان صادر ہوتے ہی تین ہزار مسلمان جمع ہو گئے رسول خدا ﷺ نے لشکر کے سپہ سالاروں کو مندرجہ ذیل ترتیب کے مطابق معین فرمایا۔

جب تک زید ابن حارثہ زندہ رہیں وہ تمہارے سپہ سالار ہوں گے اور اگر زید شہید ہو گئے تو پھر جعفر ابن ابی طالب (ؑ) اور اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو عبداللہ ابن رواحہ اور اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو مسلمان اپنے درمیان سے خود ہی ایک سالار کا انتخاب کر لیں (۲۱)

گریہ کیوں؟

لشکر کی روانگی کے وقت اہل مدینہ رسول خدا ﷺ کے ہمراہ جاننازاں اسلام کو رخصت کرنے کے لئے جمع ہوئے عبداللہ ابن رواحہ گھوڑے پر سوار تھے اور آگے اپنے بیٹے کو سوار کئے ہوئے تھے اور اسی حالت میں شدت کے ساتھ گریہ فرما رہے تھے۔ لوگوں نے سوچا کہ وہ بیوی اور بیٹے کی محبت اور ان سے جدائی کے غم میں یا موت کے خوف سے رو رہے ہیں عبداللہ ابن رواحہ جب لوگوں کے گمان کی طرف متوجہ ہوئے تو سر اٹھایا اور کہا "اے لوگوں، میرا گریہ زندگی، بیوی، بیٹے، گھر بار اور خاندان کی محبت میں نہیں، میں شہادت سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی اس وجہ سے رو رہا ہوں بلکہ میرے گریہ کا سبب قرآن کی مندرجہ ذیل آیت ہے

"﴿وَأَنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنْجِي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَ نَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جثيًا﴾ (۲۲)

"تم میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہے گا جز اس کے کہ دوزخ میں جائے اور یہ تمہارے پروردگار کا حتمی حکم ہے۔ دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ہم ان افراد کو جو خدا ترس اور

باتقواتھے، نجات دیں گے اور ستم گاروں کو چھوڑینگے تاکہ وہ گھٹنوں کے بل آگ میں گر پڑیں۔

مجھے اطمینان ہے کہ مجھے جہنم میں لے جایا جائے گا لیکن یہ کیسے پتہ چلے کہ نجات دی جائے گی۔ (۲۳)

پیغمبر اسلام ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ شہر کے دروازہ تک مجاہدین کو رخصت کیا اور فرمایا "دفع اللہ عنکم و ردکم سالمین غانمین" یعنی خدا تمہارا دفاع کرے اور سلامتی اور غنیمت کے ساتھ واپس پلٹائے لیکن عبداللہ ابن رواحہ نے جواب میں شعر پڑھا جس کا مطلب تھا۔ میں خداوند رحمان سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس سے شمشیر کی ایسی ضربت کا خواہاں ہوں جو میری زندگی کو ختم کر دے۔ (۲۴)

خدا حافظ کہتے وقت عبداللہ ابن رواحہ نے پیغمبر اسلام ﷺ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی، حضرت نے فرمایا "جب تم ایسی سرزمین پر پہنچو جہاں اللہ کی عبادت کم ہوتی ہے تو اس جگہ زیادہ سجدے کرو"۔ عبداللہ نے کہا کچھ اور نصیحت فرمائیں، رسول خدا ﷺ نے فرمایا "خدا کو یاد کرو، خدا کی یاد مقصد تک پہنچنے میں تمہاری مددگار ہے" (۲۵)۔ رسول خدا ﷺ نے لشکر کے امیروں کو حکم دیا کہ "خدا کے نام سے اس کی راہ میں جنگ کرو اور جو خدا کا انکار کرے اس سے لڑو۔ دھوکہ بازی نہ کرو، بچوں کو قتل نہ کرو، جب مشرکین سے سامنا ہو تو تین چیزوں میں سے ایک کی دعوت دو اور جب کسی ایک کو قبول کر لیں تو ان سے دست بردار ہو جاؤ۔ پہلے اسلام کی دعوت دو اگر قبول کر لیں تو ان سے جنگ نہ کرو۔ دوسرے ان سے مطالبہ کرو کہ اپنی زمین سے چلے جائیں اور ہجرت کریں اگر قبول کرتے ہیں تو ان کے لئے وہی حقوق ہیں جو دوسروں کے لئے ہیں، اگر ان دونوں باتوں کے قبول کرنے سے انکار کریں

تو جزیہ ادا کرنے کی دعوت دو اگر ان تمام باتوں سے سرتابی کریں تو خدا سے مدد مانگو اور ان سے جنگ کرو" (۲۶)۔

غیر مساوی طاقتوں کی جنگ

لشکر اسلام موتہ کی جانب روانہ ہوا۔ جنوب عمان میں ۲۱۲ کیلومیٹر دور مقام "معان" پر خبر ملی کہ بادشاہ روم ہرقل ایک لاکھ سپاہیوں کو "بلقاعی" کے علاقہ میں سرزمین "آب" تک بڑھا لایا ہے۔ اور اس علاقہ کے ایک لاکھ عرب جنگجو رومیوں کی مدد کے لئے لشکر روم سے آئے ہیں۔

یہ خبر امیران لشکر کے آپس میں مشورہ کا سبب بنی۔ شروع میں تو ان کا ارادہ تھا کہ اس واقعہ کی خبر پیغمبر اسلام ﷺ کو دی جائے اور ان سے معلوم کیا جائے کہ کیا کرنا چاہیئے کن عبدالہ ابن رواحہ نے شجاعانہ و حماسہ ساز تقریر کے ذریعے انہیں اس فکر سے باز رکھا۔ آپ نے لشکر کو خطاب کرتے ہوئے کہا "اے لوگوں خدا کی قسم، جو چیز تمہیں اس وقت ناپسند ہے اسی کو طلب کرنے کے لئے تم نکلے ہو یہ وہی شہادت ہے جس کے شوق میں تم نے سفر کی زحمت برداشت کی ہے، ہم نے کبھی بڑے گروہ، کثیر جماعت اور عظیم لشکر کے ذریعہ جنگ نہیں کی، ہم ایمان کی طاقت سے لڑتے ہیں جس کی بدولت خدا نے ہمیں بزرگی دی ہے، اٹھو اور اپنے راستہ پر چل پڑو ہمارے سامنے (اخذ الحسین) دو اچھے راستے ہیں، فتح یا شہادت" (۲۷)

عبدالہ ابن رواحہ کی شعلہ بار تقریر کے بعد لشکر اسلام ٹڈی دل لشکر کی طرف چل پڑا۔ اور بلقاع کی سرحد پر روم کا دو لاکھ کا لشکر تین ہزار مجاہدین سے روبرو ہوا۔ لشکر اسلام کی بے

امان جنگ شروع ہوئی اور اسے والے جو شہادت کو بقاء کا راز سمجھتے تھے، شہادت کے استقبال کے لئے دوڑ پڑے۔

لشکر اسلام کے دلیر سردار جعفر ابن ابی طالب (ع) کی شہادت

جنگ کے شور و غل میں جعفر ابن ابی طالب نے پرچم ہاتھ میں لیا اور مردانہ وار قلب لشکر پر حملہ کر دیا اور ان کے نرغہ میں گھر گئے آپ نے اپنے گھوڑے کو پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ دشمن کے ہاتھ نہ آسکے اور پیادہ لڑتے رہے (۲۸) جب آپ کا داہنا ہاتھ قلم ہو تو پرچم کو بائیں ہاتھ میں سنبھالا یہاں تک کہ آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا اس کے بعد آپ نے پرچم کو سینے سے لگا لیا۔ یہاں تک کہ شہادت کی سعادت سے مشرف ہوئے خدا نے ان کے کٹے ہوئے ہاتھوں کے بدلے دو پر عنایت کئے تاکہ وہ فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کریں اس لئے آپ (ع) "جعفر طیار" کے لقب سے ملقب ہوئے۔ (۲۹)

عبداسہ ابن رواحہ اور زید ابن حارثہ کی شہادت

جناب جعفر کی شہادت کے بعد زید ابن حارثہ نے پرچم اٹھایا اور لشکر کفر پر حملہ کر دیا اور دلیرانہ جنگ کے بعد درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ تیسرے سردار لشکر عبداسہ ابن رواحہ نے پرچم اٹھایا تھوڑی دیر تک سوچتے رہے کہ جنگ جاری رکھی جائے یا نہیں، آخر کار رجز پڑھتے ہوئے سپاہ دشمن پر حملہ آور ہوئے۔

اے نفس، اگر تو ابھی قتل نہیں ہوگا تو بالآخر مر ہی جائے گا۔ کبوتر (فرشتہ) مرگ آن پہنچا ہے۔

جو تیری آرزو تھی اس کا وقت بھی آگیا ہے۔

اگر ان دونوں (جعفر اور زید) کے راستے پر چلو گے تو نجات پا جاؤ گے۔

یہ رجز پڑھ کر عبدالہ دلیرانہ انداز میں قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے ان کی تلوار کافروں کے سروں پر موت کے شعلے برسا رہی تھی۔ آخر کار عبدالہ بھی اپنے رب سے جا ملے اور انہیں اسی انداز میں شہادت نصیب ہوئی جو انہوں نے خداوند عالم سے طلب کی تھی کہ ان کے جسم کو گلگوں بنا دیا جائے۔ (۳۰)

مجاہدین کی واپسی

عبدالہ ابن رواحہ کی شہادت کے بعد سپاہیوں کی رائے اور پیش کش سے خالد ابن ولید (۳۱) سردار لشکر بنے۔ خالد نے جنگ کو بے نتیجہ دیکھا اور رات تک تھوڑی بہت پر اگندہ طور پر جنگ جاری رکھی، رات کو جب دونوں لشکر جنگ سے رک گئے تو خالد نے لشکر گاہ کے پیچھے بہت سے سپاہیوں کو بھیجا تا کہ صبح کو خوب شور و غل مچاتے ہوئے لشکر سے آلیں۔ صبح شور و غل سن کر رومیوں نے یقین کر لیا کہ مدینہ سے ایک عظیم امدادی لشکر آن پہنچا ہے۔ چونکہ رومی مسلمانوں کی تلوار کی طاقت اور ان کے جذبہ شہادت کو دیکھ چکے تھے اس لئے جنگ میں پس و پیش کرتے ہوئے حملہ کرنے سے باز رہے اور مسلمانوں کے حملہ کا انتظار کرتے رہے اور جب انہوں نے دیکھا کہ خالد کا حملہ کا کوئی ارادہ نہیں ہے تو عملی طور پر جنگ بندی ہو گئی۔ خالد نے عقب نشینی کے ذریعہ مسلمانوں کو دشمن کے دولاکھ جنگجوؤں کے چنگل سے بچالیا۔

اس جنگ کے نتیجے میں ایک طرف مسلمان رومیوں کے جنگی حربوں اور طریقہ کار سے

آگاہ ہو گئے اور دوسری طرف شہادت کے شیدا لشکر اسلام کا رعب و دبدبہ روم کی مغرور فوج کے دلوں میں بیٹھ گیا۔ لشکر مدینہ واپس آیا لوگ نہایت برا نگیختہ اور غیظ و غضب کے عالم میں تھے اور سپاہی ملول و خاموش، لوگ آگے بڑھے اور خاک اٹھا کر سپاہیوں کے چہروں پر ڈالنے اور شور کرنے لگے کہ "اے فراریو تم لوگ خدا کے راستے سے فرار کرتے ہو؟ سپاہی اپنے گھروں میں چلے گئے اور ملامت کے خوف سے ایک مدت تک گھروں سے باہر نہ نکلے۔ یہاں تک کہ نماز جماعت میں بھی نہیں آتے تھے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا "یہ لوگ فراری نہیں ہیں اور انشاء اللہ حملہ کرنے والے ہو جائیں گے" (۳۲)۔

رسول خدا ﷺ جعفر ابن ابیطالب (ع) کے سوگ میں

مسلمانوں کی کیفیت اور خصوصاً جعفر کی موت سے رسول خدا ﷺ بے حد غمگین تھے۔ حضرت جعفر کے شہید ہونے پر آپ نے شدت کے ساتھ گریہ کیا جعفر کے گھر والوں کو تسلی دینے کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ "میرے بچے، عون و محمد اور عبد اللہ کہاں ہیں؟ جناب جعفر کی بیوی اسماء، حضرت جعفر کے بیٹوں کو رسول خدا ﷺ کی خدمت میں لائیں، آنحضرت ﷺ نے شہید کے بچوں کو پیار کیا، گلے لگایا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نکل کر ڈاڑھی پر بہنے لگے۔ حضرت جعفر کی بیوی نے پوچھا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، آپ ﷺ میرے بچوں کو اس طرح پیار کر رہے ہیں جیسے کسی یتیم کو پیار کیا جاتا ہے گویا ان کے باپ اس دنیا میں نہیں رہے؟" رسول خدا ﷺ نے فرمایا، ہاں وہ قتل کر دیئے، پھر فرمایا، اے اسماء ایسا نہ ہو کہ تم اپنی زبان سے کوئی ناروا بات نکالو اور سینہ کوبی کرو میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں، خدا نے جعفر کو دو، "پر" عطا کئے ہیں جن سے وہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ (۳۳)

جنگ ذات السلاسل

جمادی الثانی ۸ھ ق ستمبر، اکتوبر ۶۲۹ء

رسول خدا ﷺ کو اطلاع ملی کہ قبائل بلی اور قضاۃ کے کچھ لوگ جمع ہو کر مدینہ پر حملہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے حکم سے لشکر تیار ہوا اور اس کی سپہ سالاری عمرو بن عاص کے سپرد ہوئی۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ عمرو کی بڑی ماں (دادی یا نانی) قبیلہ بلی سے تھی رسول خدا ﷺ نے چاہا کہ عمرو بن عاص کو سپہ سالاری دیکر اس گروہ کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جائے۔ عمرو بن عاص اور اس کا لشکر دن میں کمین گاہ میں چھپے رہتے اور راتوں کو سفر کرتے جس وقت دشمن کے قریب پہنچے تو پتہ چلا کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے۔ رسول خدا ﷺ نے ابو عبیدہ جراح کو دو سو افراد کے ایک دستہ کے ساتھ مدد کے لئے بھیجا عمرو بن عاص کے لشکر نے ابو عبیدہ کے امدادی لشکر کے ساتھ قبائل بلی، عذره اور بلیقین کے تمام رہائشی علاقہ کا دورہ کیا لیکن دشمن پہلے ہی خبر پا کر علاقہ سے بھاگ چکے تھے۔

صرف آخری مقام پر لشکر اسلام اور لشکر کفر کے درمیان ایک گھنٹہ تک ٹکراؤ ہوا جس میں ایک مسلمان زخمی اور دشمن شکست کھا کر فرا کر گئے۔ (۳۴)(۳۵)

سوالات

- ۱۔ خیبر میں لشکر کی کامیابی کے اسباب کیا تھے؟
- ۲۔ مالِ غنیمت میں خیانت کے سلسلہ میں ایک واقعہ بیان کیجئے۔
- ۳۔ فدک کا واقعہ کیا ہے؟
- ۴۔ عمرۃ القضاء کس مہینہ میں تھا؟
- ۵۔ روم کی بڑی طاقت سے رسول خدا ﷺ کے سپاہیوں نے کیوں جنگ کی؟
- ۶۔ روانگی کے وقت عبداللہ ابن رواحہ کیوں رو رہے تھے؟
- ۷۔ جعفر ابن ابیطالب "جعفر طیار" کے نام سے کیوں مشہور ہوئے؟

حوالہ جات

- ۱۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۷۳
- ۲۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۷۱ و سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۵۱-۳۵۲
- ۳۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۸۰
- ۳۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۸۱
- ۵۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۸۱
- ۶۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۵۶-۳۵۷
- ۷۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۸۲
- ۸۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۸۳- زاد المعاد ج ۳ ص ۳۳۳- سنن ابی داؤد (۲۷۳۵) صحیح بخاری ج ۴ ص ۳۷۱
- ۹۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷۰۶
- ۱۰۔ پوہشی عمیق از زندگانی علی (ع) ص ۲۶۱-۲۶۶
- ۱۱۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۶-۱۷ سے تلخیص۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۲۸۳۔ فتوح البلدان ص ۳۷
- ۱۲۔ تیماء، مدینہ سے آٹھ منزل پر مدینہ اور شام کے راستہ میں ایک مقام ہے۔
Presented by <https://jafriLibrary.com>
- ۱۳۔ التنبیہ والاشراف ص ۲۲۳
- ۱۳۔ تاریخ پیغمبر اسلام ﷺ مصنفہ ڈاکٹر آیتی کے مطابق ص ۳۸۶-۳۸۳
- ۱۵۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷۳۰-۷۳۱ یہاں خلاصہ ذکر کیا گیا ہے۔
- ۱۶۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۵
- ۱۷۔ یہ سرزمین اب شہداء موتہ کی آرام گاہ ہے اور سرزمین اردن ہاشمی میں واقع ہے۔
- ۱۸۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷۵۵۔ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۵۸
- ۱۹۔ طبقات کبری ج ۲ ص ۱۲۸۔ مغازی ج ۲ ص ۷۸۲
- ۲۰۔ اگرچہ اہل سنت کی بہت سی تاریخوں میں یہ بات مرقوم ہے کہ رسول خدا ﷺ نے لشکر کا پہلا امیر زید بن حارثہ کو

معین فرمایا اور زید کے قتل ہو جانے کی صورت میں جعفر بن ابی طالب اور ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ لیکن کعب بن مالک کے شہداء موتہ کے بارے میں مرثیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جعفر لشکر کے پہلے امیر تھے۔ کعب کہتے ہیں کہ "اذہبتون بجعفر ولوانہ قدّام اوّٰلہم فنعّم الاوّل" سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۲۸۔

۲۱۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۴۵۸۔ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۵۵۔

۲۲۔ سورہ مریم آیت ۴۱۔ ۴۲۔

۲۳۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۵۔ اور تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۷۔

۲۳۔ "ولکننی اسال الرحمن مغفرة و ضربیذات فرع: تقذف الزبداء" سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۵۔

۲۵۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۴۵۸۔

۲۶۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۴۵۷۔ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۲۱۔

۲۷۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۷۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۸۔

۲۸۔ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۵۳۔

۲۹۔ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۶۲۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۲۱۔ Presented by: <https://jafzlib.com>

۳۰۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۲۱۔

۳۱۔ خالد ابن ولید اور عمرو ابن عاص دونوں آپس میں دوست اور اسلام کے سخت ترین دشمن تھے مسلمانوں کی پے در پے فتوحات اور عمرۃ القضاء کے موقع پر ان کی شان و شوکت و عظمت دیکھنے کے بعد ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ اسلام کی کامیابی اور فتح یقینی ہے۔ اس وجہ سے ان دونوں نے یہ الگ الگ طے کیا کہ مسلمان ہوجائیں۔ لہذا دونوں ایک دوسرے سے الگ اور بے خبر مدینہ کی طرف چلے اور راستہ میں اچانک ایک دوسرے سے مل گئے اور پھر مدینہ میں رسول خدا کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ (مغازی واقدی ج ۲ ص ۴۳۱۔ ۴۵۰ ملاحظہ ہو)۔

۳۲۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۴۶۵۔

۳۳۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۶۷۔ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۵۶-۵۷

۳۳۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۶۹ سے ۷۷۲۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۳-۳۲ سے خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔

۳۵۔ شیعہ منابع میں یہ واقعیوں درج ہے کہ رسول خدا ﷺ نے صحابہ میں سے تین افراد ابو بکر، عمر اور عمرو بن عاص، کو اس سر یہ کا امیر مقرر فرمایا۔ لیکن وہ لوگ جنگی کامیابی حاصل نہ کر سکے اس لئے آنحضرت ﷺ نے چوتھی بار حضرت علی (ع) کو امیر بنا کر لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا اور آنحضرت ﷺ نے علی (ع) اور سپاہیوں کو مسجد احزاب تک رخصت کیا۔ حضرت علی (ع) صبح سویرے دشمن پر حملہ آور ہوئے، دشمن ایک گروہ کثیر کے ساتھ حملہ روکنے کے لئے آگئے لیکن حضرت علی (ع) کی بے امان جنگ و پیکار نے دشمن کے دفاعی حملہ کو ناکام بنا دیا اور دشمن کو شکست دینے کے بعد علی (ع) کامیاب و سرفراز ہو کر مال غنیمت اور اسیران جنگ کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پلٹے پروردگار قہار سورہ والعاہیات میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا۔ فَاَلْمُورِیٰتِ قَدْحًا۔ فَاَلْمَغِیْرٰتِ صَبْحًا۔ فَاَثْرٰنَ بَہِ نَقْعًا۔ فَوْسَطْنَ بَہِ جَمْعًا﴾

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو نتھنوں کو پھلاتے پتھر پر ٹاپ مار کر جنگاریاں نکالتے ہیں پھر صبح دم حملے کرتے ہیں۔ (کفار کے دیار میں وہ) گرد و غبار بلند کرتے اور دشمن کے دل میں گھس جاتے ہیں۔

تفضیلات کے لئے ارشاد شیخ مفید ص ۸۶-۹۰ مجمع البیان ج ۱۰ ص ۵۲۸۔ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۷۶-۷۷ مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۱۳۰-۱۳۲ کی طرف رجوع کریں

دسواں سبق

فتح مکہ^(۱)

قریش کی عہد شکنی

تجدید معاہدہ کی کوشش

لشکر اسلام کی تیاری

راستوں کو کنٹرول کرنے کیلئے چیک پوسٹ

ایک جاسوس کی گرفتاری

مکہ کی جانب

دشمن کو ڈرانے کیلئے عظیم جنگی مشق

مشرکین کا پیشوا مومنین کے حصار میں

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

مکہ میں نفسیاتی جنگ

شہر کا محاصرہ

ایک فوجی دستہ کے ساتھ مشرکین کی جھڑپ

سوالات

فتح مکہ قریش کی عہد شکنی

روانگی کی تاریخ: ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ^(۱) بمطابق ۶ جنوری ۶۲۹ء

فتح کی تاریخ: ۱۹ رمضان المبارک ۸ھ بمطابق ۱۳ جنوری ۶۲۹ء

رسول خدا ﷺ اس فکر میں تھے کہ مکہ، یہ خانہ توحید جو مشرکین کے گھیرے میں ہے اس کو آزاد کراویں، لیکن اس راستے میں صلح حدیبیہ رکاوٹ تھی۔ آنحضرت ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ اس معاہدے کو توڑ کر مکہ فتح کریں کہ جس کی رعایت کا انہوں نے خود کو پابند بنایا تھا۔ لیکن جب کسی امت کا وقت قریب آتا ہے اور مہلت کی مدت ختم ہو جاتی ہے تو الہی قانون کے مطابق ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ایک قوم یا گروہ کا خاتمہ ہو جائے اور ان کے مد مقابل کے لئے کامیابی کا راستہ کھل جائے۔

موتہ کی جنگ اس بات کا سبب بنی کہ قریش مسلمانوں کو کمزور سمجھنے لگے اور صلح حدیبیہ کا معاہدہ توڑنے کی سوچنے لگے لہذا جب رومیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی شکست کی خبر مکہ پہنچی تو قریش نے اس کو لشکر اسلام کی کمزوری پر حمل کیا اور مسلمانوں کے ہم پیمان اور ہمدرد قبیلوں کو آنکھیں دکھانے لگے۔

صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے مطابق کوئی بھی قبیلہ دونوں گروہوں یعنی قریش یا مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کر سکتا تھا۔ خزاعہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور بنی بکر نے قریش سے معاہدہ کیا ۸ھ میں خزاعہ اور بنی بکر کے درمیان جھگڑا ہوا قریش نے اس حملہ میں خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی خفیہ طریقہ سے مدد کی، چہرہ پر نقاب ڈال کر ان کے ساتھ مل کر حملہ کیا۔ اس حادثہ میں قبیلہ خزاعہ کے کچھ لوگ مظلومانہ طریقہ سے قتل کر دیئے گئے اور اس طرح صلح حدیبیہ کا عہد و پیمانہ ٹوٹ گیا۔ کیونکہ قریش رسول خدا ﷺ کے حلیف قبیلہ کے خلاف جنگ میں کود پڑے تھے۔^(۲)

تجدید معاہدہ کی کوشش

ابو سفیان بھانپ گیا کہ یہ گستاخی جواب کے بغیر نہیں رہے گی درحقیقت قریش نے لشکر اسلام کے لئے خود ہی حملہ کا موقع فراہم کر دیا تھا لہذا وہ لوگ فوراً ہی مدینہ پہنچے کہ شاید معاہدہ کی تجدید ہو جائے۔

ابو سفیان مدینہ میں اپنی بیٹی، رسول خدا ﷺ کی زوجہ "ام حبیبہ" کے گھر پہنچا چونکہ باپ اور بیٹی نے کئی سال سے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے باپ کا خیال تھا کہ بیٹی بڑے اچھے انداز سے استقبال اور پذیرائی کرے گی اور اس طرح وہ اپنے مقصد کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن جب رسول خدا ﷺ کے گھر میں وارد ہوا اور چاہا کہ بستر پر بیٹھ جائے تو بیٹی نے بے اعتنائی کے ساتھ بستر کو لپیٹ دیا۔ ابو سفیان نے تعجب سے پوچھا کہ "تم نے اس کو لپیٹ کیوں دیا؟" بیٹی نے جواب دیا کہ "آپ مشرک اور نجس ہیں،

میں نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ آپ، رسول خدا ﷺ کی جگہ بیٹھیں۔

ابوسفیان نے صلح نامہ کی مدت بڑھانے کے لئے رسول ﷺ خدا سے رجوع کیا آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا اور صرف خاموش رہے۔ ابوسفیان نے بزرگوں میں سے ہر ایک سے وساطت کے لئے رابطہ قائم کیا مگر نفی میں جواب ملا۔ حضرت علی (ع) کی راہنمائی میں ابوسفیان مسجد کی طرف آیا اور ایک طرف صلح نامہ کی مدت میں اضافہ کا اعلان کیا پھر غصے اور مایوسی کے عالم میں بغیر کسی نتیجے کے مکہ واپس پلٹ گیا۔^(۳)

ستم رسیدہ قبیلہ "خزاعہ" کے افراد نے اپنی صدائے مظلومیت پیغمبر اسلام ﷺ کے کانوں تک پہنچانے کے لئے عمر و ابن سالم کو رسول خدا ﷺ کی خدمت میں بھیجا وہ مدینہ میں وارد ہوا اور سیدھا مسجد کی طرف گیا اور لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر مخصوص انداز سے ایسے دردناک اشعار پڑھے جو قبیلہ خزاعہ کے استغاثہ اور مظلومیت کی حکایت کر رہے تھے اس نے پیغمبر اسلام ﷺ کو "خزاعہ" کیساتھ کئے جانے والے معاہدے کی قسم دلانی اور فریادرسی کا طلب گار ہوا اس نے کچھ اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا۔

اے رسول خدا ﷺ آدھی رات کو ہم جب ویتزہ^(۴) کے کنارے تھے اور ہم میں سے کچھ لوگ رکوع و سجود کی حالت میں تھے تو مشرکین نے ہم پر حملہ کیا، جبکہ ہم مسلمان تھے، انہوں نے ہمارے قتل عام کیا۔

عمر و کے جاں گداز اشعار سے رسول ﷺ خدا کا مہر و محبت سے لبریز دل درد سے تڑپ اٹھا۔ لہذا آپ ﷺ نے فرمایا "اے عمر و ہم تمہاری مدد کریں گے"^(۴)

Presented by: <http://www.azharilibrary.com/>

لشکر اسلام کی تیاری

رسول خدا ﷺ نے روانگی کا مقصد بتائے بغیر لشکر اسلام کو تیار ہونے کا حکم دیا اور قریشی قبائل اور مدینہ والوں نے لشکر میں شرکت کی۔ مجموعی طور پر دس ہزار جانبازوں نے خود کو روانگی کے لئے تیار کر لیا، کسی کو خبر نہیں تھی کہ اس تیاری کا مقصد کیا ہے؟ اور لشکر کا آخری ہدف کہاں جا کر تمام ہوگا؟ اس لئے کہ کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ حدیبیہ کا معاہدہ ابھی تک باقی ہے۔

راستوں کو کنٹرول کرنے کیلئے چیک پوسٹ

رسول خدا ﷺ دشمن کو غافل رکھنے کے لئے نہایت خفیہ طریقہ سے قدم اٹھا رہے تھے اور بہت باریک بینی سے کام لے رہے تھے اس کام کے لئے ان کے حکم سے مدینہ کے تمام راستوں پر پہرے بیٹھا دیئے گئے تھے اور مشکوک افراد کی رفت و آمد پر کٹری نگاہ رکھی جا رہی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش کے جاسوس لشکر اسلام کی روانگی سے آگاہ ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی،
خدا یا آنکھوں اور خبروں کو قریش سے پوشیدہ کر دے تاکہ ہم اچانک ان کے سروں پر پہنچ جائیں۔^(۷)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

ایک جاسوس کی گرفتاری

سخت حفاظتی تدابیر کے باوجود، حاطب ابن ابی بلتعہ نامی ایک مسلمان نے اس لالچ میں آکر کہ اگر اس نے قریش کی کچھ خدمت کر دی تو اس کے وابستگان، مکہ میں گزند سے محفوظ رہیں گے اور یہ سمجھ کر کہ رسول خدا ﷺ شاید مکہ کا ہی قصد رکھتے ہوں، ایک خط قریش کو لکھا تاکہ ان کو خبر کر دے اور یہ خط سارہ نامی ایک عورت کے حوالے کیا جو پہلے گانے

بجانے والی عورت تھی اور اسے کچھ پیسے بھی دیئے کہ وہ غیر معروف راستہ سے مدینہ سے مکہ جائے اور یہ خط قریش کے سرکردہ افراد تک پہنچا دے۔

جبریل امین (ع) نے آکر پیغمبر اسلام ﷺ کو یہ خبر پہنچادی اور رسول خدا ﷺ نے بلاتا خیر علی ابن ابی طالب (ع) کو زبیر کے ساتھ اس عورت کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ لوگ نہایت تیزی کے ساتھ مکہ کی طرف چلے اور راستہ میں مقام خلیفہ میں اس عورت کو گرفتار کر کے اس کے سامان کی تلاشی لی لیکن کوئی خط نہیں ملا، سارہ نے بھی کسی خط یا کسی خبر کے اپنے ساتھ رکھنے کا شدت سے انکار کیا۔ لیکن علی (ع) نے بہ آواز بلند کہا کہ "خدا کی قسم پیغمبر ﷺ کبھی بھی غلط بات نہیں کہتے لہذا جتنی جلد ی ہو سکے خط نکال دے ورنہ میں تجھ سے خط نکلواؤں گا" عورت نے جب دھمکی کو یقینی سمجھا تو کہنے لگی "آپ لوگ ذرا دور ہٹ جائیں میں خط دے رہی ہوں اس وقت اس نے اپنے جوڑے (سر کے بندھے ہوئے بالوں) میں سے ایک خط نکالا اور علی (ع) کے حوالہ کر دیا۔

رسول خدا ﷺ نے خط لکھنے والے کو طلب کیا اور باز پرس کی اس نے خدا کی قسم کھائی اور کہا کہ اس کے ایمان میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے لیکن چونکہ میرے بیوی بچے مشرکین قریش کے ہاتھوں میں اسیر ہیں اس لئے میں نے چاہا کہ اس خبر کے ذریعہ میرے گھر والوں کی تکلیف میں کچھ کمی ہو جائے۔

Presented by: <https://jaanlibraty.com/>

اس غرض سے کہ ایسا واقعہ پھر نہ دہرایا جائے چند آیتیں نازل ہوئیں ایک آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔ "اے ایمان والو میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ اور ان کے ساتھ محبت اور دوستی کی پینگیں نہ بڑھاؤ" (۹) پیغمبر اسلام ﷺ نے اس کی جاہلانہ خطا کو معاف کر دیا اور اس کی توبہ قبول کر لی۔

مکہ کی جانب

کہاں جانا ہے اور کس مقصد سے جانا ہے یہ تو معلوم نہ تھا اس کے علاوہ حکم صادر ہونے کے وقت تک یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کس وقت جانا ہے۔ رمضان المبارک کی دسویں تاریخ ۸ھ ق کو روانگی کا حکم صادر ہوا۔

رسول خدا ﷺ نے مدینہ کے باہر لشکر اسلام کا معائنہ کیا پھر روانگی کا حکم دیا اور مدینہ سے تھوڑے سے فاصلہ پر (حد قرخص سے نکلنے کے بعد) پانی مانگ کر روزہ افطار کیا اور سب کو حکم دیا کہ روزہ افطار کر لیں۔ بہت سے لوگوں نے افطار کر لیا لیکن ایک گروہ نے یہ سوچا کہ اگر روزہ کی حالت میں جہاد کریں تو اس کا زیادہ اجر ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ اس گروہ کی حکم عدولی سے ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ لوگ گنہگار اور سرکش ہیں۔^(۱۰)

لشکر اسلام بغیر کسی توقف کے تیزی سے بڑھتا رہا۔ دس ہزار جانباڑوں نے مدینہ سے مکہ کا راستہ ایک ہفتہ میں طے کیا اور رات کے وقت مکہ سے ۲۲ کیلومیٹر شمال کی جانب "مرا الظہران" پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا۔^(۱۱)

دشمن کو ڈرانے کیلئے عظیم جنگی مشق

پیغمبر اسلام ﷺ نے مرا الظہران میں حکم دیا کہ دس ہزار کا لشکر پورے میدان میں بکھر جائے اور ہر آدمی آگ جلائے تاکہ لشکر اسلام کی عظمت نمایاں ہو اور مشرکین قریش کے دل میں زیادہ سے زیادہ خوف پیدا ہو اور وہ سمجھ لیں کہ اب اس عظیم لشکر سے مقابلہ کی طاقت ان میں نہیں ہے اور ہر طرح کے مقابلہ سے ناامید ہو جائیں، تاکہ مکہ بغیر کسی خونریزی کے فتح ہو جائے اور حرمت خانہ خدا محفوظ رہ جائے۔

رات کے اندھیرے میں آگ کے شعلے لپک رہے تھے۔ صحرا آگ کا ایک وسیع و عریض خرمن نظر آ رہا تھا۔ لشکر اسلام کے ہمہہ کی آواز دشت میں گونج رہی تھی۔

ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقای، دیکھنے اور پتہ لگانے کے لئے مکہ سے باہر نکلے (۱۲)۔ دوسری جانب عباس ابن عبدالمطلب نے جو مقام حنفہ سے پیغمبر اسلام ﷺ کے ہمراہ تھے۔ دل میں سوچا کہ کیا ہی بہتر ہو اگر طرفین کے فائدہ کے لئے کام کیا جائے تاکہ خونریزی نہ ہو۔ لہذا سفید خچر پر سوار ہو کر مکہ کی طرف چلے کہ شاید کسی کے ذریعہ لشکر اسلام کے حملہ اور محاصرہ کی خبر قریش کے سربر آوردہ افراد کے کانوں تک پہنچا سکیں اور ان کو دلا اور ان اسلام کی عظیم طاقت اور بے پناہ جرات و ہمت سے آگاہ کر کے ہر طرح کے مقابلہ کی بات سوچنے سے باز رکھیں۔

جناب عباس نے رات کی تاریکی میں ابوسفیان کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا "میں نے ابھی تک اتنی زیادہ آگ اور اتنا باعظمت لشکر نہیں دیکھے۔"

ابوسفیان کا ساتھی کہہ رہا تھا "یہ قبیلہ خزاعہ والے ہیں جو جنگ کے لئے جمع ہوئے ہیں"۔
ابوسفیان نے کہا کہ "ایسی آگ روشن کرنا اور اس طرح لشکر تشکیل دینا خزاعہ کے بس کی بات نہیں۔"

عباس نے ان کی بات کاٹی اور کہا کہ ابوسفیان [Presented by: https://jafrilibrary.com](https://jafrilibrary.com)

ابوسفیان نے عباس کی آواز پہچان لی اور فوراً کہا "عباس تم ہو" کیا کہہ رہے ہو۔ عباس نے جواب دیا "خدا کی قسم یہ آتش رسول خدا ﷺ کے لشکر نے روشن کی ہے وہ ایک طاقتور اور نہ ہارنے والا لشکر ہے طرف آئے ہیں اور قریش میں ان سے مقابلہ کرنے کی ہرگز طاقت نہیں ہے۔"

عباس کی باتوں سے ابوسفیان کے دل میں اور زیادہ خوف پیدا ہوا، خوف کی شدت سے کانپتے ہوئے اس نے کہا "عباس میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں بتاؤ میں کیا کروں؟ عباس نے جب دیکھا کہ ان کی بات مؤثر ثابت ہوئی تو فرمایا "اب صرف چارہ یہ ہے کہ تم میرے ساتھ رسول خدا ﷺ کی ملاقات کے لئے آؤ اور ان سے امان طلب کرو ورنہ سارے قریش کی جان خطرہ میں ہے۔" اس کے بعد آپ نے اس کو اپنی سواری پر سوار کیا اور لشکرگاہ اسلام کی طرف لے چلے" (۱۳)

مشرکین کا پیشوا، مومنین کے حصار میں

عباس نے ابوسفیان کو سپاہ اسلام کی عظیم لشکرگاہ سے گزارا، سپاہیوں نے عباس اور پیغمبر اسلام ﷺ کی مخصوص سواری کو، جس پر عباس سوار تھے، پہچانا اور ان کے گزرنے سے مانع نہیں ہونے بلکہ ان کے لئے راستہ چھوڑ دیا راستے میں عمر کی نظر ابوسفیان پر پڑی تو انہوں نے چاہا کہ اسی جگہ اس کو قتل کر دیں لیکن چونکہ عباس نے اسے امان دی تھی اس لئے وہ اپنے ارادہ سے باز رہے یہاں تک کہ عباس اور ابوسفیان رسول خدا ﷺ کے خیمہ کے پاس پہنچ کر سواری سے اترے۔ عباس اجازت لینے کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ کے خیمہ میں آئے۔ پیغمبر ﷺ کے سامنے عباس اور عمر میں کچھ لفظی جھڑپ ہوئی، عمر یہ اصرار کر رہے تھے کہ ابوسفیان دشمن خدا ہے اور اس کو اسی وقت قتل ہونا چاہئے لیکن عباس کہہ رہے تھے کہ میں نے اسے امان دی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے حکم دیا کہ ابوسفیان کو ایک خیمہ میں رکھا جائے اور صبح کو آپ ﷺ کے پاس لایا جائے۔ صبح سویرے عباس، ابوسفیان کو پیغمبر اسلام ﷺ کے حضور میں لائے۔ جب

آنحضرت ﷺ کی نظر ابوسفیان پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا "کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تو یہ سمجھے کہ خدا نے یکتا کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے؟" ابوسفیان نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ ﷺ کتنے بردبار، کریم اور وابستگان کے اوپر مہربان ہیں، میں نے اب سمجھ لیا کہ اگر خدائے واحد کے علاوہ کوئی اور خدا ہوتا تو ہماری مدد کرتا۔

جب اس نے خدا کے یگانہ ہونے کا اعتراف کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تم جانو کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔"

ابوسفیان نے کہا مجھے آپ کی رسالت میں تردد ہے "عباس تردد سے ناراض ہوئے اور اس سے کہا "اگر تم اسلام قبول نہیں کرو گے تو تمہاری جان خطرہ میں ہے۔" ابوسفیان نے خدا کی یگانگی اور پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔^(۱۴) اور بظاہر مسلمانوں کی صف میں داخل ہو گیا۔ اگرچہ کبھی بھی حقیقی مومن نہیں ہوا۔

رسول خدا ﷺ جانتے تھے کہ ابوسفیان کو ابھی رہا کرنے کا وقت نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مکہ جا کر کوئی سازش کرے اس لئے مناسب ہے کہ وہ اسلام کی طاقت کا بخوبی مشاہدہ کر لے اور فتح مکہ کے سلسلے میں سپاہ اسلام کے ارادہ کو مکمل طور پر محسوس کر لے اور اس خبر کو تمام مشرکین قریش تک پہنچادے تاکہ تمام سرکردہ افراد مقابلہ کا خیال اپنے دل سے نکال دیں اس وجہ سے ابوسفیان کو ایک درہ میں کھڑا کیا گیا، سپاہ اسلام مسلحہ میں غرق منظم دستوں کی صورت میں اس کے سامنے سے گزرنے لگی، جنگی مشق کے دوران مجاہدین اسلام کی تکبیر کی آواز کو وہ دشت مکہ میں گونج اٹھتی اور مجاہدین کے دل و فور شوق سے لہریز ہو جاتے تھے۔

لشکر اسلام کے مسلح دستوں کی عظمت نے ابوسفیان کو اتنا ہراساں کر دیا کہ اس نے بے

اختیار عباس کی طرف مخاطب ہو کر کہا "کوئی بھی طاقت ان لشکروں کا مقابلہ نہیں کر سکتی سچ مچ تمہارے بھتیجے نے بڑی زبردست سلطنت حاصل کر لی ہے۔"

عباس نے غصہ میں کہا "یہ سلطنت نہیں بلکہ خداوند عالم کی طرف سے نبوت و رسالت ہے۔" (۱۵)

عباس نے پیغمبر اسلام ﷺ سے کہا "اے اللہ کے رسول ﷺ، ابوسفیان جاہ پرست آدمی ہے اس کو کوئی مقام عطا فرمائیں۔"

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ "ابوسفیان لوگوں کو اطمینان دلا سکتا ہے کہ جو کوئی اس کی پناہ میں آجائے گا امان پائے گا۔ جو شخص اپنا ہتھیار زمین پر رکھ کر اس کے گھر میں چلا جائے اور دروازہ بند کر لے یا مسجد الحرام میں پناہ لے لے وہ سپاہ اسلام سے محفوظ رہے گا۔" (۱۶)

مکہ میں نفسیاتی جنگ

ابوسفیان مکمل طور پر حواس باختہ اور لشکر اسلام کی جنگی طاقت سے ہراساں تھا رسول خدا ﷺ نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ اس کو رہا کر دیں۔ تاکہ وہ اپنی قوم میں جا کر ان کے حوصلوں کو متزلزل کرے یہ وہی مقصد تھا جو پیغمبر اسلام ﷺ چاہتے تھے۔

ابوسفیان نے اس کام کو بخوبی انجام دیا۔ اس نے مکہ میں نفسیاتی دباؤ بڑھا کر قریشیوں کو ہراساں کرنے اور بغیر خونریزی کے ہتھیار ڈال دینے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ (۱۷)

شہر کا محاصرہ

رسول خدا ﷺ نے سپاہیوں کو چار دستوں میں تقسیم فرمایا اور ہر دستہ کو ایک سمت سے شہر کے اندر روانہ کیا۔ اور فوج کے کمانڈروں کو حکم دیا کہ جو تم سے لڑے (صرف اسی سے لڑنا) اس

کے علاوہ کسی سے جنگ نہ کرنا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صرف چند مفسدین کو جن کی خیانت کی سزا موت سے کم نہ تھی مستثنیٰ رکھا (اور ان سے جنگ کا حکم دیا)۔^(۱۸)

رسول خدا ﷺ نے چاروں طرف سے شہر کے محاصرہ کی ترکیب اپنا کر مشرکین کے فرار کو ناممکن بنا دیا اور ان کے لئے صرف ایک ہی راستہ باقی چھوڑا کہ ہتھیار ڈال دیں۔

ایک فوجی دستہ کے ساتھ مشرکین کی جھڑپ

لشکر اسلام کے شہر میں داخل ہوتے وقت مشرکین متعرض نہیں ہوئے۔ صرف قریش کا ایک افراطی گروہ "صفوان ابن امیہ ابن خلف" اور عکرمہ بن ابی جہل کی رہبری میں خالد ابن ولید والے دستہ سے ٹکرا گیا۔ اس جھڑپ میں دشمن کے ۲۸ افراد نہایت ذلت سے مارے گئے اور باقی لوگ مکہ سے بھاگ گئے۔^(۱۹)

سوالات

- ۱۔ قریش نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی خلاف ورزی کس طرح کی؟
- ۲۔ اپنی عہد شکنی پر قریش کا رد عمل کیا رہا؟
- ۳۔ جاسوس جال میں کیسے پھنسا؟
- ۴۔ فتح مکہ میں کون سے ترکیبیں استعمال کی گئیں؟

حوالہ جات

- ۱۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۱
- ۲۔ اتباع الاسماع ج ۱ ص ۳۵۷۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۲۔
- ۳۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۸۔ ۳۹
- ۴۔ وتیرہ، مکہ سے جنوب مغرب کی طرف ۱۶ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع تھا
- ۵۔ قبیلہ خزاعہ کے افراد اسلام سے پہلے بنی ہاشم کے ہم پیمان تھے اس لئے کہ عبدالمطلب نے ان سے معاہدہ کیا تھا۔ عمرو ابن سالم جو مدد طلب کرنے کے لئے آیا تو اس نے اسی قدیم معاہدہ کو بنیاد قرار دیکر کہا۔
یا ربّ انّی ناشدّ محمداً حلفاً ابینا وایبہ الأثلدا (ای القدیم)
انّ قریشاً اخلفو ک المؤمندا وقتلونا زکّغاً و سجدّدا (سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۶)
- ۶۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۷۔
- ۷۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۹۔
- ۸۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۰۔ ۳۱
- ۹۔ ﴿یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودّة﴾... (ممتحنہ / ۱) "سیرة ابن ہشام" ج ۳ ص ۳۱۔
- ۱۰۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۰۲۔
- ۱۱۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۲۔
- ۱۲۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۱۲۔
- ۱۳۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۳۔ ۳۵
- ۱۴۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۵۔ ۳۶
- ۱۵۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۶۔ ۳۷
- ۱۶۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۶
- ۱۷۔ پیامبر و آئین نبرد جنرل طلّاس ص ۳۶۲۔
- ۱۸۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۸۔ ۵۱ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۲۵۔
- ۱۹۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۹۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۲۵۔

گیارہواں سبق

شہر مکہ میں داخلہ

صدائے اتحاد

اذان بلال

بت شکن، بت پرست

آزاد شدہ شہر "مکہ" کیلئے والی اور معلم دین کا تقرر

اسلام کے نام پر خونریزی اور جرائم

جنگ حنین

دشمن کی سازش سے پیغمبر اسلام ﷺ کی آگاہی

حنین کی طرف روانگی

Presented by: <https://jamlibrary.com/>

دشمن کی اطلاعات اور تیاری

درہ حنین میں

فرار

واپسی مقابلہ، کامیابی

عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو

آغاز جنگ میں مسلمانوں کی شکست کا تجزیہ

سوالات

حوالہ جات

شہر مکہ میں داخلہ

رسول خدا ﷺ لشکر اسلام کے ساتھ فاتحانہ انداز میں شہر مکہ میں داخل ہوئے آپ کے چہرہ اقدس پر ایسا رعب و دبدبہ اور ہیبت و جلال تجلی ریز تھا جو تعریف کی حد سے باہر ہے۔

اسلام کو بہت بڑی فتح نصیب ہوئی تھی آپ اہل مکہ کے گھروں میں نہیں گئے آپ ﷺ نے اپنے جان نثار اور مہربان چچا ابوطالب (ع) کے مزار کے پاس مقام حجون میں خیمہ لگایا گیا۔

رسول خدا ﷺ کچھ دیر تک خیمہ میں آرام فرماتے رہے پھر غسل کے بعد جنگی لباس پہن کر مرکب پر سوار ہوئے مجاہدین بھی تیار ہو گئے اور پھر سب مسجد الحرام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ ﷺ کی نگاہ کعبہ پر پڑی تو آگے بڑھے اور حجر اسود کو استلام کیا (۱) حالانکہ آپ ﷺ مرکب پر سوار تھے۔ اسی حالت میں تکبیر کہتے جاتے تھے اور لشکر اسلام آپ ﷺ کے جواب میں صدائے تکبیر بلند کرتا جاتا تھا۔ (۲) "حق آیا اور باطل ختم ہو گیا اور باطل تو ختم ہونے والا ہی تھا۔ (۳)

صدائے اتحاد

آنحضرت ﷺ نے کعبہ کی کنجی عثمان ابن طلحہ سے لی اور دروازہ کھول دیا۔ تمام مسلمانوں نے مل کر دعائے وحدت پڑھی۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/> ، صدق و عدا ، لا الہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ ،

ونصر عبده و هزم الاحزاب وحده" (۴)

آنحضرت ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور جناب ابراہیم (ع) اور دوسرے افراد کی جو تصویریں مشرکین نے بنا رکھی تھیں ان کو دیوار کعبہ سے مٹا دیا اور اسی حالت میں فرمایا "خدا ان لوگوں کو قتل کرے جو ان چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جن کو انہوں نے پیدا نہیں کیا" (۵)۔

رسول خدا ﷺ اور بتوں کو توڑنے کے لئے ان کے کاندھے پر سوار حضرت علی نے تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور خانہ توحید کو تمام کفر و شرک کی علامتوں سے پاک کر دیا۔ (۶) اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے جن کی آنکھیں فرمان پیغمبر اسلام ﷺ کی منتظر تھیں "مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔

"اس خدا کی تعریف جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندہ کی مدد کی، جس نے تنہا، احزاب (گروہوں) کو شکست دی، تم کیا کہتے ہو اور کیا تصور کرتے ہو؟" مکہ والوں نے کہا کہ "خیر و نیکی اور نیکی کے سوا ہمیں اور کوئی گمان نہیں ہے کہ آپ ﷺ بزرگوار بھائی اور صاحب اکرام بھتیجے ہیں"۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "میں وہی بات کہتا ہوں جو ہمارے بھائی یوسف نے کہی تھی: قال لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين (۷) آج تمہارے اوپر کوئی ملامت نہیں ہے خدا تم کو بخش دے وہ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ مہربان ہے۔"

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ ربا (سود) جو جاہلیت میں معمول بن گیا تھا اور ہر وہ خون اور مال جو تمہاری گردن پر تھا اور فضول فخر و مباہات، پامال اور ختم کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن کعبہ کی نگہبانی، پردہ داری، کلید برداری اور حاجیوں کو سیراب کرنے کا افتخار باقی

ہے۔ جو لوگ تازیانہ یا غلطی و خطا سے قتل کر دیئے اینٹان کئے لئے سوا ایسی اونٹنیاں دیت کئے طور پر دی جائیں جن میں چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں۔ خدا نے جاہلیت کے کبر و غرور اور آباؤ اجداد پر افتخار کو ختم کر دیا تم آدم (ع) کی اولاد ہو اور آدم (ع) مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور تم میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک قابل عزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک خدا نے مکہ کو زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت حرم امن قرار دیا ہے اور اللہ کی عطا کی ہوئی حرمت کی بنا پر یہ ہمیشہ حرم الہی رہے گا۔ ہم سے پہلے اور ہمارے بعد کسی کئے لئے بھی اس کی حرمت پامال کرنا نہ جائز تھا اور نہ جائز ہے۔ اور میرے لئے بھی اس کی حرمت صرف ایک دن تھوڑی دیر کئے لئے اٹھائی گئی (اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے تھوڑی مدت کی طرف اشارہ فرمایا) مکہ کے جانوروں کا نہ شکار اور نہ ان کو مکہ سے ہنکانا چاہیئے ہاں کئے درختوں کو کاٹنا نہیں چاہیئے اور اس سرزمین پر پڑی ہوئی گم شدہ چیز کو اٹھانا جائز نہیں ہے۔ مگر اس کئے لئے جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور مکہ کے سبزے کو اکھاڑنا بھی جائز نہیں ہے۔ "عباس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ سوائے "اذخر" (۸) کئے پودوں کئے کہ قبروں اور گھروں کو صاف کرنے کئے لئے جس کو اکھاڑ پھینکنے کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ "رسول خدا ﷺ تھوڑی دیر تک چپ رہے پھر فرمایا سوائے اذخر کئے کہ اس کا اکھاڑنا حلال ہے۔ وارث کے بارے میں وصیت صحیح نہیں ہے... اور کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کی دولت سے اجازت کے بغیر بخشش و عطا کرے۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں، مسلمانوں کو چاہیئے دشمن کئے مقابل متحد اور ہم آہنگ رہیں، ان کا خون محفوظ رہے، ان میں دور و نزدیک سب برابر ہیں۔ جنگ میں ناتوان اور توانا برابر مال غنیمت سے بہرہ مند

ہوں۔ لشکر کے میمنہ اور میسرہ میں شرکت کوئی معیار نہیں، مسلمان کافر کے خون کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا اور کوئی صاحب یمین، معاہدہ میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ دو مختلف دین رکھنے والے ایک دوسرے کی میراث نہیں پائیں گے۔ مسلمان اپنے علاقہ والوں کو ہی صدقات و زکوٰۃ دیں گے دوسری جگہ والوں کو نہیں، عورت اپنی پھوپھی اور خالہ کی سوتن نہ بنے، مدعی کو دلیل اور شاہد پیش کرنا چاہیے ورنہ منکر کے ذمہ قسم ہے۔

کوئی عورت بغیر محرم کے ایسے سفر پر نہ جائے جس کی مدت تین روز سے زیادہ ہو۔ عید الفطر اور عید قربان کے روزوں سے منع کرتا ہوں۔ اور ایسا لباس پہننے سے منع کرتا ہوں جس سے تمہاری شرمگاہ کھلی رہے یا ایسا لباس پہننے سے منع کرتا ہوں کہ جس سے تمہاری شرمگاہ کھلی رہے یا ایسا لباس پہننے سے منع کرتا ہوں کہ جب تمہارے لباس کا کنارہ ہٹ جائے تو تمہاری شرمگاہ نظر آنے لگے۔ مجھے امید ہے کہ تم نے یہ سارے مطالب سمجھ لئے ہوں گے۔^(۹)

اذان بلال

ظہر کا وقت آن پہنچا، رسول خدا ﷺ نے بلال کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر جا کر اذان دیں جس وقت بلال بلند آواز میں اشہد ان محمد رسول اللہ پر پہنچے تو گھروں میں خوفزدہ دبتے ہوئے مسٹرکین کے سرگردہ افراد نے نئے باتیں بنائیں اور توہین آمیز جملے کہے۔ ابو سفیان نے کہا "لیکن میں کچھ نہیں کہتا اس لئے کہ اگر میں کوئی بات کہوں گا تو یہی ریت کے ذرے محمد ﷺ کو خیر پہنچا دیں گے اور ہر ایک کی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ جائے گی۔"

بت شکن، بت پرست

رسول خدا ﷺ نے ان بت پرستوں سے بیعت لی جو اب مسلمان ہو گئے تھے اور عورتوں کے لئے بھی پانی کا ایک برتن لایا گیا اور اس میں تھوڑا سا عطر ملا یا گیا۔ عورتوں نے اپنے ہاتھ بیعت کی غرض سے پانی کے اندر ڈالے آنحضرت ﷺ نے ان سے یہ عہد و پیمان لیا کہ وہ شرک، زنا اور چوری نہ کریں...

پھر رسول خدا ﷺ نے سب کو حکم دیا کہ جو بت ان کے پاس ہیں ان کو توڑ ڈالیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے بڑے بڑے مشرکین کو بتوں کے توڑنے کے لئے قرب و جوار میں بھیجا۔ یہ لوگ بتوں پر اعتقاد رکھتے تھے اور اپنے مفادات کے لئے بتوں کی حمایت کرتے تھے اب خود ہی بت شکنی میں مصروف ہو گئے۔

آزاد شدہ شہر "مکہ" کے لئے والی اور معلم دین کا تقرر

مشرک قبیلے "ہوازن اور ثقیف" کی سازشوں کی خفیہ خبریں پیغمبر اسلام ﷺ تک پہنچ چکی تھیں۔ اب ان کے علاقوں میں پہنچ کر سازشوں کو کچل دینا پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے ضروری تھا۔ آپ ﷺ نے بیس سالہ لائق اور مدبر جوان "عتاب بن اسید" کو شہر مکہ کا والی بنایا (۱۱) اور معاذ ابن جبل کو جو معارف اسلام سے واقف فقیہ تھے، تبلیغ اسلام اور مکہ والوں کو احکام دین سے آشنا کرنے کے لئے معلم کے عنوان سے معین فرمایا۔ (۱۲) فتح مکہ کے سلسلہ میں سورہ نصر نازل ہوا۔ (۱۳)

اسلام کے نام پر خونریزی اور جرائم

فتح مکہ کے بعد رسول خدا ﷺ نے خالد بن ولید کو بت شکنی اور تبلیغ اسلام کے لئے ۳۵۰، مہاجرین و انصار کے ساتھ قبیلہ بنی جذیمہ کی طرف بھیجا۔ خالد نے وہاں پہنچنے کے بعد بنی

جذیمہ کو کسی قسم کا حملہ نہ کرنے کا یقین دلا کر غیر مسلح کر دیا اور پھر زمانہ جاہلیت میں بنی جذیمہ کے ہاتھوں قتل ہو جانے والے چچا کا بدلہ لینے کے لئے فرمان رسول خدا کی مخالفت کرتے ہوئے ان کو اسیر بنا لیا اور پھر قتل کا حکم دیدیا۔ مہاجرین و انصار نے خالد بن ولید کے حکم پر عمل کئے بغیر اسیروں کو آزاد کر دیا جبکہ خالد کے قبیلہ، بنی سلیم نے بعض اسیروں کو قتل کر ڈالا اور اس طرح کچھ بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

جب یہ خبر رسول خدا ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا "خدا یا خالد نے جو کیا ہے اس کے لئے میں تیری بارگاہ میں بیزارگی کا اظہار کرتا ہوں۔" پھر آپ ﷺ نے حضرت علی (ع) کو معین فرمایا کہ مقتولین کا خون بہا اور ستم رسیدہ افراد کو ہر جانہ ادا کریں۔

جو مال رسول ﷺ خدا نے دیا تھا حضرت علی ﷺ اسے اپنے ساتھ لے کر بنی جذیمہ کے پاس پہنچے، مقتولین کا خون بہا اور نقصانات کا ہر جانہ ادا کیا۔ یہاں تک کہ لکڑی کے اس برتن کا بھی حساب ہوا جس میں کتاپانی پیتا تھا جب آپ اس بات سے مطمئن ہو گئے کہ اب کوئی خون بہا اور ہر جانہ باقی نہیں رہا تو جو مال باقی بچا تھا اس کو بھی آپ (ع) نے ان کے درمیان تقسیم کر دیا تاکہ مصیبت زدہ افراد رسول خدا ﷺ سے راضی ہو جائیں۔^(۱۴)

حضرت علی (ع) واپس پلٹے تو اپنے کام کی رپورٹ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کی آپ ﷺ نے فرمایا "میرے ماں باپ فدا ہوں" تم نے بڑا عمدہ کام کیا۔ تم نے جو کیا وہ میری نظر میں سرخ بالوں والے اونٹ رکھنے سے بہتر ہے۔^(۱۵)

جنگ حنین

۵ / سوال ۸ھ بمطابق ۲۹ جنوری ۶۲۹ء بروز جمعۃ المبارک

مشرکین کے اہم مرکز مکہ کی فتح نے اطراف مکہ کے مشرک قبیلوں کے دلوں میں شدید رعب و وحشت پیدا کر دیا۔ ان قبیلوں نے تحریک اسلام کی موج کو روکنے کے لئے ارادہ کیا کہ تمام قبائل کے اتحاد اور وحدت سے ایک وسیع منصوبہ کے تحت غفلت کے عالم میں مسلمانوں کے حملہ سے پہلے ہی حملہ کر دیا جائے۔

ہوازن، ثقیف، نضر، سعد اور چند دوسرے قبیلوں نے مل کر اسلام کے خلاف ایک مشترکہ محاذ بنایا اور قبیلہ ہوازن کے دلیر اور شجاع سردار مالک بن عوف کو لشکر کا سپہ سالار چنا گیا۔^(۱۶)

دشمن کی سازش سے پیغمبر اسلام ﷺ کی آگاہی

جنگی محاذ کی تشکیل اور دشمن کی سازشوں کی خبر رسول خدا ﷺ کے کانوں تک پہنچی آنحضرت ﷺ نے سراغ رساں دستہ کے ایک آدمی کو دشمن کے جنگی راز حاصل کرنے کے لئے متحدہ قبائل کے درمیان بھیجا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کا فرستادہ دشمن کے لشکر میں گھس کر ان کے منصوبوں اور خفیہ جنگی ارادوں سے باخبر ہو گیا اور لشکر کا تجزیہ کرنے کے بعد مکہ واپس آیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیان کر دیا۔^(۱۷)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

حنین کی طرف روانگی

دشمن کے حالات سے مکمل آگاہی کے بعد رسول خدا ﷺ ۱۲ ہزار "سپاہیوں کے ہمراہ" دس ہزار فتح مکہ میں شرکت کرنے والے مہاجرین و انصار اور دو ہزار ان دلیران مکہ کے ساتھ جو اسلامی تحریک سے آملے تھے "مکہ سے دشمن کی طرف روانہ ہوئے۔"^(۱۸) یہ لشکر

جزیرۃ العرب کی تاریخ میں بے نظیر تھا ساتھیوں میں سے ایک شخص نے سفر کی ابتدا میں جب جاں بازوں کی کثرت اور لشکر اسلام کے جنگی ساز و سامان کو دیکھا تو کہا کہ "اب مسلمان، سپاہ کی کسی کمی بنا پر مغلوب نہیں ہونگے" (۱۹) وہ اس بات سے غافل تھا کہ صرف افراد اور ساز و سامان ہی کامیابی کا سبب نہیں ہوتے۔

دشمن کی اطلاعات اور تیاری

دشمن کے لشکر کے سپہ سالار مالک بن عوف نے تین آدمیوں کو جاسوسی اور لشکر اسلام کا تجزیہ کرنے کے لئے بھیجا وہ لوگ لشکر اسلام کو دیکھنے اور اس کی عظمت و ہیبت کا مشاہدہ کرنے کے بعد وحشت زدہ ہو کر واپس گئے اور لشکر اسلام کی عظیم طاقت کی خبر سپہ سالار کو پہنچائی۔ اس خبر سے مالک کو احساس ہو گیا کہ آمنے سامنے کی جنگ میں اس کا لشکر، لشکر اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ لہذا اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ حنین کی بلندیوں پر جنگی اعتبار سے مناسب جگہوں، پتھروں کے پیچھے اور پہاڑ کی بلندیوں پر مورچہ سنبھال لیں اور اس تنگ جگہ پر لشکر اسلام کے آتمے ہی یکبارگی حملہ کمریں۔ جنگجو افراد کو جنگ میں زیادہ استقامت کرنے پر مجبور کرنے کے لئے اس نے حکم دیا کہ عورتوں، بچوں، چوپایوں اور دیگر اموال کو بھی اپنے ساتھ لے لیں تاکہ ان (مال و غیرہ) کے دفاع کی زیادہ کوشش کریں۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

درہ حنین میں

مکہ سے ۲۸ کیلومیٹر شرق میں واقع درہ حنین کے نزدیک لشکر اسلام منگل کی رات ۱۰/۸ شوال ۸ھ کو پہنچ گیا۔ رسول اسلام ﷺ کے حکم کے مطابق لشکر اسلام رات کو سو گیا اور صبح

سورے خالد ابن ولید کی کمان میں لشکر کا ہر اول دستہ تیار کر کے آگے بھیج دیا گیا۔
 خالد مکہ کے شمال مشرق میں ۱۲ کیلومیٹر دور مقام جعرانہ تک بڑھے۔ ۱۰ سوال کی صبح، دونوں لشکر آپس میں ملے اور درہ حنین میں
 داخل ہو گئے۔ (۲۱)

فرار

دشمن، لشکر اسلام کے لئے آمادہ اور منتظر تھا لہذا یکبارگی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا، صبح کی تاریکی ان کی مددگار اور سنگلاخ چٹانیں پناہ
 گاہ تھیں۔ ان پناہ گاہوں سے لشکر اسلام پر تیر بارانی ہو رہی تھی اور گھوڑے بدک رہے تھے۔
 مسلمان فوج بھاگنے لگی، سب سے پہلے بنی سلیم کے سواروں نے جو خالد کی کمان میں تھے فرار کو قرار پر ترجیح دی اس کے بعد
 دو ہزار مکی بھاگنے والوں کے ساتھ ہو گئے پھر تو باقی افراد بھی بھاگنے لگے۔ رسول خدا ﷺ کے پاس صرف دس آدمی رہ گئے
 آنحضرت ﷺ دشمن کے فرغ میں گھرے نہایت دلیری سے مقابلہ کر رہے تھے اور اردگرد جو لوگ تھے وہ مردانہ وار جنگ میں
 مصروف تھے۔ اس مقابلہ میں "ایمن" نامی لشکر اسلام کا سپاہی، اپنے رہبر اور مقصد کا دفاع کرتے ہوئے خاک و خون میں غلطان
 ہو کر شہادت پر فائز ہو گیا۔ (۲۲)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

واپسی، مقابلہ، کامیابی

پیغمبر اسلام ﷺ نے اس حساس موقع پر مخصوص انداز سے متفرق اور بھاگے ہوئے لشکر کو جمع کیا جب آپ ﷺ نے
 لشکر کو فرار کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا "لوگو کہاں بھاگے جا رہے ہو؟ اس کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے چچا عباس سے "جن
 کی آواز بلند تھی" کہا آواز دیں کہ "اے

گروہ انصار اے اصحاب بیعت رضوان، پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف پلٹ آؤ" پیغمبر اسلام ﷺ کی استقامت و پائیداری اور عباس کی آواز سے مسلمان ہوش میں آگئے اور ایک کے بعد ایک پلٹ آئے۔ مقابلہ کرنے والے لشکر کی تعداد سو تک پہنچ گئی اور بہادروں کی زبردست جنگ شروع ہوئی جنگ کی تپش میں پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ "اب جنگ کا تنور دہک اٹھا ہے"۔

میدان رزم و بیکار کے شجاع ترین بہادر حضرت علی علیہ السلام شروع ہی سے شمع نبوت کے ارد گرد پروانہ وار چکر لگاتے ہوئے، جان کی بازی لگا کر پیغمبر اسلام ﷺ کا دفاع کر رہے تھے۔ اس عرصہ میں آپ نے بنی ہوازن کے ۳۰ جیالوں کو جہنم رسید کیا۔ رسول خدا ﷺ نے دشمن کے ناگہانی حملہ کے خلاف اپنی حکیمانہ اور دقیق رہبری کے ذریعہ ایک نئے طریقہ کار کا انتخاب فرمایا آپ ﷺ بہ نفس نفیس رجز پڑھتے اور ایسی شجاعت کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کرتے جو تعریف سے باہر ہے۔ دشمن اپنی فتح کو بچانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن لحظہ بہ لحظہ کمزور ہوتے جا رہے تھے اور سامنے لشکر اسلام کی تعداد ہر لحظہ بڑھتی جا رہی تھی۔

آخر کار دشمن کا دفاعی حصار ٹوٹ گیا، مال و زن اور اولاد کی محبت، دشمن کی پائیداری کے لئے مضبوط سہارا نہ بن سکی۔ لشکر اسلام کے واپس پلٹ آنے اور شجاعانہ جنگ کی بدولت نیزدن کی روشنی پھیلتے ہی دشمن کی شکست کے آثار نمایاں ہوئے اور اسلام کو کامیابی ملی (۲۳)۔ دشمن چھ ہزار اسیر اور بہت زیادہ مال غنیمت جو چوبیس ہزار اونٹوں چالیس ہزار گوسفند اور تقریباً آٹھ سو پچاس کلو گرام چاندی پر مشتمل تھا چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ گئے۔

عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو

جنگ کی آگ بھڑک رہی تھی تو اس وقت رسول ﷺ خدا ایک عورت کی لاش کے پاس سے گزرے لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو بتایا کہ یہ وہ عورت ہے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے مجاہدین میں سے ایک شخص کے ذریعہ حکم بھیجا کہ خالد کے پاس پہنچ کر کہو کہ رسول خدا ﷺ تمہیں عورتوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے سے منع فرما رہے ہیں۔ (۲۵)

چند قدم آگے بڑھ کر آپ نے ایک دوسری عورت کی لاش دیکھ کر فرمایا۔ "اس کو کس نے قتل کیا ہے؟" ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا "اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اسے قتل کیا ہے میں نے اس کو اپنی سواری کی پشت پر بٹھایا تھا اس نے مجھے مار ڈالنا چاہا تو میں نے اس کو قتل کر دیا" آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ "اس کو سپرد خاک کر دو"۔ (۲۶)

دشمن کے فرار کے بعد آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ تمام مال غنیمت "بدیل بن ورقای" کی نگرانی میں مقام "جعرانہ" میں جمع کیا جائے اور لشکر کے چند دستے مشرکین کے تعاقب میں جائیں جو مقام تخیلہ اور اوطاس کی طرف بھاگ گئے تھے۔ تعاقب کرنے والے دستے دشمن کو مکمل شکست دیکر اپنے مرکز پر پلٹ آئے۔

Presented by <https://jafriLibrary.com/>
آغاز جنگ میں مسلمانوں کی شکست کا تجزیہ

۱۔ غرور، کثرت اور جنگی سازو سامان پر اعتماد اور نتیجہ میں خود فریبی اور غیبی امداد سے غفلت آغاز جنگ میں مسلمانوں کی شکست و فرار کے اہم اسباب تھے۔

جیسا کہ خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

"خدا نے بہت سے جگہوں پر تمہاری مدد کی من جملہ جنگ حنین میں تمہاری مدد کی، اس وقت جب تمہیں تمہاری کثرت نے تعجب میں ڈال دیا۔ لیکن اس نے ذرا سا بھی فائدہ نہیں

پہنچایا اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم روگرداں ہو کر بھاگ گئے پھر خدا نے پیغمبر اسلام ﷺ اور مومنین پر سکینہ (اطمینان) نازل کیا اور ایسا لشکر نازل کیا جس کو تم دیکھتے نہ تھے اور کافروں کو ذلت و عذاب میں ڈال دیا۔ (۲۷)

۲۔ دوسرا سبب، لشکر اسلام میں ابوسفیان وغیرہ ایسے منافقین کا وجود تھا جو دشمن کے پہلے ہی حملہ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور نتیجے میں دوسرے سپاہیوں کے حوصلوں کی کمزوری کا سبب بنے اور وہ لوگ بھی بھاگ گئے۔

۳۔ شب کی تاریکی اور جغرافیائی حالات بھی دشمن کے لئے معاون ثابت ہوئے۔

سوالات

- ۱۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول خدا ﷺ کی تاریخی تقریر کا کچھ حصہ بیان کیجئے۔
- ۲۔ رسول خدا ﷺ نے فتح مکہ کے بعد اہل مکہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
- ۳۔ خالد بن ولید "بنی جذیمہ" کے ساتھ مجرمانہ سلوک کا مرتکب کیوں ہوا؟
- ۴۔ مسلمانوں کے ساتھ، قبیلہ ہوازن اور ثقیف کے لڑنے کا محرک کیا تھا؟
- ۵۔ دشمن کے ارادوں سے لشکر اسلام کیوں کر آگاہ ہوا؟
- ۶۔ حملہ کے آغاز میں مسلمانوں کے فرار و شکست کے اسباب کیا تھے؟

حوالہ جات

- ۱۔ استلام یعنی حجر اسود پر ہاتھ پھیرنا۔
- ۲۔ امتاع الاسماع ج ۱ ص ۳۷۸ مطبوعہ قاہرہ۔
- ۳۔ جاء الحق وذہق الباطل ان الباطل کان زہوقاً (اسرائی / ۸۱)۔
- ۴۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۵۳۔
- ۵۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۳۳۔
- ۶۔ اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۳۵۸۔
- ۷۔ (سورہ یوسف / ۹۲)۔
- ۸۔ اذخر ایک خوشبودار گھاس ہے جو اطراف مکہ میں اگتی ہے۔
- ۹۔ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۳۶۔
- ۱۰۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۵۶۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۳۷۔
- ۱۱۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۸۳۔ Presented by: <https://jafrilibrary.com/>
- ۱۲۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۸۸۹۔
- ۱۳۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۸۸۹۔
- ۱۴۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۶۱۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۷۰، ۷۳۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۸۴۵ سے ۸۸۲۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۴۷۔
- ۱۵۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۶۱۔
- ۱۶۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۸۲۔
- ۱۷۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۸۲۔
- ۱۸۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۸۳۔
- ۱۹۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۸۸۹۔

٢٠_ مغازى واقدي ج ٣ ص ٨٨٨_ سيرت ابن هشام ج ٣ ص ٨١_

٢١_ مغازى واقدي ج ٣ ص ٨٩_

٢٢_ سيرت ابن هشام ج ٣ ص ٨٥_ ٨٦_

٢٣_ سيرت ابن هشام ج ٣ ص ٨٤_ ٨٨_ ارشاد شيخ مفيد ص ٤٣_

٢٣_ تاريخ يمينبر رحمته الله عليه ذكرا آيتي مرحوم ص ٥٥٢_

٢٥_ سيرت ابن هشام ج ٣ ص ١٠٠_ مغازى واقدي ج ٣ ص ٩١٢_

٢٦_ مغازى واقدي ج ٣ ص ٩١٢_

٢٣_ ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئاً وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَ أَنْزَلَ جُنُوداً لَمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ ذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ﴾ (سوره توبه / ٢٥/ ٢٣)_

بارھواں سبق
طائف کی جنگ
جدید جنگی ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی

واپسی
ہوازن کے اسیروں کی رہائی
مال غنیمت کی تقسیم
وہ افراد جن کی دلجوئی کی گئی
منافقین کا اعتراض
دوستوں کے آنسو

مدینہ واپسی
Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

غزوہ تبوک
ایک ہولناک خبر
منافقین کی حرکتیں
بہانے تراشیاں
منافقین کے خفیہ مرکز کا انکشاف
جنگی اخراجات کی فراہمی
اشک حسرت
سوالات

طائف کی جنگ

شوال ۸ھ بمطابق جنوری، فروری ۶۲۹ء

لشکر اسلام کی کامیابی کے ساتھ حنین کی جنگ ختم ہو گئی۔ دشمن کے لشکر کا سردار مالک بن عوف اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگ کر مکہ سے ۷۵ کلومیٹر دور طائف میں پناہ گزین ہوا۔ رسول خدا ﷺ کچھ مجاہدین اسلام کو ساتھ لے کر طائف کی طرف روانہ ہوئے تاکہ حجاز میں مشرکین کی آخری پناہ گاہ کو بھی ختم کر دیا جائے۔

لشکر اسلام طائف پہنچا، مشرکین بلند دیواروں والے مضبوط قلعہ میں بے پناہ کھانے پینے کے سامان اور قلعہ کے اندر ہی پانی کے انتظام کے ساتھ نہایت اطمینان کے ساتھ مقابلہ کرنے لگے اور قلعہ کی دیواروں کے اوپر سے لشکر اسلام پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔^(۱)

جدید جنگی ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی

طائف کے مستحکم قلعہ کو فتح کرنے کے لئے حضرت سلمان نے ایک تجویز رسول خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ منجنیق اور پتھر و گولہ باری سے محفوظ کرنے والی گاڑیوں کو کام میں لا کر قلعوں کو فتح کیا جاسکتا ہے رسول خدا ﷺ نے حضرت سلمان کو حکم دیا کہ اس قسم کا اسلحہ مہینا

Presented by: <https://jafriLibrary.com/>

کرو۔ حضرت سلمان اس کام میں مشغول ہو گئے اور قلعہ کی دیواروں کے پار بڑے بڑے پتھر پھینکنے کے لئے منجلیق (جیسے آجکل کاٹینک) اور قلعہ کی تباہی کی خاطر دیواروں کے نزدیک پہنچنے کے لئے مخصوص گاڑی کو میدان جنگ میں پہنچایا۔

گاڑی کی چھت موٹے اور سخت چمڑے کی بنی ہوئی تھی جس پر دشمنوں کے تیر اثر انداز نہیں ہو سکتے تھے۔^(۲) (جیسے آجکل کی بکتر بند گاڑیاں) اسی طرح پیغمبر اسلام ﷺ کے حکم سے بہت زیادہ مقدار میں خاردار شاخیں "خار خسک" قلعہ کے اطراف میں بکھیر دی گئیں (یہ کانٹے گویا بارودی سرنگوں کی مانند تھے جو دشمن کے سپاہیوں گھوڑوں اور اونٹوں کے پیروں میں چبھ جاتے تھے)۔^(۳)

مخصوص گاڑی کے ذریعہ مجاہدین اسلام قلعہ کی دیوار تک پہنچ گئے اور دیوار کے کچھ حصہ کو گرانے اور قلعہ کو فتح کرنے میں دیر نہ تھی کہ دشمن نے آگ اور پگھلے ہونے لوہے کے ذریعہ حملہ کر کے گاڑی کی چمڑے کی چھت کو جلا کر تھس تھس کر ڈالا جس کے نتیجے میں بعض مجاہدین اسلام شہید یا زخمی ہوئے اور قلعہ فتح کرنے کی کوشش بار آور نہ ہو سکی۔

واپسی

طائف ۲۰ دن سے زیادہ لشکر اسلام کے محاصرہ میں رہا۔ قبیلہ ثقیف کے افراد بڑی پامردی سے مقابلہ کر رہے تھے، قلعہ کے اندر غذائی اور دیگر ضروریات کے سامان کی وافر موجودگی کی بنا پر محاصرہ بے معنی تھا اور قلعہ فتح کرنے کے لئے ایک طولانی محاصرے کی ضرورت تھی۔ ایک طرف مدینہ سے دوری، غذا اور جانوروں کے چارے کی کمی کا خطرہ، اس کے علاوہ حرمت کا مہینہ اور حج کا زمانہ نزدیک تھا۔

رسول خدا ﷺ نے اعلان کیا کہ غلاموں میں سے جو کوئی بھی قلعہ سے باہر آجائے گا وہ آزاد ہے چنانچہ چند لوگوں نے خود کو لشکر اسلام کے حوالہ کر دیا اور رسول خدا ﷺ کے پاس آکر دشمن کے حالات کی اطلاع دیدی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو آزاد کر دیا اور اس کے بعد اعلان کیا کہ طائف کا محاصرہ ختم کیا جائے اور سب واپس لوٹ جائیں۔^(۴)

ہوازن کے اسیروں کی رہائی

رسول خدا ﷺ درہ "جعرانہ" یا "جعرانہ" (یہی زیادہ مشہور ہے) لوٹ آئے تاکہ اسیروں اور مال غنیمت کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔ یہاں اساری سائبان کے نیچے ٹھہرے ہوئے تھے۔ قبیلہ ہوازن کے بعض افراد جو جنگ میں شریک نہیں تھے یا اسیر نہیں ہوئے تھے۔ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسیران ہوازن کی رہائی کی درخواست کی پیغمبر رحمت ﷺ نے ان کی خواہش کو قبول فرمایا اور چھ ہزار اسیران ہوازن کو آزاد کر دیا۔^(۵) اس طرح جزیرۃ العرب کا بہت بڑا اور خطرناک قبیلہ اسلام کی طرف مائل ہو گیا۔

جنگ کی آگ بھڑکانے والوں کے رہبر مالک بن عوف کو رسول خدا ﷺ نے پیغام بھجوایا کہ ہتھیار ڈال دو تو مال اور خاندان کی واپسی کے علاوہ سو اونٹ بھی عطا کئے جائیں گے۔ قبیلہ ہوازن کے سلسلہ میں پیغمبر اسلام ﷺ کی رحمت اور جواں مردی نے مالک ابن عوف جیسے سرکش کو رام کر دیا اور وہ راتوں رات طائف سے بھاگ کر رسول ﷺ خدا کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہو گیا۔ اس طرح فتنہ کے اہم سبب، قبیلہ ہوازن کا خطرہ ٹل گیا۔^(۶)

مال غنیمت کی تقسیم

اسیروں کی آزادی کے بعد کچھ سپاہی رسول خدا ﷺ کے گرد جمع ہوئے اور نہایت اصرار کے ساتھ مال کی تقسیم کے خواستگار ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

"خدا کی قسم اگر تہامہ کے درختوں کے برابر بھی گو سفند اور اونٹ تمہارے لئے ہوں تو میں ان سب کو تمہارے ہی درمیان تقسیم کروں گا۔ تم میرے اندر خوف، بخل اور جھوٹ نہیں پاؤ گے۔ مال غنیمت میں میرا حق پانچویں (خمس) حصے سے زیادہ نہیں، میں اسے بھی تمہیں دے دوں گا لہذا اگر کسی نے ایک سوئی اور دھاگہ بھی اٹھایا ہو تو لوٹا دے اس لئے کہ غنیمت میں خیانت کی سزا قیامت کے دن رسوائی، بدنامی اور آتش کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

اس وقت انصار میں سے ایک شخص ایک دھاگے کا گچھا لے آیا اور کہا "میں اس کو اپنے اونٹ کا سامان سینے کے لئے لے گیا تھا"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس دھاگے میں سے میں نے اپنا حق تمہیں بخشا (اب باقی مسلمانوں کا مسئلہ ہے اگر وہ بھی اپنا حق تمہیں بخش دیں تو لے لو) مرد انصاری نے کہا کہ اگر اتنا سخت مسئلہ ہے تو مجھے دھاگے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور دھاگے کا گچھا مال غنیمت کے ڈھیر میں لے جا کر رکھ دیا۔^(۷)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

وہ افراد جن کی دلجوئی کی گئی

جب مال غنیمت کی تقسیم شروع ہوئی اور تمام افراد کا حصہ دیدیا گیا، تو رسول خدا ﷺ نے مال غنیمت کے خمس کو سرداران قریش کے درمیان تقسیم کر دیا اور ابوسفیان، اس کے بیٹے معاویہ، حکیم ابن حزام، حارث بن حارث اور حارث بن ہشام اور ... "جو کل تک گروہ

شُرک و کفر کے سردار تھے" ان میں سے ہر ایک کو سو اونٹ اور عظمت و مرتبت کے لحاظ سے معمولی افراد کو پچاس یا پچاس سے کم اونٹ عطا فرمائے۔^(۸)

رسول خدا ﷺ کی بخشش کے دو سبب تھے ایک تو یہ کہ یہ لوگ رسول خدا ﷺ کی عطف و محبت سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف مائل ہوئے تاکہ کینہ ختم ہو جائے، اصطلاح میں اس عمل کو "تالیف قلوب" کہتے ہیں اور فقہ اسلام میں زکات کے مصارف میں سے ایک مصرف یہ بھی ہے۔ دوسری بات یہ تھی کہ جزیرۃ العرب کے مشرک قبائل کے سربرآوردہ افراد اسلام قبول کر لیتا کہ کم سے کم لڑائی ہو اور جزیرۃ العرب کے باقی افراد حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں۔

مناقضین کا اعتراض

رسول خدا ﷺ کی بخششیں بہت سے سپاہیوں کے اعتراض کا سبب بنیں اسی درمیان ان افراد نے سب سے زیادہ اعتراض کی آواز بلند کی جو بظاہر احکام دین پر توجہ دیتے تھے مگر باطن میں ان کو دین سے کوئی سروکار نہ تھا اور دل ذوالخویصرہ نے عتاب آمیز لہجہ میں رسول خدا ﷺ سے کہا "اے محمد ﷺ خدا سے ڈریں اور عدل و انصاف سے کام لیں"۔ رسول خدا ﷺ، اس شخص کی باتوں سے جبرہم ہوئے اور فرمایا "اگر انصاف و عدالت سے کام نہیں لوں گا تو پھر عدالت کس کے پاس ملے گی؟" اصحاب میں سے ایک صحابی نے عرض کی کہ حضور ﷺ اگر اجازت ہو تو جسارت کے جواب میں اسکا سرتن سے جدا کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ: "ج ی اس شخص کو ایسے پیر و ملینگے جو دین میں اتنی باریک بینی سے کام لیں گے کہ دین سے خارج ہو جائیں گے"۔^(۹)

دوستوں کے آسو

رسول خدا ﷺ کی بخششوں نے قریش اور قبائل کے سربرآوردہ افراد یہاں تک کہ انصار کو بھی رنجیدہ کر دیا اور وہ یہ سوچنے لگے کہ یہ بخششیں خاندان اور رشتہ داریوں کی بنا پر ہیں۔

رسول خدا ﷺ کو انصار سے یہ امید نہ تھی، آپ رنجیدہ ہوئے اور ان سے فرمایا: "کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے افراد کو سفندوں اور اونٹوں کے ساتھ اپنے گھر کو جائیں اور تم رسول خدا ﷺ کے ہمراہ اپنے گھروں کو واپس جاؤ" (۱۰) انصار، رسول خدا ﷺ کی بات سن کر شدت سے رونے اور عرض کیا: "ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ رسول خدا ﷺ ہمارے حصہ میں ہوں، ہم اسی پر راضی ہیں" (۱۱)

مدینہ واپسی

مال غنیمت کی تقسیم تمام ہوئی، رسول خدا ﷺ نے عمرہ کے قصد سے مقام جعرانہ سے احرام باندھا اور زیارت خانہ خدا کے لئے مکہ کی سمت روانہ ہوئے۔

عمرہ کی ادائیگی کے بعد آپ ﷺ نے عتاب بن امید اور معاذ بن جبل "جنہیں مکہ کا امیر اور معلم دین بنایا گیا تھا" کی ماموریت کی مدت بڑھادی۔ اس کے بعد ذی القعدہ کے مہینہ میں مہاجرین اور انصار کے ساتھ مدینہ لوٹ آئے۔ (۱۲)

غزوہ تبوک (۱۳)

ایک ہولناک خبر

۹ھ، رجب کا مہینہ بڑی گرمی کا مہینہ تھا، شدید قحط اور گرانی کے زمانہ کے بعد کہ

جس سے لوگ حد درجہ پریشان ہو چکے تھے۔ پھلوں اور کھجور کے چننے کا زمانہ آگیا۔ لوگوں نے ذرا اطمینان کا سانس لینے کا سوچا ہی تھا کہ ہولناک قسم کی خبریں پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس آنے لگیں کہ مسلمانوں کو جزیرۃ العرب کی شمال مشرقی سرحدوں پر رومی بادشاہ کی طرف سے خطرہ ہے۔

میدہ اور زیتون کا تیل فروخت کرنے کے لئے مدینہ آنے والے نبطی تاجروں نے بتایا کہ "بادشاہ روم" ہرقل^(۱۴) نے بلقاء کے علاقہ میں ایک عظیم لشکر جمع کر رکھا ہے اور لشکر کے کھانے پینے کا انتظام اور ایک سال کی تنخواہ کی ادائیگی کے علاوہ سرحدی قبائل لحم اور جذام کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور اسلامی سرزمین پر حملہ اور اسلامی تحریک کو مٹا دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ رسول خدا ﷺ ایک ایسا عظیم لشکر جمع کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے جو روم ایسی بڑی طاقت کے لشکر سے مقابلہ کی طاقت رکھتا ہو۔

پیغمبر اسلام ﷺ جنگوں میں منزل مقصود معین نہیں فرماتے تھے۔ اس کے برخلاف اس بار لشکر جمع کرنے کے آغاز ہی میں آپ ﷺ نے منزل مقصود کا اعلان کر دیا۔ تاکہ لشکر، دشت سوزاں میں دو دراز کے راستہ کو طلی کرنے، دشوار کام کے انجام دینے اور نہایت طاقتور دشمن سے جنگ کرنے کے لئے تمام تیاریوں کے ساتھ ضروری سازوسامان اور غذائے کر روانہ ہو۔^(۱۵)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

منافقین کی حرکتیں

منافقین نے لشکر اسلام کی تیاری کے آغاز میں، حکومت اسلامی میں دی گئی آزادی

سے سوء استفادہ کرتے ہوئے، حساس ترین لمحات میں مایوس کن پروپیگنڈہ اور نفسیاتی جنگ کے ذریعہ مسلمانوں کو راہ خدا میں جہاد سے باز رکھنے کی کوشش کی، یہ لوگ درحقیقت استکباری طاقتوں کے مفادات کے لئے قدم اٹھا رہے تھے۔

اسلام کے خلاف منافقین کی خیانت آمیز تحریک تاریخ اسلام میں "مسجد ضرار" کے واقعہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

منافقین میں سے ایک سرکردہ "ابوعامر" نامی فاسق، رسول خدا ﷺ کی مدینہ ہجرت کے بعد اپنی خیانتوں کی بدولت بھاگ کر مکہ اور طائف چلا گیا اور ان کے فتح ہونے کے بعد وہاں سے بھاگ کر روم چلا گیا اور وہاں سے مدینہ کے منافقین سے رابطہ اور فکری امداد کرتا رہتا تھا۔ اس نے اپنے ہوا خواہوں کو خط میں لکھا کہ "میں قیصر روم کے پاس جا رہا ہوں اور اس سے فوجی مداخلت کی درخواست کروں گا تاکہ اس کی مدد سے مدینہ پر حملہ کریں اب تم "قبا" کے دیہات میں مسلمانوں کی مسجد کے مقابلہ میں ایک مسجد بناؤ اور نماز کے موقع پر وہاں جمع ہو، فریضہ کی ادائیگی کے بہانے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اپنے منصوبوں کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جائے کے موضوع پر گفتگو کیا کرو۔

یہ مسجد، لشکر اسلام کے تبوک روانہ ہونے سے پہلے بن کر تیار ہو گئی۔ منافقین اس مسجد کی آڑ میں اپنی کارکردگی کو منظم شکل دے سکتے تھے، لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ان لوگوں نے رسول خدا ﷺ سے درخواست کی کہ آپ مسجد میں نماز ادا کریں اور مسجد کا افتتاح فرمائیں۔

رسول ﷺ نے جواب میں فرمایا "ابھی میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں اور سفر کی تیاری میں مصروف ہوں اگر خدا نے چاہا تو واپسی پر آؤنگا" (۱۶)

بہانے تراشیاں

منافقین جنگ میں شرکت نہ کرنے کے لئے بڑے لچر بہانے تراشتے رہتے تھے۔ رسول ﷺ خدا نے "جدابن قیس" نامی ایک منافق سے کہا۔

"کیا تم رومیوں کے ساتھ لڑنے کے لئے خود کو آمادہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے؟" جدابن قیس نے جواب دیا "اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے آپ ﷺ اس بات کی اجازت دیں کہ میں شہر ہی میں رہوں مجھے فتنہ میں نہ ڈالیں۔ اس لئے کہ میرے قبیلہ کے لوگ جانتے ہیں کہ کوئی مرد بھی میری طرح عورتوں کا دیوانہ نہیں، مجھے ڈر ہے کہ اگر میں روم کی عورتوں کو دیکھونگا تو فتنہ (وگناہ) میں پڑ جاؤں گا۔"

رسول خدا ﷺ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا "جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ" (۱۷)

قرآن اس منافق کی بہانہ بازی کے بارے میں فرماتا ہے:

"ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو جہاد میں شرکت کرنے سے معاف رکھیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں آگاہ ہو جاؤ کہ یہ لوگ خود فتنہ میں پڑے ہوئے ہیں اور بے شک دوزخ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔" (۱۸)

منافقین کام میں رخنہ ڈالنے اور جنگ کے بارے میں لوگوں کے مصلحت پسند کرنے کے لئے کہتے تھے اس گرمی کے موسم میں جنگ کے لئے نہ جاؤ یہ موسم جنگ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ خدا ان لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے:

"جن لوگوں نے رسول خدا ﷺ کی رکاب میں حکم جہاد سے روگردانی کی وہ خوش ہیں اور راہ خدا میں جان و مال کے ساتھ جہاد کرنے کو ناگوار جانتے ہیں (اور مومنین کو بھی جہاد سے منع کرتے ہیں) وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس گرمی میں کوچ نہ کرو۔ ان سے کہہ دیجئے کہ دوزخ

کی آگ زیادہ جلانے والی ہے اگر لوگ سمجھ لیں۔^(۱۹)

منافقین، آرام طلب ثروت مند افراد اور کچھ ناواقف اعراب نے مختلف بہانوں سے جنگ میں شرکت کرنے سے گریز کیا۔

خداوند عالم اعراب کے بارے میں فرماتا ہے:

"بادیہ نشینوں (اعراب) میں سے کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس عذر کرتے ہوئے آئے اور جہاد سے معافی چاہ رہے تھے اور کچھ

لوگ جو خدا و رسول ﷺ کی تکذیب کرتے تھے۔ جہاد سے بیٹھ رہے کافر جی ہی دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔"^(۲۰)

منافقین کے خفیہ مرکز کا انکشاف

رسول خدا ﷺ کو خبر ملی کہ منافقین کا ایک گروہ سُوَیْمِیْمَہِیودی کے گھر ایک انجمن بنا کر سازشوں اور لوگوں کو جہاد میں شرکت کرنے سے روکنے کی پلاننگ میں مصروف ہے۔ رسول خدا ﷺ جانتے تھے اگر ان کے ساتھ کوئی عبرتناک اور فیصلہ کن سلوک نہ کیا گیا تو یہ مکارانہ سازشوں سے اسلام کو نقصان پہنچائیں گے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس گروہ کے مرکز کو گھیر کر آگ لگادی جائے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے اسلام کے چند محافظین نے اس گھر کو آگ لگادی اور منافقین کے فرار کے نتیجے میں یہ گروہ

ختم ہو گیا اور فرار کے دوران چھت سے گرے کی وجہ سے ایک منافق کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔^(۲۱)

جنگی اخراجات کی فراہمی

مضبوط لشکر مرتب کرنے کے لئے مخیر اور ثروت مند مسلمانوں نے جاں بازان اسلام

کی مالی امداد کی اور مسلمانوں نے اخراجات جنگ مہیا کرنے میں بے مثال دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا۔ مسلمان عورتوں نے اپنے زیورات رسول خدا ﷺ کے پاس بھیج دیئے کہ جنگ کے اخراجات میں کام آئیں۔ ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق مدد کرنے میں کوشاں تھا۔ مثال کے طور پر ایک غریب مزدور ایک صاع (تین کیلو) خرما پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں لایا اور عرض کرنے لگا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے نخلستان میں کام کیا تو دو صاع خرما مزدوری ملی ایک صاع میں نے اپنے گھر کے لئے رکھ لیا اور ایک صاع جنگ کے اخراجات جمع کرنے کے لئے لایا ہوں۔"

منافقین نے یہاں بھی غلط پروپیگنڈہ جاری رکھا۔ اگر کوئی دولت مند مالی امداد کرتا تو کہتے "ریا کاری کر رہا ہے۔" اور اگر کوئی غریب خلوص کی بنا پر تھوڑی سی مدد کرتا تو کہتے کہ "خدا کو اس مدد کی ضرورت نہیں" (۲۲)

منافقین کی ان باتوں کے بارے میں قرآن مجید میں خدا فرماتا ہے:

"جو لوگ مدد کرنے والے مومنین اور اپنی استطاعت کے مطابق عطا کرنے والوں کے صدقہ میں عیب نکالتے اور مذاق اڑاتے ہیں خدا ان کا تمسخر کرتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔" (۲۳)

Presented by: <https://jaanilibrary.com/>
اشک حسرت

منافقین کی سازشوں، پروپیگنڈوں اور افواہوں کے بالمقابل پاکیزہ دل مومنین کا ایک گروہ جنگ میں شرکت کے شوق میں رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ یہ لوگ غریب تھے اور سواری کا انتظام نہ تھا لہذا انہوں نے رسول خدا ﷺ سے خواہش کی کہ ان کو

مرکب عطا کیا جائے تاکہ آنحضرت ﷺ کی رکاب میں صحراؤں کا سفر کر کے جہاد مقدس میں شرکت کریں۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس کوئی ایسی سواری نہیں ہے جس پر تم کو سوار کروں۔ یہ لوگ اس وجہ سے افسوس اور گریہ کرتے ہوئے رسول خدا ﷺ کے پاس سے نکلے کہ ان کو جہاد میں شرکت کی توفیق حاصل نہ ہو سکی۔ یہ جماعت تاریخ میں گروہ "بکاؤون" (۲۴) کے نام سے مشہور ہوئی۔ (یعنی بہت رونے والے) خدا قرآن مجید میں ان کو اس طرح یاد کرتا ہے۔

"ای پیغمبر ﷺ، مومنین جہاد کے لئے تیار ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئیں تاکہ آپ ﷺ ان کو کسی مرکب پر سوار کر دیں (اور میدان جہاد لے جائیں) اور آپ نے جواب میں فرمایا کہ میرے پاس مرکب نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کروں اور وہ لوگ اس حالت میں واپس چلے گئے کہ غم کی شدت سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اخراجات سفر کیوں نہ فراہم کر سکے۔ ایسے لوگوں پر جہاد ترک کر دینے میں کوئی گناہ نہیں ہے" (۲۵)

سوالات

- ۱_ طائف کی جنگ میں کس قسم کا اسلحہ استعمال ہوا؟
- ۲_ ہوازن کے اسیروں کی رہائی نے ان کے اسلام کی طرف میلان پر کیا اثر ڈالا۔
- ۳_ رسول خدا ﷺ کی بخششینکن وجوہات کی بناء پر تھیں؟
- ۳_ لشکر کے چند افراد کا اعتراض کس چیز پر اور کس تصور کے زیر اثر تھا؟
- ۵_ روم کی بڑی طاقت کے حملہ کے ارادہ اور ان کے فوجی نقل و حمل سے رسول خدا ﷺ کس طرح آگاہ ہوئے؟
- ۶_ جنگ سے فرار کیلئے منافقین کیا بہانے تراش رہے تھے؟
- ۷_ رسول خدا ﷺ نے منافقین کے گروہ کے گھر کے لئے کیا حکم دیا؟

حوالہ جات

- ۱۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۲۱-۱۲۵
- ۲۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۹۲۷
- ۳۔ پیامبری و حکومت ص ۳۷۶
- ۴۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۵۸
- ۵۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۳۰-۱۳۱
- ۶۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۳۳
- ۷۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۳۲-۱۳۵
- ۸۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۳۵
- ۹۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۳۹۔ انجام کار وہ زمانہ امام علی علیہ السلام میں خوارج کے رہبروں میں سے ایک رہبر بنا اور نہروان کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔
- ۱۰۔ یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کا صرف کچھ حصہ یہاں پر نقل ہوا ہے۔
- ۱۱۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۳۱-۱۳۲
- ۱۲۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۳۳
- ۱۳۔ شام کی سرحد پر حجر سے جو راستہ شام کو جاتا ہے اس کے درمیان تبوک ایک مضبوط قلعہ تھا اور آج کل سعودی عرب میں مدینہ سے ۷۷۸ کیلومیٹر دور ایک فوجی شہر ہے۔
- ۱۴۔ ہر ایکلو س بھی لکھا گیا ہے۔
- ۱۵۔ امتاع الاسماع ج ۱ ص ۳۳۵-۳۳۶۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۶۵۔ سیرت حلبی ج ۳ ص ۱۳۱۔ سیرت ابن ہشام ج ۳

١٦- سيرت حليبه، مطبوعه بيروت ج ٣ ص ١٢٣- سيرت ابن هشام ج ٣ ص ١٤٣- امتاع الاسماع ج ١ ص ٢٨٠

١٤- سيرت ابن هشام ج ٣ ص ١٥٩-

١٨- ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْتِنِّي اِلٰى فِى الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَاَنْ جَهَنَّمَ مَحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ﴾ (سوره توبه آيت ٣٩)

١٩- ﴿فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرَهُوا اَنْ يُجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا

لَا تَنْفِرُوْا فِى الْحَرْقِ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ﴾ (توبه / ٨١)-

٢٠- ﴿وَ جَآءَ الْمُعَذِّبُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَاَعَدَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا اللّٰهَ وَاَنْفُسَهُمْ سَيِّئًا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ

عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (توبه / ٩٠)-

٢١- سيرت ابن هشام ج ٣ ص ١٦٠-

٢٢- تفسير مجمع البيان ج ٥ ص ٢٥٤- اسباب النزول واحدى ص ١٤٢-

٢٣- ﴿الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوْعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ

مِنْهُمْ وَاَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (توبه / ٤٩)-

٢٣- سيرت ابن هشام ج ٣ ص ١٦١- Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

٢٥- ﴿وَاَعْلٰى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اتَّوَكَّلْتَ لِيُحْمَلَهُمْ فَاَقْدَمْتَ عَلَيْهِمْ لِيُظْهِرُوا مَا فِيْ اَبْصَارِهِمْ لِيُجْزَوْا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (سوره انفصاف آيت ١٧)

٢٥- ﴿وَالَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوْعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَاَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (توبه / ٩٢)

تیرھواں سبق

بے نظیر لشکر

منافقین کی واپسی

شخصیت پر حملہ

تینا صحرا

حضرت ابوذر کا واقعہ

لشکر اسلام تبوک میں

دومۃ الجندل کے بادشاہ کی گرفتاری

پیغمبر اسلام ﷺ پر حملہ کی سازش

مسجد ضرار کو ویران کر دو

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

اسلحہ فروخت نہ کرو

جنگ میں دعا کی تاثیر

غزوہ تبوک سے ماخوذ نتائج

سوالات

بے نظیر لشکر

منافقین کی رخنہ اندازی اور پروپیگنڈے، راستہ کی دوری، شدید گرمی، خشک سالی، دشمن کا بے شمار لشکر، ان میں سے کوئی چیز بھی مسلمانوں کو وسیع پیمانہ پر جنگ میں شرکت سے نہ روک سکی۔ تقریباً تیس ہزار افراد نے آمادگی کا اعلان کیا اور "ثنیۃ الوداع" کی لشکرگاہ میں خیمہ زن ہو گئے اس مسلح لشکر کے پاس دس ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار اونٹ تھے۔

رسول خدا ﷺ نے لشکرگاہ میں سپاہیوں کا معائنہ کیا، پرچم ان کے حوالے فرمایا اور روانگی کے لئے آمادہ ہو گئے۔^(۱)

منافقین کی واپسی

منافقین کے سربراہ عبداللہ ابن ابی نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ "ذباب" کے علاقہ میں۔ ثنیۃ الوداع میں جو لشکرگاہ تھی اس سے ذرا پیچھے۔ خیمے نصب کئے اور وہیں سے مدینہ لوٹ گئے اور کہا "محمد اس گرمی، دوری، اور سختی میں رومیوں سے لڑنے جا رہے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ رومیوں کے ساتھ جنگ ایک کھیل ہے خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ کل ان کے اصحاب اسیر اور گرفتار ہو جائیں گے۔"^(۲)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

منافقین چاہتے تھے کہ عین روانگی کے موقع پر نفسیاتی حربوں کے ذریعہ لشکر اسلام کے حوصلوں کو کمزور کر دیا جائے۔ لیکن ان کی یہ چال کار گرنہ ہوئی۔ (۳)

شخصیت پر حملہ

رسول خدا ﷺ کی رکاب میں حضرت علی (ع) کو ہر جنگ میں شرکت کا افتخار حاصل تھا لیکن اس جنگ میں رسول خدا ﷺ کے حکم سے شریک نہیں ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق مدینہ کی دیکھ بھال کے لئے مدینہ میں ہی رک گئے۔ رسول اللہ ﷺ منافقین کی سازشوں سے آگاہ تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شرک پر باقی رہ جانے والے اعراب کی مدد سے منافقین، شہر مدینہ پر مجاہدین سے خالی ہو جانے کی بنا پر حملہ کر دیں اور کوئی ناگوار حادثہ پیش آجائے۔ پریشان کن سیاسی حالات میں سازشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے اسلام کے مرکز کی دیکھ بھال صرف علی (ع) کر سکتے ہیں۔

رسول خدا ﷺ نے حضرت علی (ع) کو اپنی جگہ پر اس لئے بٹھایا تاکہ اطمینان سے جہاد کے لئے جا سکیں۔ منافقین نے علی (ع) کو اپنی سازشوں میں رکاوٹ محسوس کیا تو ان کو میدان سے ہٹانے کے لئے ماحول بنانا، افواہیں پھیلانا اور درحقیقت ان کی شخصیت پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے یہ افواہ پھیلائی کہ "رسول خدا ﷺ، علی (ع) سے افسردہ خاطر ہو گئے تھے اس لیے آپ ﷺ نے ان سے بے اعتنائی کی اور اپنے ساتھ نہیں لے گئے" یہ باتیں علی (ع) کے کانوں تک پہنچیں تو آپ (ع) نے اسلحہ اٹھایا اور مدینہ سے تین میل دور مقام "جرف" میں رسول خدا ﷺ سے جا ملے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ منافقین کہتے ہیں کہ آپ ﷺ مجھ سے تنگ آگئے ہیں اس لئے مدینہ چھوڑے جا رہے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے اپنے بعد تمہیں مدینہ میں حفاظت اور نگہبانی کے لئے چھوڑا ہے۔ اس وقت آپ ﷺ نے وہاں موجود بہت سارے اصحاب کے سامنے حضرت علی (ع) سے فرمایا۔

"میرے بھائی مدینہ واپس جاؤ، مدینہ کے لئے میرے یا تمہارے علاوہ کوئی مناسب نہیں، تم ہی میرے خاندان، مقام ہجرت (مدینہ) اور میری قوم کے درمیان میرے جانشین ہو، کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تم میرے لیے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰ (ع) کے لئے ہارون (ع) مگر یہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔"

حضرت علی (ع) مدینہ لوٹ آئے اور رسول خدا ﷺ اپنے مقصد کے لئے روانہ ہو گئے۔^(۴)

تپتا صحرا

سختیوں میں گھرے ہوئے لشکر "جیش العُسرہ" کی کمان ۶۱ سالہ باہمت و جری رہبر یعنی رسول خدا ﷺ کے ہاتھ میں تھی۔ دشمن تک پہنچنے کے لئے سپاہیوں کو ۷۷۸، کیلومیٹر کے گرم ریگستان کو عبور کرنا تھا۔ لشکر چل پڑا، آفتاب آگ برسا رہا تھا۔ شدید گرمی کا خطرہ دشمن سے کم نہ تھا۔ لیکن لشکر اسلام بھی استقامت و مقاومت کا پیکر تھا۔ صرف چند منافقین تخریب کاری اور اذیت رسانی کے ارادے سے ساتھ ہو گئے تھے۔ یہ لوگ راستہ میں حیانت آمیز حرکتیں اور زہریلے پروپیگنڈے کر رہے تھے۔ لشکر اسلام کا گزر اصحاب "حجر" (۵) کے علاقہ سے ہوا، اصحاب حجر کے ویران شہر میں ایک کنواں تھا سپاہیوں نے کنویں سے پانی کھینچا اور ظروف بھر لئے۔ جس وقت یہ لوگ اترے اور سپاہی آرام کرنے لگے تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ نہ کنویں کا پانی پینا اور نہ آٹا گوندھنا اور اگر آٹا گوندھ لیا ہے تو اس کو نہ

کھانا بلکہ چوپایوں کو دیدینا۔"

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ "آج رات کوئی لشکرگاہ سے باہر نہ نکلے" اس رات لشکرگاہ سے کوئی باہر نہیں گیا سوائے دو افراد کے اور ان کے ساتھ ناگوار حادثات پیش آئے۔

صبح سویرے لشکر اسلام رسول خدا ﷺ کے پاس طلب آب کے لئے پہنچا آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی، بارش ہوئی اور پانی گڑھوں میں بھر گیا۔ جان بازوں نے بارش کے پانی سے مشکیں بھر لیں۔ ایک منافق نے کہا "ایک گذرتا ہوا بادل تھا جو اتفاقاً برس گیا۔" (۶) ایک جگہ رسول خدا ﷺ کا اونٹ گم ہو گیا کچھ لوگ ڈھونڈنے کے لئے نکلے منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہ کیسے پیغمبر اسلام ﷺ ہیں جو آسمانوں کی خبر دیتے ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ ان کا اونٹ کہاں ہے۔ یہ باتیں پیغمبر اسلام ﷺ تک پہنچائی گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا "خدا جو بتا دیتا ہے میں غیب کی وہی باتیں جانتا ہوں" اسی وقت جبرئیل نازل ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو اونٹ کی جگہ سے باخبر کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرا اونٹ فلان وادی میں ہے اور اس کی مہار فلاں درخت میں الجھ گئی ہے جاؤ اس کو پکڑ لاؤ" (۷)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>
حضرت ابوذر کا واقعہ

چلتے چلتے راستہ میں حضرت ابوذر کا اونٹ بیٹھ گیا انہوں نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح قافلہ تک پہنچ جائیں۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ چنانچہ اونٹ سے اتر پڑے۔ سامان پیٹھ پر لادا اور پیدل ہی چل پڑے۔ آفتاب شدت کی گرمی برسا رہا تھا۔ ابوذر پیاس سے نڈھال چلے جا رہے تھے۔ اپنے آپ کو بھلا چکے تھے اور صرف لشکر رسول خدا ﷺ تک پہنچنے کے علاوہ کوئی مقصد نہ تھا۔ پیاس سے تپتے ہوئے جگر کے ساتھ پیدل، پستیوں اور بلندیوں کو پیچھے

چھوڑتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ کہ دور سے آپ کی نگاہیں لشکر اسلام پر پڑیں، آپ نے اپنی رفتار بڑھادی اس طرف ایک سپاہی کی نظر ایک سپاہی پر پڑی اس نے رسول خدا ﷺ سے عرض کی کہ "کوئی شخص ہماری طرف آ رہا ہے" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اچھی بات ہے وہ ابوذر ہونگے" آنے والی سپاہی اور قریب ہو گئی ایک شخص نے چلا کر کہا "وہ ابوذر ہیں" خدا کی قسم وہی ہیں "آنحضرت نے فرمایا:

خدا ابوذر پر رحمت نازل کرے وہ اکیلے راستہ طے کرتے ہیں، تنہا میرے گے اور تنہا اٹھائے جائیں گے۔^(۸)

لشکر اسلام تبوک میں

لشکر اسلام نے اپنا سفر جاری رکھا اور تبوک پہنچ گیا۔ لیکن رومیوں کو اپنے سامنے نہیں پایا اس لئے کہ رومی، لشکر اسلام کی کثرت سے واقف ہو چکے تھے اور لشکر اسلام کی شجاعت اور بلند حوصلوں کی اطلاع ان کو پہلے سے تھی۔^(۹) اس بنا پر انہوں نے جان بچانے ہی میں عافیت سمجھی اور شمال کی طرف عقب نشینی اختیار کر لی۔^(۱۰)

تبوک میں لشکر اسلام نے اپنا پڑاؤ ڈال دیا۔ رسول خدا ﷺ نے لشکر کے سامنے تقریر کی۔^(۱۱) مسلمان بیس دن تک تبوک میں رہے۔^(۱۲) رسول اللہ ﷺ نے وہاں چند گروہوں کو اپنے زیر امر قبیلوں سے عہد و پیمانہ باندھنے کے لئے مختلف سرحدی علاقوں میں روانہ فرمایا، سرحدی علاقوں میں بسنے والے قبیلوں سے عہد و پیمانہ کے بعد جزیرۃ العرب کی سرحدیں محفوظ ہو گئیں۔

دومۃ الجندل کے بادشاہ کی گرفتاری

رسول خدا ﷺ نے سواروں کے ایک دستہ کو خالد بن ولید کی سربراہی میں دومۃ الجندل روانہ کیا۔ خالد اور اس کے سپاہیوں نے وہاں کے بادشاہ اُکیدر اور اس کے بھائی حسان پر جب وہ ایک وحشی گانے کا پیچھا کر رہے تھے غفلت کے عالم میں حملہ کر دیا۔ حسان مارا گیا اور اُکیدر گرفتار ہو گیا۔ خالد نے اُکیدر کو گرفتار کرنے کے بعد دومۃ الجندل کو فتح کیا اور مال غنیمت کے ساتھ واپس پلٹا۔ اُکیدر کو پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ رسول خدا ﷺ نے اس سے صلح کا معاہدہ کیا اور جزیہ ادا کرنا ضروری قرار دے کر آزاد فرما دیا۔ (۱۳)

تبوک میں شہر ایلہ، جہاں عیسائی آباد تھے، کے رئیس یوحنا ابن رُوبہ نے دومۃ الجندل کے واقعات سننے کے بعد پیش قدمی کی اور پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں آکر اپنے آپ کو اور اپنے قبیلہ کو اسلام کی حمایت کے سایہ میں پہنچا دیا۔ وہاں یہ طے پایا کہ اہل ایلہ سالانہ تین سو طلائی دینار بعنوان جزیہ ادا کریں گے۔ (۱۴)

پیغمبر اسلام ﷺ پر حملہ کی سازش

مقام تبوک میں بیس دن قیام کے بعد، لشکر اسلام نے رسول خدا ﷺ کے حکم کے بموجب واپسی کا ارادہ کیا۔ منافقین نے دیکھا جنگ یا لشکر اسلام کے قتل اور زخمی ہونے کی نوبت ہی نہیں آئی تو انہوں نے رسول خدا ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا کہ واپسی کے دوران گھاٹی میں چھپ جائیں اور آنحضرت ﷺ کے اونٹ کو بھڑکا دیں تاکہ آپ ﷺ اونٹ سے گمراہی میں لڑھک کر ختم ہو جائیں۔

جب آنحضرت ﷺ اس گھاٹی پر پہنچے تو خدا نے آپ ﷺ کو منافقین کے ارادوں سے آگاہ

کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے اصحاب سے فرمایا کہ وہ لوگ دَرّہ کے نیچے سے گزریں اور آنحضرت ﷺ خود گھاٹی کے اوپر روانہ ہوئے۔ عمار یا سر سے فرمایا کہ اونٹ کی مہار کھینچتے ہوئے لے چلیں اور حذیفہ بن یمان سے فرمایا کہ اونٹ کو پیچھے سے ہانکتے رہیں۔ جب آنحضرت ﷺ گھاٹی کے اوپر پہنچے تو منافقین نے چاہا کہ حملہ شروع کریں رسول خدا ﷺ نے غصّہ کے عالم میں حذیفہ کو حکم دیا کہ ان کو بھگا دو جب حذیفہ نے ان پر حملہ کیا تو منافقین رسوائی کے ڈر سے فوراً ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور شب کی تاریکی میں لشکر سے جا ملے۔ دوسرے دن صبح اُسید ابن حضیر نے پیغمبر اسلام ﷺ سے ان لوگوں کو قتل کر ڈالنے کی اجازت مانگی لیکن رسول خدا ﷺ نے اجازت نہیں دی۔ (۱۵)

مسجد ضرار کو ویران کر دو

رسول خدا ﷺ تبوک سے واپسی پر جب منزل ذی آوان پر پہنچے تو آپ ﷺ وحی اور مندرجہ ذیل آیات کے فزول کے ذریعہ مسجد ضرار کے بانیوں کے منصوبہ سے باخبر ہو گئے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

"جن لوگوں نے ضرر پہنچانے، کفر اختیار کرنے، مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور ان لوگوں کے لئے مرکز بنانے کے لئے جو اس سے پہلے خدا اور رسول ﷺ سے جنگ کرتے تھے۔ مسجد بنائی ہے۔ البتہ یہ لوگ قسم کھاتے ہیں کہ سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں چاہتے اور خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں آپ ﷺ ہرگز اس مسجد میں نماز کے لئے نہ کھڑے ہوں۔ وہ مسجد جو پہلے ہی دن سے اساس تقویٰ پر بنی ہے زیادہ بہتر ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس مسجد میں وہ لوگ ہیں جو خود کو پاک و پاکیزہ رکھنے کو دوست رکھتے ہیں

اور خدا بھی مطہرین کو دوست رکھتا ہے"۔ (۱۶)

ان آیات کے فزول کے بعد آنحضرت ﷺ نے چند مسلمانوں کو حکم دیا کہ "جاؤ اور اس مسجد کو کہ جس کو ستم گروں نے بنایا ہے، ویران کر دو اور جلاؤ" "رسول خدا ﷺ کے حکم پر فوراً عمل ہوا اور مسجد کی چھت کو جو کھجور کی لکڑی سے بنائی گئی تھی آگ لگادی گئی، منافقین بھاگ کھڑے ہوئے اور آگ بجھنے کے بعد مسجد کی دیواروں کو ملیا میٹ کر دیا گیا۔ (۱۷)

اسلحہ فروخت نہ کرو

تبوک کے واقعہ کے بعد بہت سے جانبازوں نے یہ سمجھ کر کہ جہاد کا کام اب تمام ہو گیا اپنے اسلحہ کو بیچنا شروع کر دیا۔ دولت مند اسلحہ خریدنے لگے تاکہ اپنی قوت میں اضافہ کریں جب یہ خبر پیغمبر اسلام ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے اس کام سے منع کیا اور فرمایا: "ہماری امت سے کچھ لوگ اسی طرح اپنے دین کا دفاع کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ دجال ظہور کرے"۔ (۱۸)

جنگ میں دعا کی تاثیر

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

تبوک کے واقعہ کے بعد رسول خدا ﷺ نے خداوند عالم کی بارگاہ میں شکر ادا کیا اور فرمایا "خدا یا اس سفر میں جو اجر ملا اور جو کچھ پیش آیا ہم اس پر تیری بارگاہ میں شکریہ ادا کرتے ہیں اس اجر و پاداش میں وہ لوگ بھی ہمارے شریک ہیں جو عذر شرعی کی وجہ سے یہاں رک گئے تھے" حضرت عائشہ نے کہا "اے اللہ کے رسول ﷺ آپ لوگوں کو سفر کی تکلیفیں

اور سختیاں جھیلنا پڑیں ایسے میں جو لوگ گھروں میں رہ گئے کیا وہ بھی آپ کے ساتھ شریک ہیں؟ "رسول خدا ﷺ نے فرمایا "ہم نے جہاں کہیں بھی سفر کیا، جہاں کہیں بھی خیمہ زن ہوئے، جو لوگ مدینہ میں رہ گئے تھے وہ ہمارے ساتھ تھے۔ لیکن چونکہ یہ لوگ بیمار تھے اس لئے عملی طور پر ہمارے ساتھ نہ آسکے، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ان کی دعا ہمارے ہتھیاروں سے زیادہ دشمن پر انداز ہوئی۔" (۱۹)

غزوہ تبوک سے ماخوذ نتائج

۱۔ غزوہ تبوک موجب بنا کہ تاریخ اسلام میں پہلی بار مسلمانوں میں سے ہر وہ شخص جو اسلحہ اٹھانے پر قادر تھا، میدان میں آجائے (۲۰) اس طرح کہ مومنین میں سے کسی نے بھی اس حکم کو ماننے سے انکار نہیں کیا مگر تین آدمیوں نے کہ جنگی توبہ خدا نے بعد میں قبول کر لی درحقیقت اس لشکر کشی نے مسلمانوں کی جنگی صلاحیتوں کو آشکار کیا۔

۲۔ تبوک کی جنگی مشق، لشکر اسلام کے مضبوط ارادے اور جسمانی و روحانی طاقت کا مظاہرہ تھی اس لئے کہ نہایت نظم و نسق کے ساتھ، اس دور کے ابتدائی وسائل کے ذریعہ انتہائی دشوار گزار اور طولانی راستے طے کرنا، لشکر اسلام کے حوصلوں کی بلندی اور تجربہ کاری کا ثبوت ہے۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

۳۔ غزوہ تبوک، اعراب کی نظر میں مسلمانوں کی عسکری و معنوی عظمت بڑھانے کا موجب بنا۔ وہ اعراب جو ابھی شرک پر باقی تھے اس حقیقت کو سمجھ گئے کہ جو لشکر نہایت سختی برداشت کر کے رومیوں سے لڑنے کے لئے سینکڑوں میل کی مسافت طے کر سکتا ہے تو وہ بڑی آسانی سے مشرکین عرب کا بھی مقابلہ کر سکتا ہے اور اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ تبوک

- کے واقعہ کے بعد جزیرۃ العرب کے مختلف قبائل کی طرف سے مدینہ میں وفود آنا شروع ہو گئے تاکہ اپنے قبیلہ کے مسلمان ہو جانے کا اعلان کریں اسی وجہ سے ہجرت کے نویں سال کو "وفود کا سال" کہا جاتا ہے۔
- ۳۔ جزیرۃ العرب کی سرحدوں کا سرحدی قبائل سے معاہدہ کے بعد محفوظ ہو جانا۔
- ۵۔ منافقین کے مکروہ کردار کا پردہ فاش ہو جانا۔ جو اس واقعہ میں بے حد رسوا ہوئے۔
- ۶۔ غزوہ تبوک اس بات کا سبب بنا کہ مسلمان، رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد بڑی آسانی سے شام اور روم کے مختلف علاقوں کو آزاد کرالیں۔

سوالات

- ۱۔ روم کی بڑی طاقت کے استکباری لشکر سے لڑنے کے لئے کتنے مسلمان تیار ہوئے؟
- ۲۔ رسول خدا ﷺ نے راستہ میں حضرت ابوذر کے بارے میں کیا فرمایا؟
- ۳۔ مدینہ سے تبوک کا فاصلہ کتنے کلومیٹر ہے اور رسول خدا ﷺ کی عمر مبارک اس سال کتنی تھی؟
- ۴۔ منافقین نے یہ کیوں چاہا کہ علی (ع) مدینہ میں نہ رہیں؟
- ۵۔ منافقین نے کن مقاصد کیلئے مسجد ضرار کو تعمیر کیا تھا؟
- ۶۔ کونسی آیات مسجد ضرار کے بارے میں نازل ہوئیں پیغمبر اسلام ﷺ نے اس مسجد کے بارے میں کیا فرمان جاری کیا؟
- ۷۔ غزوہ تبوک کے کیا نتائج رہے؟
- ۸۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو ختم کر دینے کی سازش والا واقعہ کیا تھا؟

حوالہ جات

۱۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۹۹۶-۱۰۰۲۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۶۲۔

۲۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۹۹۵۔

۳۔ امتاع الاستماع ج ۱ ص ۳۵۰۔

۴۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۶۳۔ ارشاد شیخ مفید ص ۸۳۔ امتاع الاسماع مقرریری ج ۱ ص ۳۵۰۔ انساب الاشراف ج ۱ ص ۹۳-۹۶۔ صحیح بخاری ج ۵ (کتاب المغازی باب تبوک) ص ۱۲۹۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۶۰۔ مسند احمد ابن حنبل ج ۳ ص ۵۰۔ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰۹۔ سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۳۲۔ الاستیعاب ج ۳ ص ۳۲، ۳۵۔ بر حاشیہ الاصابہ۔

۵۔ "اصحاب حجر" قوم ثمود کے معذب افراد تھے جنہوں نے ناقہ صالح کو پتے کر دیا تھا اور خدا نے ان کو ان کے گناہ کے جرم میں سخت عذاب میں مبتلا کیا۔ ان کا ویران شہر مدینہ اور دمشق کے درمیان واقع ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے پہاڑ کے دامن میں اپنے گھر بنائے تھے اس لئے اصحاب حجر کے نام سے پکارے گئے۔ یہ علاقہ مدینہ منورہ سے ۳۳۳ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۶۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۶۳-۱۶۶۔ امتاع الاسماع ج ۱ ص ۳۵۶۔

۷۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۶۶۔ امتاع الاسماع ج ۱ ص ۳۵۶۔ Presented by: <https://afzlibooks.com/>

۸۔ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا ذَرٍّ يَمْنَسِي وَحَدَهٗ وَ يَمُوْتُ وَحَدَهٗ وَ يَبْنَعُثُ وَحَدَهٗ۔ "رسول خدا ﷺ کی یہ غیبی پیش گوئی پوری ہو کر رہی کئی برس بعد جب عثمان نے ابوذر کو جلا وطن کیا تو وہاں آپ نے فقر و رنج کی بناء پر تنہائی اور غربت کے عالم میں دم توڑا۔ عبداللہ ابن مسعود نے رسول خدا ﷺ سے یہ بات خود سنی تھی آپ ان کے جنازہ پر پہنچے دوستوں کے ساتھ انکے دفن میں شرکت کی پھر وہیں آپ نے رسول خدا ﷺ کسی اس بات کو یاد کیا اور روئے۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۶۴۔

۹۔ رومیوں نے جنگ موتہ میں لشکر اسلام کے بلند حوصلوں کو دیکھا تھا اور سپاہ اسلام کی فتوحات پر مشتمل خبریں سننے کے بعد انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ مسلمانوں سے روبرو ہو کر مقابلہ کی ان میں طاقت نہیں ہے۔

۱۰۔ پیامبر و آئین نبرد جنرل مصطفیٰ طلاس ص ۲۸۳۔

۱۱۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی تقریر کا متن مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ پر موجود ہے۔

۱۲۔ ابن اسحاق کے قول کے مطابق ۱۰ سے ۱۵ دن تک۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۴۰۔

۱۳۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۶۹۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۲۵۔

۱۴۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۶۹۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۳۲۔

۱۵۔ سیرت حلبی ج ۳ ص ۱۳۳۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۳۳۔

۱۶۔ ﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضُرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَارْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَ لِيُخَلَفُنَّ أَنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ أَنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٍ أُسَسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ: أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ، فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾ (توبہ/ ۱۰۶ و ۱۰۷)۔

۱۷۔ سیرت حلبی ج ۳ ص ۱۳۳۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۴۲۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۳۶۔ امتاع الاسماع ج ۱ ص ۳۸۰۔

تفسیر التاویل و حقائق التنزیل نسخہ خطی، واقعہ مسجد ضرار از ص ۳۴۳ تا ۳۴۵۔

۱۸۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۵۵، ۱۰۵۶۔

۱۹۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔

۲۰۔ عبدالسہ بن ابی اور دیگر ۸۳ منافقین کے علاوہ۔

چودھواں سبق

منافقین کے سربراہ کی موت
مدینہ میں مختلف قبائل کے نمائندہ وفد کی آمد
وہ دین جس میں نماز نہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں

ابراہیم کا سوگ

خرافات سے جنگ

مشرکین سے بیزاری

حضرت علی (ع) اہم مشن پر

مباہلہ

حضرت علی (ع) کی یمن میں ماموریت

سوالات

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

منافقین کے سربراہ کی موت

واقعہ تبوک کے بعد مسلمانوں کی کامیابیوں میں سے ایک کامیابی منافقین کے فتنہ پرور سربراہ عبداللہ ابن ابی کی موت ہے وہ تھوڑے عرصہ تک بیمار رہ کر مر گیا اور اس طرح تحریک اسلامی کے ایک سخت ترین داخلی دشمن کا شر برطرف ہو گیا۔^(۱)

مدینہ میں مختلف قبائل کے نمائندہ وفود کی آمد

فتح مکہ اور تبوک پر لشکر کشی کے بعد، ہر طرف سے مختلف قبائل کی نمائندگی کرنے والے وفود مدینہ میں آئے۔ چنانچہ اسی لئے سنہ ۹ھ کو "عام الوفود" (وفود کا سال) کہا جاتا ہے۔ اعراب اس بات کے منتظر تھے کہ اسلام اور قبیلہ قریش کی باہمی چپقلش کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ اس لئے کہ قریش عرب کے پیشوا اور خانہ کعبہ کے متولی تھے۔ جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش مغلوب ہو گئے تو دوسرے عرب قبائل یہ سمجھ گئے کہ ان میں اسلام سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ غزوہ تبوک سے یہ حقیقت اور زیادہ روشن ہو گئی تھی۔ لہذا ناچار گروہ در گروہ دین خدا میں داخل ہونے لگے۔

وہ دین جس میں نماز نہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں

عرب کے سخت ترین قبیلہ، ثقیف کی جانب سے چھ سرکردہ افراد پر مشتمل ایک وفد اسلام قبول کرنے کے بارے میں مذاکرہ کرنے کے لئے مدینہ آیا اور مغیرہ ابن شعبہ ثقفی کے گھر ٹھہرا، پذیرائی کا سامان رسول اللہ ﷺ کے گھر سے مغیرہ کے گھر بھیجا گیا انہوں نے اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں کچھ تجویزیں رکھیں منجملہ ان کے ایک یہ تھی کہ "لات" کے بتخانہ کو تین سال تک ویران نہ کریں۔ دوسرے یہ کہ ان سے نماز معاف ہو جائے، جب رسول خدا ﷺ نے ان کی تجویزوں کو قبول نہیں کیا تو وہ ترک نماز پر اصرار کرنے لگے۔ آنحضرت (ع) نے فرمایا "جس دین میں نماز نہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں"۔ آخر کار انہوں نے اسلام قبول کیا اور نماز پڑھنے اور شرعی احکام پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔^(۲)

ابراہیم کا سوگ

پیغمبر اسلام ﷺ کی بیوی ماریہ قبطیہ^(۳) سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ ولادت کی صبح پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ خوش خبری سنائی کہ کل رات خدا نے مجھے بیٹا عطا کیا ہے جس کا نام میں نے اپنے جدا، ابراہیم (ع) کے نام پر ابراہیم (ع) ہی رکھا ہے۔ ولادت کے ساتویں دن آپ (ع) نے عقیقہ میں ایک گوسفند ذبح کیا اور مولود کے سر کے بال تراش کر اس کے برابر چاندی مسکینوں میں صدقہ کے طور پر تقسیم کی۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی دوسری بیویوں نے جب یہ دیکھا کہ ماریہ کے ذریعہ پیغمبر اسلام ﷺ صاحب اولاد ہو گئے ہیں تو ان کو ماریہ پر رشک ہوا۔^(۴)

۱۸ / مہینہ کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ کا اکلوتا بیٹا بیمار پڑا اور انتقال کر گیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ اس کے انتقال سے غم و اندوہ میں مبتلا ہوئے۔

خرافات سے جنگ

جس دن ابراہیم کا انتقال ہوا اس دن آفتاب کو گہن لگا۔ لوگوں نے یہ سوچا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے بیٹے کے غم میں آفتاب کو گہن لگا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ لوگ خرافات کی طرف مائل ہوں اس لئے آپ ﷺ نے تشریف لے گئے اور فرمایا "آفتاب و ماہتاب قدرت کی نشانی ہیں وہ سنت الہی کے مطابق خاص راستے پر گردش کرتے ہیں اور انہیں ہرگز کسی کی ولادت یا موت پر گہن نہیں لگتا، سورج گہن کے موقع پر تمہارا فریضہ یہ ہے کہ تم نماز پڑھو۔" (۵)

مشرکین سے بیزاری

۱۰/ذی الحجہ ۹ھ بمطابق ۲۲ مارچ ۶۳۱ء

حج کا زمانہ آگیا۔ ابھی تک مشرکین حج کے مراسم میں گذشتہ لوگوں کے طریقہ کے مطابق شرکت کرتے تھے۔ اس سال مشرکین سے بیزاری (سورہ برائت) (۶) والی آیتیں نازل ہوئیں رسول خدا ﷺ نے ابتدا میں ابوبکر کو امیر الحاج کے عنوان سے مکہ روانہ کیا اور حکم دیا کہ ان آیات کو لوگوں کے مجمع میں پڑھیں۔ ابوبکر اور دیگر مسلمان حج کے لئے مکہ کی طرف جا رہے تھے۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

حضرت علی (ع) اہم مشن پر

ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ جبرئیل نازل ہوئے اور خدا کی طرف سے پیغام لے کر آئے کہ "مشرکین سے بیزاری والے پیغام کو یا آپ خود پہنچائیں یا وہ شخص پہنچائے جو

آپ ﷺ کے اہل بیت (ع) سے ہو "رسول خدا ﷺ نے اپنی اونٹنی" ناقہ عضبای" کو علی (ع) کے حوالہ کیا اور فرمایا ابو بکر سے جا کر وہ آیتیں لے لو جو مشرکین سے بیزاری و برائت کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں اور زائرین خانہ خدا کے مجمع میں خود پڑھو۔ بروایت شیخ مفید، ابو بکر نے آیات کو علی (ع) کے حوالہ کیا اور مدینہ لوٹ آئے۔^(۷) اور پیغمبر اسلام ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر کہا "کیا میرے بارے میں وحی نازل ہوئی ہے؟" رسول خدا ﷺ نے نہایت اطمینان سے فرمایا "جبرئیل (ع) تشریف لائے اور خدا کا پیغام پہنچایا کہ اس کام کو میرے یا میرے اہل بیت کے فرد کے علاوہ کوئی دوسرا انجام نہیں دے سکتا۔"^(۸)

حضرت علی (ع) حج کے دوران مجمع کے درمیان کھڑے ہوئے اور رسول خدا ﷺ کے فرمان کے مطابق اعلان کیا کہ "اے لوگو کوئی کافر بہشت میں نہیں جائے گا اور اس سال کے بعد کسی مشرک کو حج نہیں کرنے دیا جائے گا اور نہ ہی کعبہ کا برہنہ طواف کرنے کی اجازت ہوگی۔ جس کی رسول خدا ﷺ سے کوئی قرار دیا معاہدہ ہے تو وہ معاہدہ اپنی مدت تک باقی ہے اور دوسروں کو بھی آج سے چار مہینے کی مہلت ہے کہ ہر گروہ اپنے مسکن اور اپنی سرزمین کو پلٹ جائے۔ چار مہینے کے بعد کسی بھی مشرک کے لئے کوئی عہد و پیمانہ نہیں رہ جائے گا مگر ان لوگوں کے لئے جنہوں نے خدا اور اس کے رسول ﷺ سے ایک مدت تک کے لئے عہد و پیمانہ کیا ہے۔ اس سال کے بعد مشرکین نہ حج بجلائیں گے اور نہ کعبہ کے گرد برہنہ طواف کریں گے۔"^(۹)

مباہلہ

رسول خدا ﷺ نے دنیا کے سر کردہ افراد کو خط لکھنے کے بعد ایک خط اسقف "نجران" (کہ کے جنوب مشرق میں ۹۱۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ایک شہر ہے) کو لکھا اور اس دیار کے عیسائیوں کو اسلام کی دعوت دی۔

خط میں کہا گیا تھا کہ اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو جزیرہ دو تا کہ تمہیں اسلامی حکومت کی حمایت حاصل ہو جائے یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اسقف نے حضرت عیسیٰ (ع) کے بعد ایک پیغمبر اسلام ﷺ کے ظہور کی بشارت آسمانی کتابوں میں پڑھ رکھی تھی اس لئے اس نے اپنے نمائندوں کو مدینہ بھیجنے کا ارادہ کیا۔ عیسائیوں کا ایک عالی مرتبہ وفد مذاکرہ اور اسلام کے مسائل کے بارے میں تحقیق کے لئے مدینہ پہنچا اور یہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے مکمل آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی مراسم مسجد مدینہ میں انجام دیئے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ (ع) کے بارے میں ایک تفصیلی بحث شروع ہوئی۔ رسول خدا ﷺ نے حضرت عیسیٰ (ع) کے بارے میں فرمایا "وہ خدا کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں جن کو خدا نے مریم کے رحم میں رکھا۔" (۱)

عیسائی نمائندے کہہ رہے تھے کہ "عیسیٰ (ع) خدا کے بیٹے ہیں اس لئے کہ مریم نے بغیر کسی مرد کی قربت کے ان کو جنما ہے۔ جواب میں آیت نازل ہوئی اور رسول خدا ﷺ نے اس کو پیش کیا کہ عیسیٰ (ع) کی خلقت آدم (ع) کی تخلیق کی طرح ہے خدا نے ان کو خاک سے پیدا کیا۔" (۲) یعنی اگر باپ کا نہ ہونا خدا کا بیٹا ہونے کی دلیل ہے تو آدم کا نہ باپ تھا اور نہ ماں لہذا وہ خدا کا بیٹا ہونے کے زیادہ سزاوار ہیں۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

مذاکرات اور بحثیں جاری رہیں، عیسائی مذہبی نمائندے پیغمبر اسلام ﷺ کی منطق کے سامنے خاموش ہو گئے، لیکن ان کا بے جا تعصب حقیقت و ایمان کو ماننے سے رکاوٹ بنا رہا۔

فرشتہ وحی نازل ہوا اور پیغمبر اسلام ﷺ کو حکم ملا کہ ان لوگوں کو مباہلہ کے لئے بلائیں۔

یعنی دونوں گروہ صحرا میں جائیں اور ایک معین وقت پر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹے پر لعنت بھیجیں۔^(۱۲)

مباہلہ کے بارے میں علامہ طباطبائی مرحوم فرماتے ہیں کہ "مباہلہ"، اسلام کے زندہ معجزات میں سے ہے، ہر باایمان شخص اسلام کے پہلے پیشوا کی پیروی میں حقائق اسلام میں سے کسی حقیقت کے اثبات کے لئے مخالف سے مباہلہ کر سکتا ہے اور خداوند عالم سے درخواست کر سکتا ہے کہ مخالف کو کیفر کردار تک پہنچائے اور شکست دے"^(۱۳)

مباہلہ کا وقت قریب آیا رسول خدا ﷺ نے مسلمانوں اور اپنے وابستگان کے درمیان سے صرف چار افراد کا انتخاب کیا جو اس تاریخی واقعہ میں شریک ہوئے اور وہ ہیں حضرت علی (ع) پیغمبر اسلام ﷺ کی با عظمت بیٹی فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اور حسن و حسین (ع) اس لئے کہ تمام مسلمانوں کے درمیان ان چار افراد سے زیادہ پاکیزہ اور باایمان انسان موجود نہ تھے۔

رسول خدا ﷺ نے اپنے ساتھ جانے والوں سے کہا کہ جب ہم وہاں پہنچیں تو ہماری دعا پر آمین کہنا۔

پھر بے مثال معنوی شان و شوکت کے ساتھ، آنحضرت ﷺ حسین (ع) کو گود میں لئے حسن (ع) کا ہاتھ پکڑے اور فاطمہ (ع) و علی (ع) ان کے پیچھے اس مقام کی طرف چلے جہاں مباہلہ ہونا قرار پایا تھا۔ جب عیسائیوں کی منتظر نگاہیں رسول خدا ﷺ اور ان کے ساتھ آنے والے نورانی اور ملکوتی چہروں پر پڑیں تو اس وقت عظیم نے کہا۔ میں ایسے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ شخصیات بارگاہ الہی میں دعا کریں تو بیابان دیکھتے دیکھتے جہنم میں بدل جائے اور عذاب کی چادر سرزمین نجران کو اپنے دامن میں لپیٹ لے۔ اس بات کا خطرہ ہے کہ تمام عیسائی ختم

آخر کا وہ جزیہ دینے پر تیار ہو گئے اور طے پایا کہ ہر سال دو ہزار حلقے اور تیس آہنی زرہیں بطور جزیہ دیا کریں گے۔ (۱۵)

حضرت علی (ع) کی یمن میں ماموریت

جب یمن کے فرماں روا اور کچھ لوگ اسلام کے گرویدہ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک دانش مند صحابی معاذ بن جبل کو قرآن کی تعلیم اور تبلیغ اسلام کے لئے اس علاقہ میں بھیجا۔ وہ کچھ دنوں کے بعد لوٹ آئے۔ پھر چند دنوں کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ نے خالد ابن ولید کو روانہ کیا۔ خالد اپنی خشونت اور سلوک کی بنا پر لوگوں کے دلوں میں ایمان کی لونہ بڑھا سکے۔ اس وجہ سے رسول خدا ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ یمن جا کر اس علاقہ کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں، احکام دین سکھائیں اور واپسی پر نجران کے لوگوں سے جزیہ وصول کرتے ہوئے آئیں۔

رسول خدا ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت علی علیہ السلام چند مسلمانوں کے ساتھ یمن کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں آپ (ع) نے حیرت انگیز فیصلوں اور پر زور تقریر و نئے شیفتگان حق کو اسلام کی طرف مائل کیا۔ قبیلہ ہمدان کے درمیان آپ کی صرف ایک تقریر اور رسول خدا ﷺ کے خط کے پڑھنے سے اس قبیلہ کے لئے وہ مثل ثابت ہو گئی کہ "دل سے جو بات نکلتی ہے اثر کرتی ہے" اور اس طرح ایک دن سے بھی کم مدت میں یہ عظیم قبیلہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ (۱۶) قبیلہ ہمدان کے مسلمان ہو جانے سے پورے یمن میں اسلام کی اشاعت پر بہت اچھا اثر پڑا۔

سوالات

۱۔ مشرکین سے بیزاری والی آیات کو کس نے لوگوں کے سامنے پڑھا؟

۲۔ مباہلہ کیا ہے؟

۳۔ مباہلہ میں شرکت کئے لئے رسول خدا ﷺ نے علی (ع)، فاطمہ (ع)، اور حسن (ع) و حسین (ع) ہی کو کیوں منتخب فرمایا؟

۴۔ نجران کے عیسائیوں نے آخر میں کیا کیا؟

۵۔ حضرت علی (ع) نے یمن میں اپنی ذمہ داری کو کیسے ادا کیا؟

حوالہ جات

- ۱۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۵۷۔
- ۲۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۹۶۵۔ سیرت النبویہ ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۔
- ۳۔ ماریہ قبطیہ ایک کنیز تھیں جنکو "مقوقس" بادشاہ مصر نے پیغمبر اسلام ﷺ کو ہدیہ دیا تھا اور آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔
- ۴۔ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۳۲، ۱۳۵۔
- ۵۔ فروغ ابدیت ج ۲ ص ۸۰۳۔ محاسن ص ۳۱۳۔ سیرت حلبی ج ۳ ص ۳۱۰۔ ۳۱۱۔
- ۶۔ سورہ توبہ کی آیت اسے ۵ تک۔ البتہ بعض افراد بعد کی آیات کو بھی اس کا جزء سمجھتے ہیں۔
- ۷۔ چونکہ اہل سنت نے انکے پلٹ آنے کو اہانت سمجھا اس لئے انکی کتابوں میں یہ نقل بہت عام ہے کہ ابو بکر اپنی امارت پر باقی رہے اور مکہ چلے گئے لیکن علی (ع) نے آیات برائت کو مشرکین کے سامنے پڑھا۔ ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۳۳۔ مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۳۲۔ مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۹۔ الدر المنثور ج ۳ ص ۲۰۹۔ لیکن نسائی و طبری لکھتے ہیں کہ ابو بکر پریشانی کے ساتھ مدینہ پہلے۔ رجوع کریں خصائص ص ۲۰ تفسیر طبری ج ۱۰ ص ۳۶۔
- ۸۔ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۲۷۵۔ Presented by: <https://jafrilibrary.com/>
- ۹۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۹۰۔ امتاع الاسماع ج ۱ ص ۳۹۸۔ مجمع البیان ج ۵ ص ۳۔ تفسیر تیان ج ۵ ص ۱۹۸۔
- ۱۰۔ ﴿أَمَّا الْمَسِيحُ عِيسَىٰ بَنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَ كَلِمَتُهُ أَلْقَىٰهَا مَرْيَمَ وَ رُوْحُ مِنْهُ﴾ (نسائی/۱۷۱)۔
- ۱۱۔ ﴿أَنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عَنِ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ: ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ (آل عمران/۵۹)۔
- ۱۲۔ ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبْنَانَنَا وَ آبْنَانَكُمْ وَ نَسَائِنَا وَ نَسَائِكُمْ وَ أَنْفُسَنَا وَ أَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهَلُ فَنَجْعَلُ﴾

﴿لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ (آل عمران / ۶۱) بحار الانوار ج ۲۱ / ص ۳۳۰ و ۳۵۳ - تفسیر المیزان ج ۳ ص ۲۲۸ -

۱۳ - فروغ ابدیت ج ۲ ص ۸۲۱ -

۱۴ - سیرت نبویہ بر حاشیہ سیرت حلبی ج ۳ ص ۲ -

۱۵ - آیت مباہلہ، اہل بیت (ع) کی شان میں نازل ہونے کے سلسلہ میں اہل سنت کی کتابوں میں بہت سی اسناد موجود ہیں -

ملاحظہ ہو - صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۲۰ - سنن ترمذی ج ۳ ص ۲۹۳ - مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۵ - تفسیر طبری آیہ مباہلہ کے ذیل میں -

احکام القرآن ج ۲ ص ۱۳ - مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۰ - معرفتہ علوم الحدیث حاکم ص ۵۰ - دلائل النبوة ابی نعیم ص ۲۹۴ -

مصابیح السنن ج ۲ ص ۳۰۲ - معالم التنزیل ج ۱ ص ۳۰۲ بر حاشیہ المخازن - اسباب النزول واحدی ص ۴۵ - الکشاف زمخشری ج

۱ ص ۳۶۸ - عمدہ بطریق ص ۹۵ - تفسیر کبیر فخر رازی ج ۸ ص ۸۵ - جامع الاصول ابن اثیر ج ۹ ص ۳۴۰ - الشفا قاضی عیاض ج ۲ ص

۳۶ - مناقب خوارزمی ص ۹۶ - کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۲۰۰ - ذخائر العقبی محب الدین طبری ص ۲۵ - انوار التنزیل بیضاوی ص ۴۳ -

کفایۃ الطالب ص ۵۵ - مطالب السئول ص ۴ - تذکرۃ الخواص سبط ابن جوزی ص ۸ - تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۱۰۳ - سیرت احمد زینی

دحلان سیرت الحلبیہ کے حاشیہ پر ج ۳ ص ۵ - تفسیر کشف الاسرار وعدۃ الابرار ج ۲ ص ۱۳۴ -

۱۶ - بحار الانوار ج ۲۱ ص ۳۶۰ - ۳۶۳ کامل ابن اثیر ج ۱ ص ۲۰۵ - Presented by: <https://jafilibraary.com>

پندرہواں سبق

حجۃ الوداع

جہان عدالت باعث عداوت ہے

حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول خدا ﷺ کی پرجوش تقریر

غدير خم

رسول خدا ﷺ کی تقریر کا ترجمہ

سوالات

حجۃ الوداع

روانگی کی تاریخ: ۲۵ ذی القعدہ ۱۰ھ بمطابق ۲۶ فروری ۶۳۱ء بروز ہفتہ

رسول خدا ﷺ کے حکم سے اعلان کیا گیا کہ اس سال رسول خدا ﷺ حج بیت اللہ کیلئے مکہ تشریف لے جائیں گے۔ اس خبر نے لوگوں کے اشتیاق کو بھڑکا دیا اور ہزاروں مسلمان آنحضرت ﷺ کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ رسول خدا ﷺ نے ابودجانہ کو مدینہ میں اپنا جانشین معین فرمایا اور ساٹھ قربانی کے جانور لے کر ۲۵ ذی القعدہ کو حج ادا کرنے کے لئے تمام ہمراہیوں کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔^(۱)

اس سفر میں پیغمبر آنحضرت ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے ساتھ تھیں جب آنحضرت ﷺ مدینہ سے ۹ کیلومیٹر جنوب میں مقام ذوالحلیفہ پر پہنچے تو آپ نے لباس احرام پہنا اور "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ" کی آواز بلند کی۔ روانگی کے دس دن بعد آپ ﷺ مکہ پہنچ گئے مسجد الحرام میں وارد ہوئے، کعبہ کا طواف کیا، حجر اسود کو بوسہ دیا اور مقام ابراہیم (ع) پر دو رکعت نماز پڑھی، پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔

جہان عدالت باعث عداوت ہے

علیؑ یمن میں تبلیغ اسلام میں مشغول تھے کہ رسول خدا ﷺ کے سفر حج سے آگاہ ہوئے تو اپنے ماتحت افراد کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے آدھے راستہ میں ہمراہیوں کی کمان ایک افسر کے سپرد کی اور تیزی سے پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس مکہ پہنچے اور آپ ﷺ کی خدمت میں اپنی کارگزاری کی رپورٹ پیش کی۔ جب یمن کی طرف سے آنیوالا کاروان مکہ سے نزدیک ہوا تو علی (ع) ان کے استقبال کے لئے بڑھے لیکن امید کے برخلاف آپ نے دیکھا کہ انہوں نے بیت المال کے کپڑوں اور چادروں کو جو نجرانیوں نے جزیہ کے طور پر دیئے تھے، اپنے درمیان تقسیم اور لباس احرام بنا کر پہن لیا ہے۔ حضرت علی (ع) اس ناشائستہ حرکت پر اپنے ماتحت افسر پر سخت ناراض ہوئے اور اس سے کہا "تم نے کپڑوں کو کیوں تقسیم کیا؟"

اس نے جواب میں کہا کہ "جاننازوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ میں کپڑوں کو امانت کے طور پر انہیں دیدوں اور حج کے مراسم ادا کرنے کے بعد ان سے واپس لے لوں۔" علیؑ نے فرمایا کہ "تم کو یہ اختیار نہیں تھا" پھر آپ (ع) نے تمام کپڑے واپس لے لئے اور رسول خدا ﷺ کی تحویل میں دینے کے لئے تہہ کر کے رکھ دئے۔ ایک گروہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور علیؑ کی سخت گیری کی شکایت کی، رسول خدا ﷺ نے ناراض ہونے والوں سے کہا کہ "علی (ع) پر تنقید نہ کرو وہ خدا کا حکم جاری کرنے میں قاطع اور سخت گیر ہیں۔" (۲)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول خدا ﷺ کی پر جوش تقریر

پیغمبر اسلام ﷺ نے حج کے دوران عرفہ کے دن نماز سے پہلے خطبہ پڑھا اور اس کے دوسرے دن منی میں آپ ﷺ کی تقریر کچھ اس طرح کی تھی (۳)

خداوند عالم اس بندہ کے چہرہ کو منور اور شاداب رکھے جو میری بات کو سننے، یاد رکھے، محفوظ کرے اور پھر ان لوگوں تک پہنچانے جنہوں نے نہیں سنی، بہت سے فقہ کے حامل ایسے ہیں جو خود فقیہ نہیں ہیں اور بہت سے فقہ کے پہنچانے والے ایسے ہیں کہ جو ایسے شخص تک پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ عقلمند ہیں۔ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے مرد مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا، عمل کو خالص خدا کے لئے انجام دینا، رہبروں کے لئے بھلائی چاہنا، یک رنگی اختیار کرنا اور مومنین کی جماعت سے جدا نہ ہونا اس لئے کہ ان کی دعا ہر ایک کو گھیرے رہتی ہے۔"

پھر فرمایا۔ "اے لوگوں تم شاید اب اس کے بعد مجھے نہ دیکھو آیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر، کون سا مہینہ اور کون سا دن ہے؟"

لوگوں نے کہا "ہاں یہ حرمت کا شہر، حرمت کا مہینہ اور حرمت کا دن ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا "خدا نے تمہارے خون تمہارے مال کی حرمت کو اس شہر، اس مہینہ اور اس دن کی حرمت کی طرح قرار دیا ہے۔ کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا۔" مجمع نے کہا "ہاں" آپ ﷺ نے فرمایا "خدا یا تو گواہ رہنا۔"

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "خدا سے ڈرتے رہو اور کم نہ تولو، زمین یتیمباہی نہ پھیلاؤ اور ہر وہ شخص جس کے پاس کوئی امانت ہو وہ اسے (اس کے مالک تک) پہنچائے، اسلام میں سب لوگ برابر ہیں اس لئے کہ سب آدم (ع) و حوا کی اولاد ہیں۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر سوائے پرہیزگاری کے اور کوئی برتری حاصل نہیں" کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا "ہاں" آپ ﷺ نے فرمایا "خدا یا گواہ رہنا۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اپنے نسب کو میرے پاس نہ لانا بلکہ اپنے عمل کو میرے پاس لانا

، جو میں لوگوں سے کہتا ہوں تم بھی یہی کہو، کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا "ہاں" فرمایا "خدا یا تو گواہ رہنا"۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا وہ خون جو جاہلیت میں بہایا گیا ہے میرے پیر کے نیچے ہے (یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں) اور پہلا خون جس کو میں اپنے پیر کے نیچے قرار دیتا ہوں وہ آدم ابن ربیعہ ابن حارث^(۴) (رسول خدا ﷺ کے وابستگان میں سے ایک شیر خوار بچہ جسے بنی سعد بن بکر نے مار ڈالا تھا) کا خون ہے۔ کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا "جی ہاں" فرمایا "خدا یا تو گواہ رہنا"۔

پھر فرمانے لگے "ہر وہ سود جو جاہلیت کے زمانہ میں تھا میرے پیروں کے نیچے ہے پہلا سود جو میں اپنے پیروں کے نیچے رکھتا ہوں وہ عباس ابن عبدالمطلب کا رہا ہے" کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا؟ "مجمع نے کہا" ہاں" فرمایا خدا یا تو گواہ رہنا۔ پھر فرمایا بے شک ماہ حرام میں تاخیر، کفر میں زیادتی کا باعث ہے اور کافرین اس سے گمراہ ہوں گے (کیونکہ وہ) ایک سال کو حلال اور ایک سال کو (اپنے فائدہ کیلئے) حرام شمار کرتے ہیں تاکہ جس مہینہ کو خدا نے حرام کیا ہے اپنے مفاد کے موافق بنا لیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ زمانہ، گزشتہ صورت حال کی طرف پلٹ گیا ہے کہ جس دن خدا نے آسمان اور زمینوں کو پیدا کیا، بیشک خداوند عالم کے نزدیک اس کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں۔ "رجب" جو کہ جمادی اور شعبان کے درمیان ہے اور اس کو "رجب مضر" کہتے ہیں اور پھر پے در پے تین مہینے ذی القعدہ، ذی الحجۃ اور محرم ہیں "بتاؤ میں نے تمہیں خبردار کر دیا؟ لوگوں نے جواب دیا؟ "ہاں" آپ ﷺ نے فرمایا "خدا یا تو گواہ رہنا"۔ پھر فرمایا میں تم کو عورتوں کے ساتھ نہ کی کرتے کیلئے کہتا ہوں اس لئے کہ ان کو تمہارے سپرد کیا گیا ہے وہ

اپنے امر میں سے کوئی چیز اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتیں تم نے انہیں خدا سے بطور امانت لیا ہے۔ خدا کے حکم کے مطابق تم نے ان سے قربت کی ہے تمہارا ان پر کچھ حق ہے، ان کی معمول و رائج غذا اور لباس تم پر لازم ہے اور تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ کسی کا پیر تمہارے بستر تک نہ پہنچنے دیں۔ تمہاری اطلاع اور اجازت کے بغیر تمہارے گھروں میں کسی کو داخل نہ ہونے دیں۔ پس اگر ان میں سے کوئی چیز انجام نہ دیں تو ان کی خواب گاہ سے دوری اختیار کرو اور نہایت نرمی سے تنبیہ کرو۔

کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ "لوگوں نے کہا "ہاں" حضرت ﷺ نے فرمایا "خدا یا گوہ رہنا"۔ پھر آپ ﷺ گویا ہوئے "اب میں تم سے غلاموں کے بارے میں کچھ کہتا ہوں جو کھانا تم کھاتے ہو وہی ان کو بھی کھلاؤ، جو تم پیتے ہو وہی ان کو بھی پلاؤ، اگر یہ خطا کریں تو سزا کو معاف کر دینا۔ کیا میں نے تبلیغ کر دی؟" سب لوگ بولے "ہاں" حضرت نے فرمایا "خدا یا تو گوہ رہنا" پھر فرمانے لگے۔ "مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، ان کے ساتھ جیلہ اور خیانت نہ کرو، ان کی پیٹھ پیچھے بد گوئی نہ کرو نہ ان کا خون حلال ہے اور نہ مال، مگر ان کی رضایت سے، کیا میں نے تبلیغ کر دی؟" لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا "خدا یا تو گوہ رہنا"۔

پھر آپ ﷺ نے کہا "شیطان آج کے بعد اس بات سے نا امید ہو گیا کہ اس کی پرستش ہوگی۔ لیکن پرستش کے علاوہ جن کاموں کو تم چھوٹا سمجھتے ہو ان پر عمل ہوگا اور وہ (شیطان) اسی پر راضی اور خوش ہے۔ کیا میں نے بتا دیا؟ لوگوں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا "خدا یا گوہ رہنا" پھر آپ ﷺ نے فرمایا "دشمن خدا میں صوب سے زیادہ گستاخ وہ ہے جو اپنے قتل کرنے والے کے علاوہ کسی کو قتل کرے اور اپنے مارنے والے کے علاوہ کسی کو مارے۔ جو اپنے آقا کی نافرمانی کرے اس نے اس چیز کا انکار کر دیا جو خدا نے محمد ﷺ پر نازل کی ہے اور جو

کوئی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت دے اس پر خدا، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ کیا میں نے بتادیا؟ مجمع بولا "ہاں" فرمایا "خدا یا گواہ رہنا"۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں مامور ہوں کہ جہاد کروں تاکہ لوگ خدا کی یکتائی اور میری رسالت کے معتقد ہو جائیں۔ جب اس کا اقرار کر لیں گے تو گویا انہوں نے اپنے مال اور خون کو محفوظ کر لیا سوائے ان حقوق کے جو انکی گردنوں پر ثابت ہیں اور ان کا حساب خدا پر ہے" کیا میں نے بتادیا؟ "لوگوں کے کہا" "ہاں" فرمایا "خدا یا گواہ رہنا"۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد تم گمراہ کرنے والے کافر ہو جاؤ کہ تم میں سے بعض، بعض کئی گردنوں کے مالک (مالک الرقاب) ہو جائیں۔ میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اس سے متمسک رہے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب خدا اور میری عترت و خاندان۔^(۵) کیا میں نے تبلیغ کردی لوگوں نے کہا۔ "بے شک" فرمایا "خدا یا گواہ رہنا"۔ اس کے بعد فرمایا۔ البتہ تم سے سوال ہو گا لہذا تم میں جو حاضر ہے وہ غائب تک (یہ پیغامات) پہنچادے۔^(۶)

غدیر خم

۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ بمطابق ۱۹ مارچ ۶۳۱ء بروز اتوار

اتوار ۱۸ ذی الحجہ کو جب پیغمبر اسلام ﷺ حجہ سے غدیر خم کے پاس پہنچے تو امین وحی حضرت جبرئیل، خدا کی جانب سے یہ پیغام لائے کہ "اے پیغمبر ﷺ خدا کی طرف سے جو پیغام آپ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچادیں، اور اگر آپ ﷺ نے نہیں پہنچایا تو رسالت کو مکمل نہیں کیا۔ خدا آپ ﷺ کو لوگوں سے بچائے گا بے شک خدا کافروں کو ہدایت نہیں کرتا۔^(۷)

اس طرح خدا کی جانب سے پیغمبر اسلام ﷺ کو حکم دیا گیا کہ لوگوں کے درمیان کھلم کھلا حضرت علی (ع) کا تعارف کروائیں اور انکی ولایت و اطاعت (جو مسلمانوں پر فرض ہے) کا اعلان کر دیں۔ حجاج کا کاروان محفہ^(۸) پہنچا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے حکم دیا کہ وہ لوگ جو آگے بڑھ گئے ہیں لوٹ آئیں اور باقی ٹھہر جائیں تمام مسلمان جمع ہو گئے ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ تھی۔ اس روز سخت گرمی کے عالم میں لوگ پیروں کے نیچے عبا بچھائے، دامن کو سائبان بنا کر سروں پر رکھ رہے تھے۔ نماز جماعت ادا گئی، پیغمبر اسلام ﷺ نماز کے بعد اس بلند منبر پر جلوہ افروز ہوئے جو اونٹوں کے پالانوں سے بنایا گیا تھا اور ایک تقریر فرمائی۔

رسول خدا ﷺ کی تقریر کا ترجمہ ملاحظہ ہو

حمد و ثنا خدا سے مخصوص ہے ہم اس سے مدد چاہتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اس پر توکل کرتے اور نامناسب عمل سے اس کی پناہ چاہتے ہیں وہ خدا جس کے سوا کوئی ہادی اور رہنما نہیں، جس کی وہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور پیغمبر اسلام ﷺ ہیں۔ اے لوگو عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا اور تمہارے درمیان سے جانے والا ہوں۔ میں بھی جوابدہ ہوں اور تم بھی جواب دہ ہو تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے بہ آواز بلند کہا۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com>

"ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی رسالت کو پہنچا دیا، نصیحت اور کوشش کی، خدا آپ ﷺ کو نیک جزا دے۔" پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا "کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے۔ اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور فرستادہ ہیں اور یہ کہ بہشت، دوزخ، موت حق ہے اور قیامت کے دن میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور خدا قبروں سے تمام سونے

والوں کو اٹھانے گا؟

لوگوں نے کہا "جی ہاں" ہم شہادت دیتے ہیں۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا "خدا یا گواہ رہنا" بیشک میں دوسرے جہان میں جانے اور حوض کوثر کے کنارے پہنچنے میں تم پر سبقت لے جاؤں گا۔ اور تم حوض پر میرے پاس حاضر ہو گے۔ وہاں ستاروں کی تعداد میں چاندی کے جام اور پیالے ہوں گے۔

دیکھنا یہ ہے کہ تم میرے بعد ان دو گراں بہا چیزوں سے کیا سلوک کرتے ہو جو میں تمہارے درمیان چھوڑے جا رہا ہوں؟ مجمع میں سے ایک شخص نے بلند آواز سے کہا "اے اللہ کے رسول ﷺ وہ دو گراں قدر چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا جو بزرگ ہے وہ کتاب خدا ہے جو تمہارے درمیان اللہ کی مضبوط رسی ہے اور دوسرے میرے اہل بیت ﷺ عترت ہیں۔ خدائے مہربان اور عالم نے مجھے بتایا ہے کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض (کوثر) پر میرے پاس پہنچیں گے قرآن و عترت سے آگے نہ بڑھنا اور ان دونوں کی پیروی سے منہ نہ موڑنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علی (ع) کے ہاتھ کو پکڑا اور اتنا بلند کیا کہ دونوں کی بغل کی سفیدی نمایاں ہو گئی اور لوگوں نے ان کو دیکھا اور پہچانا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا "اے لوگو اہل ایمان پر خود ان سے زیادہ حقدار کون ہے؟" لوگوں نے کہا "خدا اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

"بیشک خدا ہمارا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں اور مومنین کے نفسوں سے اولی اور زیادہ حقدار ہوں۔ لہذا جس کا میں مولا ہوں علی (ع) اس کے مولا ہیں۔" (۹) آنحضرت ﷺ

نے اس بات کو تین بار اور حنبلی حضرات کے پیشوا، احمد بن حنبل کے قول کے مطابق چار بار تکرار فرمایا اس کے بعد دعا کے لئے ہاتھ بلند کر کے فرمایا

"بار الہا تو اس کو دوست رکھ جو اسے (علی) دوست رکھے اور اس کو دشمن رکھ جو اس سے دشمنی کرے اس سے محبت فرما جو اس (علی (ع)) سے محبت کرتے اور اس کو مبعوض قرار دے جو اس (علی (ع)) سے بغض کرتے، اس کے دوستوں کی مدد فرما اور جو اس کو رسوا کرے اسے ذلیل فرما اور اسے حق کا مدار و محور قرار دے" (۱۰)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ "حاضرین غائبین تک یہ پیغام پہنچادیں" ابھی مجمع پر اگندہ بھی نہیں ہوا تھا کہ جبریل امین، وحی الہی لے کر آہنچے اور آیہ کریمہ ﴿الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً﴾ (۱۱) نازل ہوئی۔

"آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا، تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا ہے"۔ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دین کے کمال، نعمت کے اتمام اور میری رسالت و علی کی ولایت پر خداوند متعال ک-ے راضی ہو جانے کے چر مسرت موقعہ پر، "اللہ اکبر" (اور آپ ﷺ نے بلند آواز سے تکبیر کہی) اس کے بعد مسلمانوں نے علی ابن ابیطالب (ع) کو امیر المؤمنین کے عنوان سے مبارک باد دینی اور سب سے پہلے ابو بکر و عمر، حضرت علی (ع) کی پاس آئے اور کہا "مبارک ہو مبارک ہو، اے ابوطالب (ع) کے بیٹے آج سے آپ (ع) ہمارے اور تمام مومنین کے مولا ہو گئے"۔

پھر شاعر انقلاب اسلام، حسان بن ثابت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر جازت ہو تو میں اس سلسلہ میں کچھ اشعار پڑھوں۔
رسول خدا ﷺ نے فرمایا خدا کی برکت سے پڑھو۔ اور حسان نے فی البدیہہ واقعہ غدیر خم کو

اشعار میں بیان کیا۔ ہم یہاں ان کے اشعار میں سے تین شعر نقل کر رہے ہیں۔

ینادیہم یوم الغدیر نبیہم
بِحْم فاسمع بالرسول منادیا
فقال لهم: قم یا علی فانی
رضیتک من بعدی اماماً "و ہادیا"
فمن کنت مولاه فهذا ولیہ
فکونوا له اتباع صدق موالیا

یعنی غدیر کے دن پیغمبر اسلام ﷺ نے لوگوں کو آواز دی، کیا آواز رسالت تھی علی (ع) سے فرمایا کہ اٹھو میں نے تمہیں اپنے بعد لوگوں کی ہدایت اور امامت کے لئے منتخب کیا۔

میں جس کا مولا ہوں علی اس کے ولی ہیں، لہذا از روئے صدق و راستی ان کے پیرو اور دوست بن کر رہو۔^(۱۲)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

سوالات

- ۱۔ کون سی تاریخ کو رسول خدا ﷺ حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے؟
- ۲۔ غدیر کے دن مسلمانوں کا کتنا مجمع تھا؟
- ۳۔ رسول خدا ﷺ نے قافلہ روکنے کا حکم کیوں دیا؟
- ۴۔ رسول خدا ﷺ نے غدیر کے دن حضرت علی (ع) کے بارے میں کیا فرمایا؟
- ۵۔ غدیر کے واقعہ کے بعد کون سی آیت نازل ہوئی؟

حوالہ جات

- ۱۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۸۹۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۲۳۸۔
- ۲۔ اہل سنت کی چند دوسری کتابوں میں اس طرح لکھا ہے کہ "نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم علی ﷺ سے کیا چاہتے ہو؟ علی ﷺ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی و سرپرست و صاحب اختیار ہیں۔ ترمذی ج ۵ ص ۶۳۲۔ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۱۰-۱۱۱۔ البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۳۵۔ اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۰۴-۱۰۸۔ مسند احمد ابن حنبل ج ۵ ص ۳۵۶۔ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۲۵۰، تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۳۹۔
- ۳۔ یہ تقریر سیرت کی مختلف کتابوں میں دو طریقوں سے نقل کی گئی ہے ایک "عرفہ میں تقریر" کے عنوان سے اور دوسری "منی میں تقریر" کے عنوان سے تفصیلات کیلئے رجوع کریں: مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۱۰۳۔ سیرت ابن ہشام ج ۳۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۱۰۔ طبری ج ۳ ص ۱۵۰۔

۳۔ مغازی واقدی میں "ایاس بن ربیعہ بن حارث" ذکر ہوا ہے۔

- ۵۔ اَبِی تَارِكٍ فِیْكُمْ التَّقْلِبُ كِتَابُ اللَّهِ وَ عِزَّتِي اِنْ تَمَسَّكْتُمْ ۚ بِمَا لَنْ تَضَلُّوا۔ یہ عبارت اہل سنت کی جن معتبر کتابوں میں مختصر انداز سے ذکر کی گئی ہے ان میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۲۲۔ سنن ترمذی ج ۲ ص ۳۰۴۔ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۳ و ۱۴ و ۲۶ و ۵۹۔ خصائص سنائی ص ۳۰۔ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰۹۔ کفایۃ الطالب ج ۱ ص ۱۱۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۸۔ عقد الفرید ج ۲ ص ۳۲۶ و ۱۵۸۔ اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۲۔ حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۵۵۔ تذکرۃ النخاوص ص ۳۳۲۔ منہج الارب۔ مصابیح السنۃ ج ۲ ص ۲۰۵-۲۰۶۔

۶۔ سیرت ابن ہشام ج ۳، ۳، ۳، ص ۶۰۳۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۱۰۔ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۱۰۳۔ طبری ج ۳ ص ۱۵۰۔

۷۔ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَ أَنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَ اللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (ماندہ/۶۸)

۸۔ مکہ اور مدینہ کے راستہ میں جحفہ ایک بیابان ہے جہاں غدیر خم واقع ہے یہاں سے ہر کارواں جدا ہو کر اپنے دیار کی طرف چلا جاتا ہے۔

۹۔ من كنت مولاه فهذا علي مولاه

۱۰۔ اللَّهُمَّ وَالْ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادَ مَنْ عَادَاهُ وَأَحَبَّ مَنْ أَحَبَّهُ وَ أَبْغَضَ مَنْ أَبْغَضَهُ وَ انْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَ اخْذِلْ مَنْ خَذَلَهُ وَ أَدْرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ۔

۱۱۔ سورہ مائدہ آیت ۳

۱۲۔ الغدير ج ۱ ص ۱ تا ۱۲۔ تفسیر المیزان ج ۶ ص ۵۳ تا ۵۹۔ علامہ امینی مرحوم نے گیارہویں جلد پر مشتمل اپنی عظیم اور تحقیقی کتاب الغدير میں حدیث غدیر کو ایک سو دس اصحاب کی زبانی نقل کیا ہے نیز آپ نے غدیر کے بارے میں اہل سنت کے محدثین و مورخین کے اقوال کو ذکر فرمایا ہے۔ یہ بھی یاد دلانا ضروری ہے کہ یہ کتاب فارسی زبان میں ترجمہ ہو گئی ہے۔

سولہواں سبق

شورشیں

اسود عسی کا واقعہ

یمن میں انقلابی بغاوت

مسیلمہ کذاب کا واقعہ

جھوٹے پیغمبر کی طرف میلان کا سبب "قومی تعصب"

جھوٹوں کا انجام

رحلت پیغمبر ﷺ کے وقت کے حالات کا تجزیہ

لشکر اسامہ کی روانگی

اہل بقیع کے مزار پر

واقعہ قرطاس یا نامکمل تحریر

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

نا تمام نماز

وداع پیغمبر ﷺ

یہ نور ہرگز نہیں بجھے گا

سوالات

شورشیں

حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد تھکن کی شدت کی بنا پر رسول خدا ﷺ چند دنوں تک بیمار رہے اس دوران آپ کی تھکاوٹ اور طبیعت کی ناسازی کی خبر چاروں طرف پھیل گئی اور موقعہ کی تلاش اور فائدہ کے چکر میں رہنے والے افراد نے پیغمبری کا دعویٰ کر دیا۔ "مسئلہ کذاب" نے یمامہ اور نجد میں خود کو پیغمبر اور "رحمان الیمامہ" کہا۔ "اسود عنسی" نے یمن میں خود کو پیغمبر کہا اور شورش کا آغاز کر دیا۔ اس کے علاوہ "سجاح" نامی عورت اور "طلیحہ" نامی ایک شخص نے بھی اس طرح کے دعویٰ سے لوگوں کو دھوکہ دینا شروع کر دیا۔ اس فتنہ کی جڑیں بہت پھیلی ہوئی تھیں ان دھوکہ بازوں نے قومی اور قبائلی تعصب سے فائدہ اٹھایا اور ایک جماعت کو اپنے گرد جمع کر لیا اور جب ان کو قدرت حاصل ہو گئی تو اپنی حکومت و سلطنت کو وسعت دینے لگے۔

اسود عنسی کا واقعہ

نمونہ کے طور پر آسود عنسی کا واقعہ پیش ہے جس کو پیغمبر اسلام ﷺ کی ناسازگاری طبع کی خبر نے نبوت کے لالچ میں ڈال دیا اس نے یمن میں زمانہ جاہلیت کے طور طریقوں اور رسوم

کو کتب عتیق کے قوانین کے ساتھ ملا کر ایک نئے نقطہ خیال کی بنیاد رکھی وہ ایک کاہن اور شعبہ باز تھا جو الٹی سیدھی باتوں کو مسجع اور مقفی بنا کر اس طرح پیش کرتا کہ جو بھی سنتا بدل ہو جاتا۔ جنگجوی میں بڑا سنگدل اور چالاک تھا۔ ظلم و ستم میں لوگوں کی جان و مال کی پروا نہیں کرتا تھا۔

اسود عسبی نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ چند دنوں میں نجران پر قبضہ کر لیا اور بلافاصلہ یمن کے دار السلطنت صنعاء پر حملہ کر دیا۔ "شہر ابن بازام" (۱) ایرانی جو رسول ﷺ خدا کی طرف سے آزادہ شدہ اور اس علاقہ پر آنحضرت ﷺ کے حکم سے حکومت کرتے تھے، انہوں نے لشکر تیار کیا تاکہ اسود کے راستہ کو روک لیں لیکن شورشوں کے فوری حملہ کی بنا پر شہر ابن بازام کا لشکر، اسود کے لشکر کا کچھ نہ کر سکا اور شہر ابن بازام اس حملہ میں شہید ہو گئے۔

اسود عسبی کامیاب اور کامیابی سے مغرور ہو کر صنعاء میں داخل ہوا۔ اعرابی جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھی دوبارہ اسود کے ہاتھوں اسلام سے خارج ہونے لگے گروہ در گروہ قبائل نے اس کی بیعت کر لی اور خود کو اس کے حوالہ کر دیا۔ تھوڑی ہی مدت میں اسود نے تمام یمن، طائف، بحرین اور حدود عدن پر تسلط جمایا۔ ان علاقوں میں باقی ماندہ مسلمانوں نے بھی خوف سے سکوت اختیار کر لیا۔ اسود نے شہر ابن بازام کی بیوی "آزاد" کو زبردستی اپنی بیوی بنا لیا۔ (۲)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

یمن میں انقلابی بغاوت

بستر علالت ہی سے رسول خدا ﷺ نے مدعیان نبوت کے ساتھ جنگ کے لئے نمائندے بھیجنا اور خط لکھنا شروع کیئے۔ (۳)

آپ ﷺ نے ایک خط میں یمن کے ایرانی، سرکردہ افراد کو حکم دیا کہ دین مقدس اسلام کے دفاع کے لئے قیام کریں اور آپ ﷺ کے پیغام کو دیند اورں، باحمیت و غیرت مند افراد تک پہنچائیں اور کوشش کریں کہ فساد کی جڑ آسود عنسی کو خفیہ یا آشکارا طور پر ختم کیا جاسکے۔^(۴)

یمن کے آزاد ایرانیوں نے رسول خدا ﷺ کے فرمان کے مطابق اسلام پر باقی رہ جانے والے قبائل کو اپنے ساتھ تعاون کے لئے بلایا اور جب یہ معلوم ہوا کہ آسود اور سپہ سالار لشکر قیس میں اختلاف ہے تو انہوں نے قیس کے سامنے نہایت خاموشی سے اس موضوع کو پیش کیا اور اس طرح سپہ سالار لشکر کو اپنے ساتھ ملا لیا۔^(۵)

آسود کے قصر کے اندرونی معلومات حاصل کرنے کے لئے "آزاد" سے رابطہ قائم کیا گیا جو شہر ابن بازام کی بیوی اور آسود کے تصرف میں تھی۔

"آزاد" ایک آزادی پسند، شیردل، مؤمنہ اور باعزت خاتون تھیں ان لوگوں کی مدد کی لئے اٹھ کھڑی ہوئیں اور مفید و قیمتی راہنمائیوں کے ذریعہ انہوں نے مومنین کو آسود کے قتل پر آمادہ کیا۔ قصر مکمل طور پر نگہبانوں کی نگرانی میں تھا۔ "آزاد" کی راہنمائی میں ایک سرنگ کے ذریعہ جو آسود عنسی کے کمرہ میں پہنچتی تھی رات کو جب وہ نیم خوابیدگی کے عالم میں تھا، انقلابی مومنین نے حملہ کر دیا۔ فیروز نے اس کا سر زور سے دیوار سے ٹکرایا اور اس کی گردن ٹروڑ دی۔ آسود کی آواز وحشی گانے کی طرح بلند ہوئی آزاد نے فوراً ایک کپڑا اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔ پہرہ دار محل کے اندر ہونے والی چیخ پکار سے مشکوک ہو گئے اور کمرہ کی پشت سے انہوں نے پوچھا کہ خیریت تو ہے؟ "آزاد" نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ "کوئی بات نہیں ہے پیغمبر پر وحی آرہی ہے" اس طرح انقلابی مومنین اپنی مہم میں کامیاب ہوئے اور پیغمبری کے جھوٹے دعویدار کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ دوسرے دن صبح

مسلمانوں نے اسلامی نعرے لگائے اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ۔ اور اعلان کیا کہ لوگو آسود ایک جھوٹے شخص سے زیادہ کچھ نہ تھا اس کے بعد اس کا سر لوگوں کی طرف پھینک دیا۔

شہر میں ایک ہنگامہ شروع ہو گیا اور قصر کے نگہبانوں نے اس فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محل کو لوٹ لیا اور جو کچھ اس میں تھا لے کر فرار ہو گئے۔ اس وقت مسلمانوں نے آواز دی کہ نماز کے لئے لوگ صف بستہ ہو جائیں اور پھر نماز کے لئے لوگ کھڑے ہو گئے۔^(۶)

جس رات آسود مارا گیا اسی رات وحی کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کو معلوم ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا "کل رات ایک مبارک خاندان سے ایک مبارک شخص نے عنسی کو قتل کر دیا" لوگوں نے پوچھا "وہ کون تھا" آپ ﷺ نے فرمایا۔ فیروز تھا۔ فیروز کامیاب رہے۔^(۷)

مسئلہ کذاب کا واقعہ

یہاں میں مسئلہ کذاب نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کر کے اپنا ایک گروہ بنالیا اور فتنہ پردازی میں مشغول ہو گیا۔ وہ کوشش کرتا تھا کہ بے معنی سخن گوئی کے ذریعہ قرآن سے معارضہ کرے۔ رسول خدا ﷺ ابھی سفر حج سے لوٹے تھے کہ دو افراد مسئلہ کذاب کا خط آپ ﷺ کے پاس لے کر پہنچے۔ اس میں لکھا تھا "مسئلہ خدا کے رسول کی طرف سے محمد ﷺ خدا کے رسول کے نام" میں پیغمبری میں آپ ﷺ کا شریک ہوں آدھی زمین قریش سے متعلق ہے اور آدھی مجھ سے، لیکن قریش عدالت سے کام نہیں لیتے

(۸)

رسول اللہ ﷺ بہت ناراض ہوئے اور مسئلہ کے نامہ بروں سے فرمایا "اگر تم سفیر اور قاصد

نہ ہوتے تو میں تمہارے قتل کا حکم دیدیتا۔ تم لوگ کس طرح اسلام سے جدا ہو کر ایک تہی مغز آدمی کے پیرو ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مسیلمہ کو بہت سخت جواب لکھا جائے۔ "خدا نے رحمن و رحیم کے نام سے محمد رسول اللہ کی طرف سے دروغ گو مسیلمہ کی طرف۔ سلام ہو ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر، زمین، خدا کی ملکیت ہے اور وہ اپنے صالح بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے زمین کا وارث قرار دیتا ہے اور نیک انجام پر ہیزگاروں کے لئے ہے۔"^(۹)

جھوٹے پیغمبر کی طرف میلان کا سبب "قومی تعصب"

طبری کا بیان ہے کہ ایک شخص یمامہ گیا اور پوچھا مسیلمہ کہاں ہے؟

لوگوں نے کہا کہ "پیغمبر خدا کہو"

اس شخص نے کہا "نہیں میں پہلے اس کو دیکھوں گا"

جب اس نے مسیلمہ کو دیکھا تو کہا کہ "تو مسیلمہ ہے؟"

"ہاں"

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

کیا تمہارے اوپر فرشتہ نازل ہوتا ہے؟

ہاں، اور اس کا نام رحمن ہے۔

نور میں آتا ہے یا ظلمت میں؟

مسیلمہ نے کہا "ظلمت میں"

اس شخص نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے اور محمد ﷺ سچے ہیں لیکن میں ریبہ کے جھوٹے کو مُضر (حجاز) کے

سچے سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔^(۱۰)

جھوٹوں کا انجام

نبوت کی جھوٹی دعویٰ اور سجاد کے ساتھ مسیلمہ نے شادی کر لی۔ (۱۱) رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد لشکر اسلام نے اس کی سرکوبی کی اور اس کے قتل کے بعد اس کی جھوٹی نبوت کی بساط الٹ گئی۔ (۱۲)

رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں مدعیان نبوت میں طلحہ نامی ایک شخص تھا جو قبیلہ طی، آسد اور قبیلہ غطفان میں ظاہر ہوا۔ رسول خدا ﷺ نے قبیلہ بنی آسد میں اپنے نمائندوں کو پیغام بھیجا کہ اس کے خلاف قیام کریں۔ وہ لوگ اس پر حملہ آور ہوئے اور وہ فرار کر گیا۔ (۱۳) اس طرح رسول خدا ﷺ کی تدبیر سے آپ ﷺ کی زندگی کے آخری دنوں میں یا آپ ﷺ کی وفات کے بعد جھوٹے پیغمبروں کی بساط الٹ دی گئی۔

رحلت پیغمبر ﷺ کے وقت کے حالات کا تجزیہ

بیماری سے نسبتاً آفاقہ کے کچھ ہی دنوں بعد آنحضرت ﷺ دوبارہ علیل ہوئے۔ ہر چند کہ تمام جزیرہ العرب، حکومت اسلامی کے زیر اثر تھا لیکن ایک طرف پیغمبری کے جھوٹے دعویٰ داروں نے سراٹھا رکھا تھا اور بہت سے قبائل کے رؤساء کہ جن کے دلوں میں ابھی تک اسلام کی جڑیں مضبوط نہیں ہوئیں تھیں۔ آپ سے سابقہ امتیازات سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے جو کہ ان پر دشوار تھا۔ وہ پیغمبری کے جھوٹے دعویٰ داروں سے مل کر شورش پر آمادہ ہو گئے۔ دوسری طرف موقع کی تلاش میں رہنے والے منافقین کا مکمل پلاننگ کے ساتھ یہ ارادہ تھا کہ اسلام کے عظیم رہبر کی آنکھ بند ہوتے ہی حکومت اسلامی پر قبضہ کر لیں اور اس کو امامت و ولایت کے صحیح راستہ سے منحرف کر دیں۔

بہر حال، رہبر اسلام کی رحلت، شورشوں اور مرتدین کے حوصلوں کی تقویت کا موجب ہوتی، دوسرا اہم موضوع یہ کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی جانشینی کے سلسلہ میں کھینچا تانی کے نتیجے میں امت اسلامی کے درمیان بہت بڑا شکاف پیدا ہو جاتا جو ایک بہت بڑا خطرہ ثابت ہوتا۔ روم ایسی بڑی طاقت بھی انتظار میں تھی کہ جزیرۃ العرب پر حملہ کر کے اسلام کی جڑ کو کاٹ دے۔ فتنے اٹھ چکے تھے اندرونی و بیرونی تحریکیں اور سازشیں اسلام کی بنیادوں کو چیلنج کر رہی تھی۔

لشکر اسامہ کی روانگی

رسول خدا ﷺ نے اندرونی سازشوں کے خاتمہ اور خارجی تحریکوں کی سرکوبی کے لئے لشکر اسامہ کی تشکیل اور روانگی کا حکم صادر فرمایا۔ سپاہیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اپنے ہاتھوں سے پرچم بنا کر ۱۷ یا ۱۸ سالہ جوان اسامہ کے سپرد کیا اور سپہ سالار معین فرمایا۔^(۱۴) اس بہادر نوجوان نے اس لشکر کی کمان سنبھالی جو عالمی استکبار سے جنگ کے لئے آمادہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اسامہ کو حکم دیا کہ اپنے باپ کی شہادت گاہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور جانے میں جلدی کرو۔ صبح کو نہایت تیزی سے ناگہانی طور پر دشمن پر حملہ کرو۔^(۱۵) پیغمبر اسلام ﷺ نے مسلمانوں سے کہا کہ لشکر اسامہ میں شرکت کریں اور جتنی جلدی ہو سکے روانگی کے لئے تیار ہو جائیں۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

رسول خدا ﷺ کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ تھا کہ سازشوں کا تانا بانا بننے والے، لشکر کے ساتھ مدینہ سے خارج ہو جائیں تا کہ شہر سازشیوں کے وجود سے خالی ہو جائے اور امیر المؤمنین علی (ع) کی خلافت کے راستہ میں رکاوٹ نہ بنیں آپ ﷺ نے جوان سال اسامہ کا

انتخاب بھی اس لئے فرمایا تھا کہ اولاً: آپ ﷺ یہ بتانا چاہتے تھے کہ ذمہ داریاں شخصیت اور لیاقت کی بنا پر ہوتی ہیں نہ کہ سن و سال اور موہوم شرافتوں کی بنا پر، تاکہ آئندہ لوگ حضرت علی (ع) کو یہ کہہ کر خلافت سے الگ نہ کر سکیں کہ وہ جوان ہیں۔ ثانیاً: اسامہ کے والد زید بن حارثہ رومیوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے اس لئے ان میں رومیوں کے خلاف جنگ کرنے کا زیادہ جذبہ تھا اور سپہ سالاری کا عہدہ سونپ دینے کے بعد عملی طور پر ان کی دلجوئی بھی ہو جاتی۔

اسامہ نے مدینہ کے قریب مقام "جرف" میں پڑاؤ ڈال دیا۔ بزرگ صحابہ اور مہاجرین سب کے سب اسامہ کے لشکر کے سپاہی اور ان کی ماتحتی میں تھے۔ یہ بات ان میں سے بعض کے لئے بڑی سخت تھی انہوں نے اعلانیہ طور پر اسامہ کی سپہ سالاری پر اعتراض کیا کہ بزرگوں کی سپہ سالاری کے لئے نوجوان کو کیوں منصوب کیا گیا؟ لشکر کی روانگی میں عملی طور پر خلاف ورزیاں ہوئیں چند دنوں تک لشکر رکا رہا۔ مخالفت کرنیوالوں نے لشکر کی روانگی میں کوتاہی کی اور اپنے بے ہودہ مقاصد کو انجام دینے کے لئے روانگی میں تاخیر کرائی۔

رسول خدا ﷺ نے بستر علالت پر سمجھ لیا کہ لشکر گاہ سے لشکر کی روانگی کو روکنے کے لئے لوگ کیا کر رہے ہیں، آنحضرت ﷺ بستر سے اٹھے اور بخار نیز غیظ و غضب کے عالم میں مسجد میں تشریف لائے خدا کی حمد کے بعد فرمایا "اے لوگو میں لشکر کی روانگی میں دیر ہونے سے بہت ناراض ہوں گویا اسامہ کی سپہ سالاری تم میں سے ایک گمروہ کے اوپر گمراہ گزری اور تم نے اعتراضات شروع کر دیئے م اس سے پہلے بھی ان کے باپ کی سپہ سالاری پر اعتراض کر رہے تھے، خدا کی قسم اس کا باپ سپہ سالاری کے لئے مناسب تھا اور وہ خود بھی

مناسب ہے۔

آنحضرت ﷺ گھر واپس آگئے اور ہر اس صحابی سے جو آپ کو دیکھنے کے لئے آتا تھا فرماتے: "لشکر اسامہ کو روانہ کرو" (۱۶) لیکن سازشیں اس سے بالاتر تھیں یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جو لشکر اسامہ سے روگردانی کرے اس پر خدا کی لعنت ہو" (۱۷)

اہل بقیع کے مزار پر

رسول خدا ﷺ شدید بیماری کے عالم میں حضرت علیؓ کا سہارا لئے قبرستان بقیع کی طرف چلے، اصحاب آپ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے جب بقیع کے قبرستان میں پہنچے تو فرمایا: "میں مامور ہوں کہ خداوند عالم سے اہل بقیع کے لئے طلب مغفرت کروں"۔ پھر فرمایا "اے زیر خاک آرام کرنے والو تم پر میرا سلام ہو، تم اطمینان و مسرت سے آرام کرو کہ تمہارا زمانہ ان لوگوں کے زمانہ سے زیادہ آسودہ ہے۔ فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح بڑھ آئے ہیں" پھر فرمایا "علی (ع) ہر سال جبرئیل (ع) میرے پاس قرآن کو ایک مرتبہ پیش کرتے تھے اور اس سال دو بار انہوں نے پیش کیا اس لئے کہ میرا وقت قریب آگیا ہے" (۱۸)

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

واقعہ قرطاس یا ناکمل تحریر

آنحضرت ﷺ کی زندگی کے آخری دن تھے، جب آپ ﷺ نے آنکھیں کھولیں تو اپنے بستر کے ارد گرد چند اصحاب کو دیکھا جن کو آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اس وقت لشکر اسامہ کے

ساتھ ہونا چاہیئے تھا۔ امت میں اختلاف کی روک تھام کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کاغذ اور دوات لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے ایک چیز لکھ دوں کہ اس کے بعد گمراہ نہ ہو گے۔" ان میں سے ایک صاحب نے چاہا کہ اٹھ کر قلم دوات لے آئیں لیکن جناب عمر نے اظہار خیال فرمایا "یہ (پیغمبر اسلام ﷺ) کی جانب اشارہ ہذیان بک رہے ہیں، قرآن تمہارے پاس ہے اور کتاب آسمانی ہمارے لئے کافی ہے" ایک گمراہ نے عمر کا ساتھ دیا اور کچھ لوگوں نے ان کی مخالفت کی، شور و غل برپا ہوا۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "اٹھو اور میرے گھر سے نکل جاؤ"۔ (۲۰)

نا تمام نماز

آنحضرت ﷺ کی علالت کے دوران ایک دن حضرت بلال نے اذان دی اور آنحضرت ﷺ کے گھر و دروازہ پر آکر آواز دی "نماز... خدا تمہارے اوپر رحمت نازل کرے"۔ رسول خدا ﷺ بہت زیادہ بیمار تھے اس وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "لوگوں کو کوئی نماز پڑھا دے اس لئے کہ میں بیمار ہوں"۔ عائشہ نے کہا کہ ابو بکر کو تلاش کرو اور حفصہ نے کہا عمر کو لاؤ آنحضرت ﷺ نے دونوں کی باتیں سنیں اور دونوں بیویوں سے کہا "ان باتوں سے خود کو روکو کہیں تم ان عورتوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے یوسف کو گمراہ کرنا چاہا تھا"۔ آپ ﷺ شدید بیماری کے عالم میں اٹھے، علی (ع) اور فضل بن عباس نے آنحضرت ﷺ کے دونوں شانوں کو سہارا دے رکھا تھا، مسجد میں تشریف لائے، ابو بکر کو محراب میں دیکھا کہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں، آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ۔ رسول ﷺ نے ان کی نماز کو مکمل نہ ہونے دیا اور دوبارہ نہایت مختصر نماز کا اعادہ کیا۔ جب آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے تو ابو بکر،

عمر اور دوسرے افراد کو بلوا بھیجا جب یہ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ "لشکر اسامہ کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے جواب دیا "ہم آپ ﷺ سے تجدید بیعت کے لئے لوٹ آئے اور ہم نے یہ نہیں چاہا کہ آپ ﷺ کی بیماری کی خبر دوسروں سے پوچھیں" (۲۱)۔

وداعِ پیغمبر ﷺ

پیغمبر اسلام ﷺ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، آنحضرت ﷺ کے بستر کے پاس بیٹھی ہوئی باپ کے نورانی اور ملکوتی چہرہ کو دیکھ رہی تھیں۔ جس پر بخار کی شدت کی بنا پر پسینہ کے قطرے جھلملا رہے تھے، جناب فاطمہ (ع) نے جناب ابوطالب علیہ السلام کا شعر جو پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں تھا پڑھا۔

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْعَمَامُ بوجہہ
ثمال الیتامی عصمة للارامل

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

یعنی: روشن چہرہ اس چہرہ کی آبرومندی کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کی پناہ گاہ اور بیوہ عورتوں کی نگہداری کرنے والا ہے۔

رسول خدا ﷺ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا، بیٹی، شعر نہ پڑھو، قرآن پڑھو:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ

فَلَنْ يَصُرَّ اللَّهُ شَيْئًا وَ سَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾ (۲۲)

"محمد نہیں ہیں مگر پیغمبر اسلام ﷺ خدا، ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گزر چکے ہیں تو کیا اگر

انکا انتقال ہو جائے یا قتل کر دیئے انہیں تو کیا تم اپنے گزشتہ لوگوں کے عقائد کی طرف پلٹ جاؤ گے؟ اور جو اپنے گزشتگان کے آئین کی طرف پلٹ جائے گا وہ خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ خدا شکر کرنے والوں کو نیک جزاء دے گا۔"

رسول خدا ﷺ نے آہستہ سے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے کان میں کوئی بات کہی آپ (ع) نے گریہ شروع کیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ اپنی بیٹی کی تکلیف برداشت نہ کر سکے اور دوبارہ آپ ﷺ نے ان (ع) کے کان میں کوئی بات کہی تو جناب فاطمہ چپ ہو گئیں اور مسکرائے لگیں۔

بعد میں جب لوگوں نے جناب فاطمہ (ع) سے سوال کیا کہ رسول خدا ﷺ نے آپ (ع) سے کیا کہا تھا کہ پہلی بار آپ (ع) رونیں اور دوسری بار مسکرائیں؟ آپ (ع) نے جواب دیا "پہلی بار آنحضرت سے رحلت کی خبر سنی تو مغموم ہو گئی دوسری بار آپ ﷺ نے بشارت دی کہ اے فاطمہ میرے اہل بیت (ع) میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملو گی اس پر میں بشاش ہو گئی۔" (۲۳)

پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی حیات کے آخری لمحوں میں علی علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا "علی (ع) میرا سر اپنی آغوش میں لے لو کہ امر خدا آن پہنچا ہے۔"

اے علی (ع) جب میں اس دنیا میں نہ رہوں تو مجھے غسل دینا اور پہلی بار مجھ پر نماز پڑھنا آپ ﷺ کا سر علی (ع) کی گود ہی میں

تھا کہ آپ ﷺ رحمت باری سے جا ملے۔ Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

یہ عظیم حادثہ ۲۸ / صفر ۱۱ ہجری بروز پیر بمطابق ۲۸ مئی ۶۳۲ء کو رونما ہوا (۲۴)۔ لیکن مورخین اہل سنت کے مطابق پیغمبر

اسلام ﷺ کی رحلت ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ ق (۲۵) بمطابق ۱۰ جون سنہ ۶۳۲ء کو ہوئی۔

حضرت علی (ع) نے رسول ﷺ خدا کے پاکیزہ جسم کو غسل دیا، کفن پہنایا اور نماز پڑھی اس عالم

میں کہ آنسو آپ (ع) کی آنکھوں سے رواں تھے اور فرمایا۔

"ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ بیشک آپ ﷺ کے مرنے سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔" وہ چیز جو دوسرے پیغمبروں کی موت کے بعد منقطع نہیں ہوتی (یعنی نبوت و احکام الہی اور آسمانی خبریں)۔۔۔ اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے اور نالہ و فغاں سے منع نہ فرماتے تو میں آپ (ع) کے فراق میں اتنا روتا کہ میرے اشکوں کا سرچشمہ خشک ہو جاتا۔ (۲۶)

رسول خدا ﷺ کی رحلت کی خبر نہایت تیزی سے مدینہ میں پھیل گئی، علی (ع) جب غسل و کفن میں مشغول تھے اس وقت ایک گروہ پیغمبر اسلام ﷺ کے جانشین کا مسئلہ حل کرنے کے لئے سقیفہ (۲۷) میں الجھ رہا تھا۔ غسل دینے کے بعد پہلے علی (ع) نے نماز پڑھی پھر مسلمان دستہ دستہ آتے گئے اور نماز پڑھتے گئے، پھر رسول ﷺ خدا کو مسجد کے پہلو میں آپ ﷺ کے گھر میں دفن کر دیا گیا۔ (۲۸)

یہ نور ہرگز نہیں بجھے گا

پیغمبر اسلام ﷺ دار بقاء کی طرف روانہ ہو گئے، لیکن یہ نور نہ تو گل ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا آئین مشعل ہدایت کی طرح بشر کے لئے تاریک راستوں میں راہنما ہے اور کروڑوں، اربوں انسان صدیوں سے اسے آئین کے پیرو ہیں۔

آج بھی روزانہ ایک ارب سے زیادہ مسلمان ساری دنیا میں کروڑوں بار "اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ" کی آواز گلدستہ اذان سے سن رہے ہیں اور بے پناہ محبت کے ساتھ اس آواز کے دلبر باقرنم کو اپنی زبان پر جاری کرتے اور آپ ﷺ (محمد ﷺ) پر درود بھیجتے

ہیں اور آسمانی کتاب کو پڑھتے اور اس سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ قرآن کریم ۱۱۳ سورتوں کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا جاودانہ معجزہ اور زندہ گواہ ہے۔ خدا نے ان کے دین کو آخری دین اور ان کو آخری پیغمبر اسلام ﷺ قرار دیا ہے۔ (۲۹) جو ان کے آئین کی پیروی نہ کرے (گمراہ ہے) خدا اس کی عبادت کو قبول نہیں کرے گا اور آخرت میں وہ گھائے میں رہے گا۔ (۳۰) جی ہاں یہ نور آج بھی لوگوں کے دلوں اور ان کی عقل و خرد پر جگمگا رہا ہے۔

یہ نور ہر جگہ چمکا اور تھوڑی ہی مدت میں جزیرۃ العرب سے نکل کر ہر جگہ پھیل گیا۔ روم اور ایران کی مطلق العنان حکومتوں کو اپنے ہالہ میں لے لیا۔ اور ایک طرف قلب فرانس اور اسپین تو دوسری طرف ہند تک پہنچ گیا۔ ڈوبتی ہوئی بشریت کو نجات بخشی اور اس کو ایک عظیم تمدن سے روشناس کرایا۔

ختم نبوت کے بعد یہ نور معصوم رہنماؤں میں درخشندہ ہوا اور ہدایت کے یہ پاک انوار اور نوری پیکر، فتنوں کی تیرگی میں انسانوں کی ہدایت کے لئے کمر بستہ ہوئے اور انسانیت کو الہی و اسلامی زندگی کی طرف بلایا اور آج بھی نجات بشریت کا واحد راستہ قرآن و عترت کی پیروی ہے۔

آخر کلام میں عرض ہے کہ مسلمان، ان کی تعلیمات سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے راستہ کو تلاش کریں، ستم کے بوجھ تلے دبے ہوئے تیرہ بخت اور حیران و سرگردان انسان کی رہائی کا واحد راستہ آنحضرت ﷺ کا آئین ہے۔ تحریکیں شروع ہوں گی اور کفر و ارتداد و نفاق اور ظلم و ستم مغلوب ہوں گے اور کمزور افراد زمانہ کے راہبر اور زمین کے وارث ہوں گے۔ (۳۱)

امام مہدی (عجل اللہ لہ الفرج) تشریف لائیں گے پھر ساری دنیا میں ایک اسلامی حکومت قائم ہوگی اور ساری دنیا میں ایک پرچم لہرائے گا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ۔ یہ نور کبھی بجھ نہیں سکتا۔

سوالات

- ۱_ آسود عسني کون تھا؟
- ۲_ رسول خدا ﷺ نے مدعيان پيغمبر سے كيسيے مقابله كيا؟
- ۳_ رسول ﷺ خدا نے اسامه كو سپه سالار كے عنوان سے كيوں منصوب فرمايا؟
- ۳_ رسول ﷺ خدا اسامه كے لشكر كي روانگي پر كيوں اصرار كر رہے تھے؟
- ۵_ رسول خدا ﷺ "تحرير" كيوں نہ لكھ سكهے؟
- ۶_ رسول خدا نے كس تاريخ كو رحلت فرمائي؟
- ۷_ پيغمبر اسلام ﷺ كو كس نے غسل و كفن ديا؟
- ۸_ پيغمبر اسلام ﷺ نے حضرت فاطمه (ع) كے كان ميں كيا راز بتايا؟
- ۹_ كيا آخريں لشكر اسامه روانه هوا؟ كس وقت؟
- ۱۰_ رسول خدا ﷺ كهان مدفون هوئے؟

حوالہ جات

۱۔ باذان بھی مر قوم ہے۔ رک کامل بن اثیر ج ۲ ص ۳۳۷۔

۲۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۳۰۔ ۲۲۷۔

۳۔ در آستانہ سال زاد پیامبر ﷺ ص ۲۳۷۔

۴۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۳۱۔

۵۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۳۱۔

۶۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۲۷۔ ۲۳۶۔

۷۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۳۹۔

۸۔ خط کا متن: من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فانی قد اشکرک فی ہذا الامر معک و ان لنا نصف الارض و لقریش

نصف الارض و لکن قریشا قوم یعتدون تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۳۶۔ العبر ج ۲ ص ۵۸۔

۹۔ خط کا متن: بسم اللہ الرحمن الرحیم ، من مُحَمَّدَ رَسُولِ اللّٰهِ الی مُسَیْلِمَہِ الْکَذَّابِ: السَّلَامُ عَلَی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی، اَمَّا

بَعْدُ: فَانَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ یُورِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۳۶۔ العبر ج ۲ ص ۵۸۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

۱۰۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۸۶۔

۱۱۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۷۳۔

۱۲۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۹۰۔

۱۳۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۵۶۔

۱۴۔ سیرت حلبی ج ۳ ص ۲۰۷۔ پر مر قوم ہے کہ اسامہ ۱۷ سال کے اور بعض نے ۱۸ سال لکھا ہے لیکن مسلمہ طور پر انکی عمر

۲۰ سال سے زیادہ تھی۔

۱۵۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۰۔

۱۶۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۰۔ ۱۹۱۔

۱۷۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۲۱۔ منتهی الآمال ص ۱۲۸۔ انیس المؤمنین نسخہ قلمی ص ۳۔

۱۸۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ اَبُو مَوْيِبَهْتَةَ کے ساتھ گئے، طبقات ۲۰۲۔

۱۹۔ ارشاد شیخ مفید ص ۹۷۔

۲۰۔ ارشاد ص ۹۸۔ منہی الآمال ص ۱۲۸۔ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۳۶۹۔ جناب عمر کا یہ قول اہل سنت کی کتابوں میں مختلف طریقوں سے مذکور ہے۔ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتا ہے: رسول خدا ﷺ نے فرمایا قلم اور دوات لاؤ تا کہ تمہارے لئے وہ بات لکھ دوں جس سے تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ لوگوں نے کہا رسول خدا ﷺ بڑیاں بک رہے ہیں (نعوذ باللہ)۔ برہان الدین حلبی شافعی لکھتے ہیں۔ قال بعضهم و هو سيدنا عمر: بعض نے کہا یعنی عمر نے کہا رجوع کریں کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۳۲۰۔ سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۳۳۔ مزید مطالعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں صحیح بخاری کتاب العلم ج ۱ ص ۲۲۔ مسند احمد ج ۱ ص ۳۲۳۔ طبقات ج ۲ ص ۳۷۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۔ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۱۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۵ ص ۲۲۰۔ حیاة محمد ص ۳۷۵۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۲۲۰۔ ملل و نحل ج ۱ ص ۱۳۔ سقیفہ جوہری۔ الوفاء ج ۲ ص ۷۸۹۔ کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۸۔ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۳۳۔

۲۱۔ ارشاد شیخ مفید ص ۹۷۔ ۹۸۔ منہی الآمال ص ۱۲۸۔ تلخیص الشافی شیخ طوسی ج ۳ ص ۲۲۶۔

۲۲۔ آل عمران / ۱۳۳۔

۲۳۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۳۷ و ۳۸۔ ارشاد شیخ مفید ص ۸۸۔ اعلام التوحید ص ۱۳۳۔ ذہبی نے کتاب سیرت میں لکھا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم مومنہ عورتوں کی سردار ہو، یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟ تو فاطمہ (ع) زہرا ہنس پڑیں۔ سیرت ذہبی ص ۳۸۰۔

۲۴۔ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۵۱۳۔

۲۵۔ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۵۳۳۔

۲۶۔ نہج البلاغہ فیض خطبہ ۲۲۶ ص ۷۳۲۔

۲۷۔ سائبان والی جگہ جہاں لوگ جمع ہوتے تھے۔

۲۸۔ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۵۱۸۔

۲۹۔ ﴿وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ﴾ (سورہ احزاب / ۴۰)

۳۰۔ ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آل عمران / ۸۵)

۳۱۔ ﴿وَ نُزِئُ أَنْ تَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتَضَعُّوا فِي الْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أُمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ﴾ (قصص / ۵)

فہرست

۳	عرض ناشر:
۵	مقدمہ
۵	سیرت نگاری کی مختصر تاریخ
۷	ہدف تالیف
۹	پہلا سبق
۱۰	غزوہ بنی قینقاع
۱۲	حضرت فاطمہ زہرا (ع) کا حضرت علی (ع) کے ساتھ عقد
۱۳	غزوہ سویق
۱۵	غزوہ بنی سلیم
۱۶	"قرۃ" میں سریہ زید بن حارثہ
۱۷	غزوہ غطفان
۱۷	جنگ احد کے مقدمات
۱۷	جنگ رونما ہونے کے اسباب
۱۹	پہلا قدم، جنگی بجٹ کی فراہمی
۱۹	لشکر کی جمع آوری
۲۰	سیاسی پناہ گزین
۲۱	لشکر قریش کی مدینہ روانگی
۲۱	عباس کی خبر رسائی
۲۲	سپاہ قریش راستہ میں

۲۲ معلومات کی فراہمی
۲۳ لشکر ٹھہرنے کی خبر
۲۳ مدینہ میں ہنگامی حالت
۲۳ فوجی شوری کی تشکیل
۲۶ آخری فیصلہ
۲۷ سوالات:
۲۸ حوالہ جات
۳۰ دوسرا سبق
۳۱ لشکر اسلام کی روانگی
۳۱ لشکر توحید کا پڑاؤ
۳۳ منافقین کی خیانت
۳۳ صف آرائی
۳۵ دشمن اپنی صفوں کو منظم کرتا ہے
۳۶ جنگی توازن
۳۶ جنگ کیسے شروع ہوئی؟
۳۷ دشمن کے حوصلے بلند کرنے میں موسیقی کا کردار
۳۸ اجتماعی حملہ
۳۹ فتح کے بعد شکست
۳۲ پیغمبر اسلام ﷺ کا دفاع کرنیوالوں کی شجاعت
۳۳ اُمّ عمارہ شیردل خاتون

- ۳۵ لشکر کی جمع آوری
- ۳۷ سوالات
- ۳۸ حوالہ جات
- ۳۹ تیسرا سبق
- ۳۹ شہیدوں کے پاکیزہ جسم کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟
- ۵۰ شہیدوں کے پاکیزہ جسم کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟
- ۵۰ طرفین کے نقصانات
- ۵۱ مفہوم شہادت
- ۵۱ نفسیاتی جنگ
- ۵۲ کہاں جا رہے ہیں؟
- ۵۳ احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب کا جائزہ
- ۵۳ شہداء کی لاشیں
- ۵۵ ان کو یہیں دفن کروانے کی دعا مستجاب ہو گئی
- ۵۷ مدینہ کی طرف
- ۵۹ نماز مغرب کا وقت آن پہنچا
- ۵۹ شہیدوں کی ایک جھلک
- ۶۰ ایک عقلمند صاحب ثروت کی شہادت
- ۶۰ بوڑھے عارف کی شہادت
- ۶۱ حجلہ خون
- ۶۳ مدینہ میں منافقین کی ریشہ دوانیاں

- ۶۳مدینہ سے ۲۰ کیلومیٹر دور "حراء الاسد" میں جنگی مشق
- ۶۳ابوعزہ شاعر کی گرفتاری
- ۶۶سوالات
- ۶۷حوالہ جات
- ۶۹چوتھا سبق
- ۷۰سریہ ابوسلمہ بن عبدالاسد
- ۷۱سریہ عبداللہ بن انیس انصاری
- ۷۲رجیع کا واقعہ
- ۷۳بئر معونہ کا واقعہ
- ۷۵سریہ عمرو بن أمیہ
- ۷۶غزوہ بنی نضیر
- ۷۸دہشت گرد سے انتقام
- ۷۹غزوہ بدر الموعود
- ۸۰۳ ہجری میں رونما ہونے والے دیگر اہم واقعات
- ۸۱سوالات
- ۸۲حوالہ جات
- ۸۳پانچواں سبق
- ۸۳غزوہ ذات الرقاع
- ۸۳غزوہ دؤمۃ الجندل
- ۸۵غزوہ خندق (أحزاب)

- ۸۵ غزوہ خندق کے اسباب
- ۸۸ لشکر احزاب کی مدینہ کی طرف روانگی
- ۸۸ لشکر کی روانگی سے متعلق رسول خدا ﷺ کا آگاہ ہونا
- ۸۹ بجلی کی چمک میں آنحضرت ﷺ نے کیا دیکھا؟
- ۹۱ مدینہ لشکر کفار کے محاصرے میں
- ۹۱ بنی قریظہ کی عہد شکنی
- ۹۳ خطرناک صورتحال
- ۹۳ ایمان و کفر کا آمننا سامنا
- ۹۴ سوالات :
- ۹۸ حوالہ جات
- ۱۰۰ چھٹا سبق
- ۱۰۱ دشمن کی صفوں میں تفرق پیدا کرنے کی کوشش
- ۱۰۲ بنی قریظہ اور مشرکین کے درمیان پھوٹ
- ۱۰۶ دشمن کی صفوں میں لشکر اسلام کا سپاہی
- ۱۰۷ شہداء اسلام اور کشتگان کفر
- ۱۰۷ لشکر احزاب کی شکست کے اسباب
- ۱۰۸ مکمل حفاظت
- ۱۰۸ جنگ احزاب کے نتائج
- ۱۰۹ غزوہ بنی قریظہ
- ۱۱۰ ایک خیانت کار مسلمان اور اسکی توبہ کی قبولیت

- ۱۱۲ بنی قریظہ کا اپنے آپ کو رسول خدا ﷺ کے حوالے کرنا
- ۱۱۲ سعد بن معاذ کا فیصلہ
- ۱۱۳ سعد کے فیصلے کی دلیلیں
- ۱۱۵ پیمان شکنی کا انجام
- ۱۱۵ اساری اور مال غنیمت
- ۱۱۶ سوالات
- ۱۱۷ حوالہ جات:
- ۱۱۹ ساتواں سبق
- ۱۲۰ چھ ہجری کا آغاز
- ۱۲۰ غزوہ بنی لحي ان
- ۱۲۱ مفسدین فی الارض کا قتل (مطالعہ کیلئے)
- ۱۲۲ غزوہ بنی مُصطلق یا مُرِیسع
- ۱۲۳ ایک حادثہ
- ۱۲۳ زید بن ارقم کا آنحضرت ﷺ کو خبر پہنچانا
- ۱۲۵ باپ اور بیٹے میں فرق
- ۱۲۶ بنی مُصطلق کا اسلامی تحریک میں شامل ہونا
- ۱۲۶ ایک فاسق کی رسوائی
- ۱۲۷ آنحضرت ﷺ کی بیوی پر تہمت (واقعہ افک) (مطالعہ کیلئے)
- ۱۲۸ صلح حدیبیہ
- ۱۲۹ مکہ کی راہ پر:

- ۱۳۰ قریش کا موقف
- ۱۳۱ قریش کے نمائندے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں
- ۱۳۲ آنحضرت ﷺ کے سفر اہی کے
- ۱۳۳ بیعت رضوان
- ۱۳۳ صلح نامے کا متن
- ۱۳۶ صلح کے مخالفین (مطالعہ کیلئے)
- ۱۳۷ ابو بصیر کی داستان اور شرط دوم کا خاتمہ (مطالعہ کیلئے)
- ۱۳۸ صلح حدیبیہ کے نتائج کا تجزیہ
- ۱۳۹ سوالات
- ۱۴۰ حوالہ جات
- ۱۴۳ آٹھواں سبق
- ۱۴۳ پیغمبر اسلام ﷺ کے عالمی پیغام کا اعلان
- ۱۴۵ سیاسی حکمت عملی کے نکات کی رعایت
- ۱۴۷ شاہ ایران خسرو پرویز کے نام رسول اللہ کے خط کا متن
- ۱۴۷ خسرو پرویز کے نام خط اور اسکی گستاخی
- ۱۴۹ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام آنحضرت ﷺ کا خط
- ۱۵۱ دوسرے حکمرانوں کا موقف
- ۱۵۱ خیبر کے یہودیوں سے جنگ کے اسباب
- ۱۵۲ لشکر توحید کی روانگی
- ۱۵۳ معلومات کی فراہمی

- ۱۵۳ جنگی اعتبار سے مناسب جگہ پر لشکر گاہ کی تعیین
- ۱۵۳ لشکر کے لئے طبی امداد رسانی کا انتظام
- ۱۵۳ جدید معلومات
- ۱۵۳ آغاز جنگ اور پہلے قلعہ کی فتح
- ۱۵۵ سردار کے حکم سے روگردانی
- ۱۵۵ جنگی حکمت عملی
- ۱۵۶ علی علیہ السلام فاتح خیبر
- ۱۵۹ سوالات
- ۱۶۰ حوالہ جات
- ۱۶۲ نواں سبق
- ۱۶۳ طرفین کے خسارے کا تخمینہ
- ۱۶۳ اسیروں کیساتھ اچھا برتاؤ
- ۱۶۳ فتح کے وقت درگزر
- ۱۶۳ مال غنیمت
- ۱۶۵ مال غنیمت میں خیانت کی سزا
- ۱۶۵ مال غنیمت کی تقسیم
- ۱۶۶ خیبر پر حملے کے نتائج
- ۱۶۶ خیبر میں لشکر اسلام کی کامیابی کے اسباب
- ۱۶۷ فدک
- ۱۶۷ غزوہ وادی القری (۷ھ ق)

- ۱۶۸ ٲیمائی (۷ھ ق).....
- ۱۶۸ فتح خیبر کے بعد انجام پانے والے سرایا.....
- ۱۶۸ مکہ کی طرف (عمرۃ القضاۃ).....
- ۱۷۰ جنگ موتہ.....
- ۱۷۰ عالمی استکبار سے پہلا مقابلہ.....
- ۱۷۱ گریہ کیوں؟.....
- ۱۷۳ غیر مساوی طاقتوں کی جنگ.....
- ۱۷۳ لشکر اسلام کے دلیر سردار جعفر ابن ابی طالب (ع) کی شہادت.....
- ۱۷۳ عبداللہ ابن رواحہ اور زید ابن حارثہ کی شہادت.....
- ۱۷۵ مجاہدین کی واپسی.....
- ۱۷۶ رسول خدا ﷺ جعفر ابن ابیطالب (ع) کے سوگ میں.....
- ۱۷۷ جنگ ذات السلاسل.....
- ۱۷۸ سوالات.....
- ۱۷۹ حوالہ جات.....
- ۱۸۲ دسواں سبق.....
- ۱۸۳ فتح مکہ.....
- ۱۸۳ قریش کی عہد شکنی.....
- ۱۸۳ تجدید معاہدہ کی کوشش.....
- ۱۸۶ لشکر اسلام کی تیاری.....
- ۱۸۶ راستونکو کنٹرول کرنے کیلئے چیک پوسٹ.....

- ۱۸۶ ایک جاسوس کی گرفتاری
- ۱۸۸ مکہ کی جانب
- ۱۸۸ دشمن کو ڈرانے کیلئے عظیم جنگی مشق
- ۱۹۰ مشرکین کا پیشوا، مومنین کے حصار میں
- ۱۹۲ مکہ میں نفسیاتی جنگ
- ۱۹۲ شہر کا محاصرہ
- ۱۹۳ ایک فوجی دستہ کے ساتھ مشرکین کی جھڑپ
- ۱۹۳ سوالات
- ۱۹۵ حوالہ جات
- ۱۹۶ گیارہواں سبق
- ۱۹۷ شہر مکہ میں داخلہ
- ۱۹۷ صدائے اتحاد
- ۲۰۰ اذان بلال
- ۲۰۱ بت شکن، بت پرست
- ۲۰۱ آزاد شدہ شہر "مکہ" کے لئے والی اور معلم دین کا تقرر
- ۲۰۱ اسلام کے نام پر خونریزی اور جرائم
- ۲۰۲ جنگ حنین
- ۲۰۳ دشمن کی سازش سے پیغمبر اسلام ﷺ کی آگاہی
- ۲۰۳ حنین کی طرف روانگی
- ۲۰۳ دشمن کی اطلاعات اور تیاری

- ۲۰۳ درہ حنین میں
- ۲۰۵ فرار
- ۲۰۵ واپسی، مقابلہ، کامیابی
- ۲۰۷ عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو
- ۲۰۷ آغاز جنگ میں مسلمانوں کی شکست کا تجزیہ
- ۲۰۹ سوالات
- ۲۱۰ حوالہ جات
- ۲۱۲ بارہواں سبق
- ۲۱۳ طائف کی جنگ
- ۲۱۳ جدید جنگی ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی
- ۲۱۳ واپسی
- ۲۱۵ ہوازن کے اسیروں کی رہائی
- ۲۱۶ مال غنیمت کی تقسیم
- ۲۱۶ وہ افراد جن کی دلجوئی کی گئی
- ۲۱۷ منافقین کا اعتراض
- ۲۱۸ دوستوں کے آنسو
- ۲۱۸ مدینہ واپسی
- ۲۱۸ غزوہ تبوک^(۱۳)
- ۲۱۸ ایک ہولناک خبر
- ۲۱۹ منافقین کی حرکتیں

- ۲۲۱ بہانے تراشیاں
- ۲۲۲ منافقین کے خفیہ مرکز کا انکشاف
- ۲۲۲ جنگی اخراجات کی فراہمی
- ۲۲۳ اشک حسرت
- ۲۲۵ سوالات
- ۲۲۶ حوالہ جات
- ۲۲۸ تیرھواں سبق
- ۲۲۹ بے نظیر لشکر
- ۲۲۹ منافقین کی واپسی
- ۲۳۰ شخصیت پر حملہ
- ۲۳۱ پتتا صحرا
- ۲۳۲ حضرت ابوذر کا واقعہ
- ۲۳۳ لشکر اسلام تبوک میں
- ۲۳۳ دومۃ الجندل کے بادشاہ کی گرفتاری
- ۲۳۳ پیغمبر اسلام ﷺ پر حملہ کی سازش
- ۲۳۵ مسجد ضرار کو ویران کر دو
- ۲۳۶ اسلحہ فروخت نہ کرو
- ۲۳۶ جنگ میں دعا کی تاثیر
- ۲۳۷ غزوہ تبوک سے ماخوذ نتائج
- ۲۳۹ سوالات

- ۲۳۰ حوالہ جات
- ۲۳۲ چودھواں سبق
- ۲۳۳ منافقین کے سربراہ کی موت
- ۲۳۳ مدینہ میں مختلف قبائل کے نمائندہ وفد کی آمد
- ۲۳۳ وہ دین جس میں نماز نہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں
- ۲۳۳ ابراہیم کا سوگ
- ۲۳۵ خرافات سے جنگ
- ۲۳۵ مشرکین سے بیزاری
- ۲۳۵ حضرت علی (ع) اہم مشن پر
- ۲۳۶ مباہلہ
- ۲۳۹ حضرت علی (ع) کی یمن میں ماموریت
Presented by: <https://jafnlibrary.com/>
- ۲۵۰ سوالات
- ۲۵۱ حوالہ جات
- ۲۵۳ پندرھواں سبق
- ۲۵۳ حجۃ الوداع
- ۲۵۵ جہان عدالت باعث عداوت ہے
- ۲۵۵ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول خدا ﷺ کی پر جوش تقریر
- ۲۵۹ غدیر خم
- ۲۶۰ رسول خدا ﷺ کی تقریر کا ترجمہ ملاحظہ ہو
- ۲۶۳ سوالات

۲۶۵	حوالہ جات
۲۶۷	سولہواں سبق
۲۶۸	شورشیں
۲۶۸	اسود عسّیٰ کا واقعہ
۲۶۹	یمن میں انقلابی بغاوت
۲۷۱	مسیلمہ کذاب کا واقعہ
۲۷۲	جھوٹے پیغمبر کی طرف میلان کا سبب "قومی تعصب"
۲۷۳	جھوٹوں کا انجام
۲۷۳	رحلت پیغمبر ﷺ کے وقت کے حالات کا تجزیہ
۲۷۳	لشکر اسامہ کی روانگی
۲۷۶	اہل بقیع کے مزار پر
۲۷۶	واقعہ قرطاس یا نامکمل تحریر
۲۷۷	نا تمام نماز
۲۷۸	وداع پیغمبر ﷺ
۲۸۰	یہ نور ہرگز نہیں بجھے گا
۲۸۲	سوالات
۲۸۳	حوالہ جات